وَوَصّٰى بِهَآ اِبْرٰهٖمُ بَنِيْهِ وَيَعْقُوْبُ

وصایا

سعید

حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، خُلفاءِ راشدین،
حضرات صحابہ کرامؓ، ائمہ مُجتہدین اور دیگر عُلماءِ حق کی نصیحت آموز
وصیتوں کا مجموعہ

مُرتّب

اِفتخار فریدی

ادارہ تالیفاتِ اشرفیہ
محلہ نیچ ○ ریلوے روڈ ○ مُلتان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عرض ناشر

زیرِنظر کتاب " وصایا " مرتبہ جناب محمد افتخار صاحب فریدی پاکستان میں پہلی مرتبہ طبع ہوکر منظرِ عام پر آرہی ہے۔ جو اپنے موضوع کے لحاظ سے نہایت اہم اور منفرد کتاب ہے۔ اور عاقبت کے سنوارنے کیلئے نہایت کارآمد اور مفید ہے۔ قبل ازیں یہ کتاب انڈیا میں شائع ہوئی تھی ـــــ اس کتاب میں حضرات انبیاء علیہم السلام، صحابہ کرام، اولیاء اللہ کے وصیت نامے جمع ہیں جن کا بنیادی نقطہ یہی ہے کہ بندے کو اللہ تعالیٰ کے سامنے سرخرو ہوکر جانا نصیب ہو۔ اور زندگی کے معاملات حقوق اللہ و حقوق العباد کے لحاظ سے اپنے طور پر بھرپور کوشش سے پورے کیئے جائیں اور جو اپنی ذمہ داری سے پورے نہ کرسکا ہو اور اسکی وصیت کرکے دنیا سے جائے۔

اس لیئے ادارہ نے ذاتی طور پر اسمیں چند بزرگانِ دین کی وصایا کا آخر میں اضافہ کردیا ہے۔ جن کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔

حضرت مولانا مفتی محمد حسن صاحب امرتسریؒ (بانی جامعہ اشرفیہ لاہور)

حضرت سیدی ومرشدی مولانا حاجی محمد شریف صاحب دامت برکاتہم (خلیفہ ارشد حکیم الامت حضرت تھانویؒ)

حضرت مولانا مفتی رشید احمد صاحب دامت برکاتہم (خلیفہ ارشد حضرت مولانا عبدالغنی صاحب پھولپوریؒ)

نیز ادارہ کی کوشش ہوگی کہ آئندہ ایڈیشن میں مزید وصایا کا اضافہ کیا جاسکے۔ امید ہے کہ حضرات قارئین کرام اسے بنظرِ تحسین دیکھیں گے اور پسند فرماویں گے۔ ادارہ اپنے کرم فرماؤں سے تعاون کی امید رکھتا ہے۔

والسلام
محمد اسحاق
ربیع الاول ۱۴۰۲ھ

(ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان بیرون بوہڑ گیٹ)

فہرست

وصیّت نامہ کی اہمیّت وضرورت

حضور اقدس رسول پاک آقائے نامدار حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم کے ذریعہ حق تعالیٰ شانہ نے جو کچھ عطا فرمایا اس میں ایک عجیب وغریب اور بہت ضروری چیز **وصیّت** ہے۔ اس لفظ کے ساتھ جو بات کہی جائے وہ بہت مؤثر ہوتی ہے اور اس کا دائرۂ کار ازل سے ابد تک محسوس ہوتا ہے۔

وصیت میں امر کی تاکید مزید محسوس ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ارواح کو ایک ہی وقت میں پیدا فرمایا لیکن اس دنیا میں آنے جانے کا سلسلہ آگے پیچھے ہوتا ہے۔

وصیّت کے لفظ کے ساتھ جو کچھ کہا جاتا اس میں اپنے سے قبل جانیوالوں اور اپنے جانے کے بعد رہنے والوں اور اپنے بعد آنے والوں پر غرض کہ ازل کے بعد سے عالم ارواح، باپ کی کمر کے نطفے، ماں کے پیٹ، (دنیا کی زندگی)، بچپن، جوانی، بڑھاپا، موت، قبر، عالم برزخ، میدانِ حشر، غرض کہ انسانی روح کی پیدائش کے بعد جتنے موڑ آنے والے ہیں ان سب پر وصیت والی بات اثر انداز ہوسکتی ہے۔

قرآن پاک میں حق تعالیٰ شانہ نے وصیت کے لفظ کو کئی مواقع پر استعمال فرمایا ہے۔

حدیث پاک میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی وصیّت کے لفظ کیساتھ اپنی امت کو کئی مرتبہ مخاطب فرمایا۔ ہر مسلمان کو وصیت کرنے کی تاکید فرمائی۔

انسانی آرزوئیں، تمنائیں، ضرورتیں، غرض کہ جو کچھ بھی انسان اپنے سے پہلے جانے والوں اپنے لیے اپنے بعد اس دنیا میں رہنے والوں اور آنے والوں سے چاہتا ہے وہ وصیت کے پر حسرت نام کے ساتھ کہا جاتا ہے۔ چنانچہ حضور اقدس

صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک وصیت فرمائی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دوبارہ دنیا میں تشریف لانے کا زمانہ جو میرے ماننے والوں میں پائے وہ ان کو میرا اسلام پہنچانے میں سبقت کرے اور اپنی امت کو تاکید فرمائی کہ بغیر وصیت لکھے کوئی دو رات بھی نہ گزارے اور اپنا وصیت نامہ سرہانے رکھ کر سویا کرے تاکہ گھر والوں کو اس کا پانا آسان ہو، حقوق، قرض وغیرہ دنیا کے مسائل۔ مسلک، عقیدہ، راہِ عمل کے اظہار اور اپنے متعلقین سے ان پر عمل کرانے کیلئے وصیت کی ضرورت و اہمیت ہے

وصیت! معنیٰ کے اعتبار سے نصیحت ہے۔

وصیت وہ دردمندانہ پُراخلاص نصیحت ہے جو ایک دنیا سے جانے والا جس کے سامنے آخرت آجاتی ہے وہ اپنے پیچھے رہ جانے والوں سے کچھ کہے۔

وصیت رخصت ہوتے وقت یا رخصت کرتے وقت کی ہدایات بھی ہیں۔

وصیت دوسرے کے ساتھ اس طرح پیش آنا کہ اس میں فائدہ اور ثواب ہو۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور بزرگان دین۔ علمائے کرام کی تفاسیر تصانیف و تالیفات میں اُمراء اور حکمرانوں کی بھی بعض تحریروں میں وصایا پائی جاتی ہیں۔

مجھ حقیر و محتاج سیاہ کار افتخار فریدی کو اپنے مطالعہ کے دوران جب بھی کوئی بات وصیت کے لفظ کے ساتھ نظر سے گزری اس کا ایک خاص اثر قلب نے محسوس کیا اور اس کا تقاضا پیدا ہوتا رہا کہ وصیت کے نام سے فرمائی ہوئی باتیں کسی کتاب میں مجتمع مل جائیں لیکن کسی بھی زبان میں ایسی تالیف کا پتہ نہیں چل سکا۔ برسوں سے یہ تمنا ہے کہ کوئی اہل ان تمام وصایا کو جمع فرما دے۔ بندہ اپنی بے علمی کے سبب اس کی اب تک ہمت نہیں کر سکا۔ چنانچہ حضرت مولانا نسیم احمد صاحب فریدی امروہوی صدر مدرس مدرسہ عربیہ جامع مسجد امروہہ ضلع مراد آباد اور حضرت مفتی عزیز الرحمٰن صاحب نہٹوری مجاز طریقت حضرت شیخ الاسلام مولانا مدنیؒ بانی مدرسہ عربیہ بجنور سے بارہا عرض کرتا رہا۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے۔ حضرت مفتی صاحب موصوف کو انہوں نے اپنی افتاء و تدریس و تصنیف وغیرہ کی گوناگوں مشغولیتوں کے

باوجود وصایا حصہ اوّل کے نام سے قرآن وحدیث سے اور خلفائے راشدین کی وصایا مرتب فرما کر کئی سال ہوئے شائع فرمائی۔ اب کئی سال ہو گئے اس کے دوسرے حصے کی نوبت نہیں آسکی۔

مولانا فریدی صاحب نے بھی اکابر کی وصایا الفرقان لکھنؤ کے ماہنامہ میں شائع کرائیں۔ لیکن اپنی آنکھوں کی معذوری کے سبب اور مزید ہمت نہیں فرما سکے اس لیئے مجبوراً جو کچھ بندہ نے اردو کتب سے اور ان دونوں حضرات کی تالیف سے جمع کیا تھا اسے اس امید پر مرتب کر دیا ہے کہ اسے مطالعہ کرنے والوں میں سے خدا کسی کو مزید کی توفیق فرمائیں اور یہ آخرت شناسی کیلئے موثر و مفید باتیں جو مختلف کتابوں میں پھیلی ہوئی ہیں ایک کتاب میں جمع کر کے شائع ہو جائیں تاکہ مجھ جیسے بھی ان سے فائدہ اٹھا سکیں۔

وصایا کا بڑا ذخیرہ تفاسیر اور شروحِ احادیث، سوانح و تاریخ، ادب و فقہ کی عربی و فارسی کتابوں میں پھیلا ہوا ہے۔

یہ خدمت انسانی خیر خواہی کیلئے نرالی ہوگی اس لیئے کہ اب تک کسی زبان میں بھی وصایا کا مجموعہ شائع نہیں ہو سکا ہے۔

اس تالیف میں چند قرآنی آیات جو وصیت کے لفظ کے ساتھ ہیں دی گئی ہیں۔

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی مدظلہ مدیر ندوۃ العلماء لکھنؤ رائے بریلوی کی مرتب کردہ وصایائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دی گئیں ہیں۔

خلفائے راشدین صحابہ کرام، تابعین تبع تابعین، ائمہ حدیث و فقہ و سلوک و مفسرین کرام۔ مجدد دین ملت، بزرگانِ دین، اولیاء اللہ، علمائے کرام اور حکمرانوں، اُمراء قضاء کی جو چند وصایا مہیا ہو سکی ہیں۔ ان کو پیش کیا جا رہا ہے۔ آخیر میں اس کے مرتب نے بھی جو اس محفل کے لائق نہیں ہے محض نقالی کر کے اپنے کو اس میں داخل کیا ہے۔

مؤلف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ عمل علیٰ سبیل الدعایۃ ہے لا علےٰ سبیل الحکومت یعنی دعوۃ الی اللہ کا موضوع یہی ہے کہ ترغیب و تحریض عمل کے منافع و محاسن اور اس کے متعلق اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے وعدوں اور وعیدوں کے ذکر کی کثرت اور اللہ کی صفات و عادات کو کھولنے کے ذریعہ اللہ کی بات قبول کرنے کی طرف بلایا جائے تاکہ اللہ کی محبت و عظمت قلوب میں پیدا ہو کر دل خداوند تعالیٰ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت پر آمادہ ہو جائیں، نہ کہ کسی قوت اور زور سے مجبور کرنا۔ ہاں سیاست یہ ہے کہ پیدا شدہ رغبت کو ضیاع سے بچانے کیلئے حسن تدبیر کے ساتھ بلا اکراہ وایذا بالتدریج عمل پر ڈالا جائے اور طرق و اسباب اختیار کئے جائیں جن سے عمل میں استقلال و دوام اور ترقی کی رفتار بڑھتی رہے۔ اس کے بعد فرمایا کہ مجھے دو خطرے ہیں ایک یہ کہ اسباب ہوتے ہوئے اسباب پر نظر نہ ہو مشکل ہے مجھے اپنے اوپر بھی خطرہ ہے۔ اسباب پر نظر ہو جانے سے اللہ کی نصرت ختم ہو جاتی ہے۔ استدلال میں لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ کو پیش کیا۔ اسباب نعم ہیں اسباب کا تلبس استعمالِ نعمت کے درجہ میں ہو نہ کہ ان پر نظر جم کر خالق کے بجائے ان سے جی لگ جائے۔ دوسرا خطرہ یہ ہے کہ ہم کام نہ کر رہے ہوں اور سمجھیں کہ کر رہے ہیں۔ کام کے اثرات کو کام سمجھیں۔ کام تو چھ نمبروں کی پابندی ہے۔

نصیحت کے کانوں سے سُنے تو تھوڑا بہت ہے۔

اللہ سے علاقہ دو قسم کا ہے، ایک بحیثیت مخلوق اور ایک بحیثیت بندہ

قرآنی وصایا

وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ إِحْسَانًا (سورہ احقاف)

ہم نے انسان کو ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دیا۔

شَرَعَ لَكُمْ مِنَ الدِّينِ مَا وَصَّىٰ بِهِ نُوحًا وَالَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ وَمَا وَصَّيْنَا بِهِ إِبْرَاهِيمَ وَمُوسَىٰ وَعِيسَىٰ (سورہ شوریٰ)

تمہارے لئے دین میں وہی راہ مقرر کی جس کا حکم ہم نے نوح کو دیا اور جس کی وحی ہم نے آپ کی طرف کی اور جس کا حکم ہم نے ابراہیم کو اور موسیٰ کو اور عیسیٰ کو کیا۔

وَوَصَّىٰ بِهَا إِبْرَاهِيمُ بَنِيهِ وَيَعْقُوبُ يَا بَنِيَّ إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَىٰ لَكُمُ الدِّينَ فَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ (سورۃ بقرہ)

اور وصیّت کی اسی کی ابراہیم نے اپنے بیٹوں کو اور یعقوب نے اے بیٹو! بیشک اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے ایک دین منتخب کرلیا ہے لہذا تم مسلمان ہی مرنا۔

ثُمَّ كَانَ مِنَ الَّذِينَ آمَنُوا وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ وَتَوَاصَوْا بِالْمَرْحَمَةِ (سورہ البلد)

پھر وہ لوگ مومنین میں سے ہیں جو وصیّت کرتے ہیں آپس میں صبر کرنے کی اور وصیّت کرتے ہیں آپس میں رحم کرنے کی۔

وَالْعَصْرِ ۝ إِنَّ الْإِنْسَانَ لَفِي خُسْرٍ ۝ إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ ۝ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ۝

قسم اترتے دن کی مقرر انسان پر ٹوٹا ہے مگر جو یقین لائے، اور کیے بھلے کام، اور آپس میں تقیّد کیا سچے دین کا، اور آپس میں تقیّد کیا سہار کا۔ (سورۃ العصر)

لقمان علیہ السلام کی وصایا

وَاِذْ قَالَ لُقْمٰنُ لِابْنِهٖ وَهُوَ يَعِظُهٗ يٰبُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ۔ (سورہ لقمان)

اور جب فرمایا لقمان نے اپنے بیٹے سے وعظ کہتے ہوئے، اے بیٹے شرک نہ کرنا! اس لئے کہ شرک سب سے بڑا ظلم ہے۔

يٰبُنَيَّ اَقِمِ الصَّلٰوةَ وَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاصْبِرْ عَلٰى مَآ اَصَابَكَ اِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ (سورہ لقمان)

اے بیٹے نماز قائم کر، نیکیوں کا حکم کر، برائیوں سے روک اور مصائب پر صبر کر! بلا شبہ یہ چیزیں ہمت کے کام ہیں۔

حضرت لقمانؑ کی غیر قرآنی وصایا

۱۔ اے بیٹے، دنیا کے سمندر میں غرق ہونے سے بچا، تقویٰ کی کشتی کو ایمان سے بھر کر توکّل کے ذریعہ، ورنہ نجات پانا مشکل ہے

۲۔ اے بیٹے جھوٹ بولنے والے کے چہرے کی رونق زائل ہو جاتی ہے۔

۳۔ اے بیٹے جنازوں کی شرکت آخرت کی یاد دلاتی ہے۔

۴۔ اے بیٹے لوگوں سے اچھی بات خندہ پیشانی سے کر یہ تجھے محبوب بنا دیگی

۵۔ اے بیٹے لوگوں کی تعریف کا خواہش مند نہ ہو۔

۶۔ اے بیٹے جب کسی کے گھر جاؤ تو زبان اور آنکھ کی حفاظت کرو۔

۸۔ اے بیٹے جسم کو گندگی سے، زبان کو غیبت و گالی سے پاک رکھ۔

۹۔ رات کو نرم اور آہستہ بات کر۔

۱۰۔ کسی کو لوگوں کے سامنے شرمندہ نہ کر۔

۱۱۔ آفتاب نکلنے اور ڈوبنے کے وقت نہ سو۔

۱۲۔ لوگوں کے سامنے دانتوں میں خلال اور ناک میں انگلی نہ کر۔

۱۳۔ عاجزی، انکساری، تواضع و تذلل، میانہ روی و اعتدال اختیار کر۔

۱۴۔ زندگی گذار! اللہ تعالیٰ کے ساتھ صدق سے۔ نفس کے ساتھ دشمنی وقہر سے۔ چھوٹوں کے ساتھ شفقت سے۔ دوستوں سے نصیحت، فقیروں سے سخاوت، دشمنوں کے ساتھ حلم سے۔ جاہلوں سے خاموشی، بزرگوں کے یہاں حاضری سے علمار سے تواضع اور طلب کے ساتھ۔

رسُولِ پاک صلّی اللہ علیہ وسلم کی وصایا

وصیّتِ رسُول

حضرت مولانا سیدابوالحسن علی ندوی رائے بریلوی کی ایک تحریر سے لیا گیا۔

وصیت شرعاً اس قدر اہم ہے کہ اللہ نے تقسیم میراث کے احکام قرآن پاک میں بار بار فرمائے۔ مِنۡۢ بَعۡدِ وَصِيَّةٍ يُّوۡصِىۡ بِهَاۤ اَوۡ دَيۡنٍ سب کچھ تقسیم اُس وصیت کے بعد ہوگی جو صاحبِ وصیت کر گیا ہے اور قرض کے بعد۔

اس دنیا کے رواج میں بھی غیر سعادت مند اولاد جو ماں باپ کی زندگی میں اُن کی پرواہ نہیں کرتے مرنے کے بعد ان کی وصیّت کی تعمیل کو اپنے لیئے بڑا ضروری سمجھتے ہیں۔ انسانی شرافت وصیّت ہی کی تعمیل میں نظر آتی ہے۔

وصیّت کرنے والا محض مجبور و بے بس ہوتا ہے۔ اس کا پورا کرنا انسانیت شرافت رحم وکرم اور خدا کے ماننے اور اپنے مرنے کے یقین پر موقوف ہے اسی لیئے اللہ تعالیٰ نے بھی قرض سے پہلے وصیت کا نام لیا چونکہ قرض کا تقاضا کرنیوالا موجود ہوتا ہے مگر وصیت کا تقاضا و مطالبہ سوائے خدائے تعالیٰ کے کرنے والا کوئی نہیں۔ اُسی لیئے حق تعالیٰ نے بار بار وَصِيَّةٍ يُّوۡصِيۡنَ بِهَا، وَصِيَّةٍ يُّوۡصِىۡ بِهَا وَصِيَّةٍ تُوۡصُوۡنَ بِهَا کے الفاظ میں تاکید فرمائی۔

دشمن و قاتل تک بھی وصیت کا خیال کرتے ہیں۔ دراصل مرنے والا اپنی بے کسی کے انتہائی مرحلے میں زندوں کے ضمیر پر ایک ایسا عجیب اثر ڈالتا ہے جو انہیں اپنی موت کے احساس کے ساتھ تعمیل کے جذبہ کو ابھارتا ہے۔ دراصل مرنے والا جو زندگی بھر صاحبِ اختیار رہا اب سب کچھ چھوڑ کر خالی ہاتھ جا رہا

ہے اب اس کی آخری خواہش، تمنا، پیغام، آخری خدمت ہے ان کیلئے جو اُسکی محبت کا دم بھرتے تھے اب ان کی عقیدت، محبت، شرافت کا امتحان ہے۔ آج نہ اُس کی آنکھ کا اشارہ باقی ہے جس کے چشم براہ رہا کرتے تھے۔ نہ ڈر ہے۔ اب نہ دوبارہ کہنا، تقاضا کرنا، شکایت وغصہ کرنا، نفع نقصان پہنچانا کچھ باقی نہیں رہا۔ دراصل انسانی ضمیر وایمان۔ اتباع، محبت کا امتحان ہے۔

دنیا سے تشریف لے جانے والا وصیت اسی کی کرتا ہے۔ جسے اہم سمجھتا ہے چونکہ ایسی حالت میں ہوناکہ دنیا چھوٹ رہی ہو اس وقت بات وہی کہی جائے گی جو حد درجہ ضروری اور لازمی ہو۔

اب آقائے نامدار سیدنا مولانا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے نکلی ہوئی اُن باتوں کو تحریر کیا جاتا ہے جو وصیت کے لفظ کے ساتھ فرمائیں۔ خصوصاً مرض الوفات میں۔ اب آپؐ کی وہ امت جس کی محبّت اس ماں کی محبّت سے بے انتہا گنا زیادہ ہے۔ جس محبّت کی اہمیت حق تعالیٰ نے بھی فرمائی مثال میں، قیامت کے دن وہ ماں اولاد سے ماں ہونے کا انکار کر دے گی۔ اُس دن جبکہ سیدنا صلی اللہ علیہ وسلم اُمتی اُمتی پکار رہے ہوں گے۔ جب کہ انبیاء علیہم السلام بھی نفسی نفسی کہہ رہے ہوں گے۔ آپ نے زندگی بھر ہڈیوں کو گھلا دینے والے غور وفکر اور شدید محنت میں جن کیلئے گذاری اور مرض الوفات کی سخت ترین گھاٹی اور لقائے حق کی حد درجہ مشغولی اس کی یاد اس کی ملاقات کے والہانہ اشتیاق میں بھی اُمت کو نہیں بھولے۔

آج اس اُمت کے ماننے والوں کا امتحان ہے کہ وہ آپ کی محبت کا کیا ثبوت دیتے ہیں اور کل قیامت میں آمنا سامنا ہونے کا کتنا لحاظ ہے اور آپ کی شفاعت کی کس درجہ آرزو رکھتے ہیں۔

عیاض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی اور پھر ہماری طرف متوجہ ہوئے اور ہمیں ایسی پُر اثر نصیحت

فرمائی کہ آنکھیں اشکبار ہوگئیں اور دل ہل گئے ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ نصیحت کرنے والے کی نصیحت ہے تو آپ ہمیں وصیت فرمائیے فرمایا میں تمہیں وصیت کرتا ہوں اللہ کے تقویٰ کی اور سننے اور ماننے کی خواہ تمہارا حاکم کوئی مسلمان حبشی غلام ہو اس لیے کہ جو تم میں سے میرے بعد زندہ رہے گا وہ بڑا اختلاف دیکھے گا اس وقت تم پر لازم ہے میرا راستہ اور دستور اختیار کرنا اور میرے دوست از راہِ حق نائبوں کا۔ اُس کو مضبوط پکڑنا اور دانتوں سے داب لینا۔ خبردار نئی نئی باتوں سے بچتے رہنا۔ اس لیئے ہر نئی چیز بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ مجھے میرے دوست محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے صلۂ رحمی کے متعلق وصیت فرمائی اگرچہ بہت دور کی رشتہ داری کیوں نہ ہو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ حضرت جبرئیل مجھے ہمیشہ پڑوسی کے متعلق وصیت کرتے رہے حتیٰ کہ مجھے گمان ہونے لگا کہ شاید وہ وارث قرار دیا جائے۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے وصیت فرمائی۔ تجھے اللہ تعالیٰ کے تقویٰ، قولِ صادق، ایفائے عہد، امانت کی ادائیگی ترکِ خیانت، پڑوسی کی حفاظت، یتیم پر شفقت، نرمیٔ کلام، ترویجِ سلام۔ عجز و انکسار کرنے کی وصیت کرتا ہوں۔ حضرت ابوذر کی درخواست پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وصیتیں فرمائیں۔ اللہ سے ڈرنے، تلاوت کلام پاک، ذکر اللہ کی پابندی، خاموش رہنے زیادہ نہ ہنسنے کی، حق بات کہنے کی، اگرچہ تلخ ہو۔ ملامت کرنے والے کی اللہ کے معاملہ میں پرواہ نہ کرنے کی۔ جو اپنے بارے میں جانتے ہو اس بات میں لوگوں کے درپے نہ ہونے کی وصیت کرتا ہوں۔

حجۃ الوداع حجۃ البلاغ (تبلیغ کا حج)

۱۰ھ ہجری وفاتِ رسول۔ حج فرض و وداع آخری وفات سے تین ماہ قبل

آخری وصیتیں فرمائیں۔ لوگو! مجھے امید نہیں کہ میں اور تم پھر اس مجلس میں اس جگہ جمع ہوں گے اور آخر میں فرمایا کہ جو یہاں موجود ہیں وہ ان لوگوں کو سنا دیں جو یہاں موجود نہیں ہیں اس لیئے کہ ممکن ہے کہ سننے والوں سے زیادہ وہ لوگ اس بات کو یاد رکھیں اور عمل کریں جن کو پہنچائی جائے۔ تقریباً ایک لاکھ کے مجمع میں دن ڈھلے اپنی اونٹنی قصواء پر سوار ہو کر جبل رحمت پہاڑی سے کمر لگا کر ۹ ذی الحجہ عرفات کے میدان میں فرمایا۔ لوگو! میں خیال کرتا ہوں کہ میں اور تم پھر کبھی اس جگہ اکٹھے نہ ہوں گے تمہارے خون تمہارے مال اور تمہاری عزتیں ایک دوسرے پر ایسی ہی حرام ہیں جیسے تمہارے اس شہر میں تمہارے اس مہینے میں۔

عنقریب تم اپنے خدا کے سامنے حاضر ہوگے اور وہ تم سے تمہارے اعمال کی بابت سوال کرے گا! خبردار! میرے بعد گمراہ نہ بن جانا کہ ایک دوسرے کی گردنیں کاٹنے لگو۔ لوگو! جاہلیت کی ہر بات کو میں اپنے قدموں کے نیچے روندتا ہوں جاہلیت کے قتلوں کے تمام جھگڑے ملیا میٹ کرتا ہوں۔ پہلا خون جو میرے خاندان کا ہے یعنی ابن ربیعہ بن الحارث کا خون جو بنی سعد میں دودھ پیتا تھا اور ہذیل قبیلہ نے اُسے مار ڈالا تھا۔

جاہلیت کے زمانے کا سود ملیا میٹ کر دیا گیا۔ پہلا سود اپنے خاندان کا جو میں مٹاتا ہوں وہ عباس بن عبدالمطلب کا سود ہے۔ وہ سب کا سب چھوڑ دیا گیا۔

لوگو! اپنی بیویوں کے متعلق اللہ سے ڈرتے رہو خدا کے نام کی ذمہ داری سے تم نے ان کو لیا اور خدا کے کلام سے تم نے ان کا جسم اپنے لیئے حلال بنایا تمہارا حق عورتوں پر اتنا ہے کہ وہ تمہارے بستر پر کسی غیر کو جس کا آنا تمہیں ناگوار ہے نہ آنے دیں اگر وہ ایسا کریں تو ان کو ایسی مار مارو جو نمودار نہ ہو۔ عورتوں کا حق تم پر یہ ہے کہ تم ان کو اچھی طرح کھلاؤ اچھی طرح پہناؤ۔

لوگو! میں تم میں وہ چیز چھوڑ چلا ہوں کہ اگر اُسے مضبوط پکڑ لوگے تو کبھی گمراہ نہ ہوگے۔ وہ قرآن اللہ کی کتاب ہے۔

لوگو! نہ تو میرے بعد کوئی پیغمبر ہے اور نہ کوئی جدید اُمت پیدا ہوگی خوب سن لو کہ تم اپنے پروردگار کی عبادت کرو اور پنجگانہ نماز ادا کرو۔ مہینے کے روزے رکھو۔ مالوں کی زکوٰۃ خوش دلی کے ساتھ دیا کرو۔ خانہ خدا کا حج بجالاؤ۔ اپنے حکام کی اطاعت کرو۔ اپنے پروردگار کی جنت میں داخل ہوگے اور تم سے میری بابت پوچھا جائے گا بتلاؤ کیا جواب دوگے؟ سب نے کہا ہم اس کی شہادت دیں گے کہ آپ نے اللہ کے احکام پہنچا دیئے اور پہنچانے کا حق ادا کر دیا اور خیر خواہی کی تب آپ اپنی انگشت شہادت آسمان کی طرف اٹھاتے تھے پھر لوگوں کی طرف جھکاتے تھے۔ اَللّٰھُمَّ اشْھَدْ اے اللہ گواہ رہنا! تین مرتبہ فرمایا میں نے پہنچا دیا جو لوگ موجود نہیں ہیں موجود ان کو پہنچا دیں۔ ممکن ہے جن کو پہنچایا جائے وہ اس کو زیادہ یاد رکھنے اور سننے اور جاننے والے ہوں۔

وفات سے ایک مہینہ قبل کی وصیّت

مہاجرین و انصار کو جمع کر کے فرمایا۔

لوگو! مرحبا! خدا کی سلامتی، حفاظت، مدد تمہارے ساتھ ہو خدا تمہیں ترقی و ہدایت اور توفیق عطا فرمائے خدا تمہیں اپنی پناہ میں رکھے مصیبتوں سے بچائے اور سلامت رکھے میں تمہیں تقویٰ اور خدا ترسی کی وصیت کرتا ہوں اور تم کو خدا کے سپرد کرتا ہوں اور تم کو اپنا جانشین بناتا ہوں۔ عذاب الٰہی سے ڈراتا ہوں اور خیال کرتا ہوں کہ تم بھی لوگوں کو ڈراتے رہو گے تم کو لازم ہے کہ سرکشی تکبر بڑھ کر چلنے کو خدا کے بندوں اور خدا کی بستیوں میں نہ پھیلنے دوگے اور آخرت اسی کے لیئے ہے جو زمین میں سرکشی اور لگاڑ نہیں چاہتے اور عاقبت صرف متقین کے لیئے ہے میں ان فتوحات کو دیکھ رہا ہوں جو تم کو حاصل ہوں گی مجھے ڈر نہیں رہا کہ تم مشرک بن جاؤ گے لیکن ڈر یہ ہے کہ دنیا کی رغبت اور فتنہ میں پڑ کہ کہیں ہلاک نہ ہو جاؤ جیسے پہلی اُمتیں ہلاک ہوئیں۔

وفات سے پانچ روز پہلے کی وصیت

لوگو! تم سے پہلے ایک قوم ہوئی ہے جو انبیا اور نیک لوگوں کی قبروں کو سجدہ گاہ بناتے تھے تم ایسا نہ کرنا۔ فرمایا خدا ان یہود و نصاریٰ پر لعنت کرے جنہوں نے انبیاء کی قبور کو سجدہ گاہ بنایا۔ فرمایا خدا را میری قبر کو میرے بعد بُت نہ بنانا کہ اس کی پرستش ہوا کرے فرمایا اس قوم پر خدا کا سخت غضب ہو جنہوں نے قبور انبیاء کو مساجد بنایا دیکھو میں تمہیں اس سے منع کرتا ہوں۔ دیکھو میں تبلیغ کر چکا اے خدا تو اس کا گواہ رہ اور فرمایا کہ مشرکین، یہود و نصاریٰ کو جزیرۃ العرب سے بالکل باہر کر دینا۔ مرض الوفات کے چودہ دن سے گیارہ دن اللہ کا رسول خود نماز پڑھاتا رہا گیارہویں دن عشا کی نماز کے وقت تین دفعہ تیاری فرمائی ہر دفعہ وضو فرماتے ہوئے بے ہوش ہو ہو گئے۔ آخر فرمایا ابوبکر نماز پڑھائیں۔ جب ابوبکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مصلے پر کھڑے ہوئے تو ان پر اور صحابہ پر ایسی رقت طاری ہوئی کہ رونے کی آوازیں رسول اللہ ؐ کے کانوں تک پہنچیں اس وقت کچھ سکون تھا اس لئے مسجد میں تشریف لائے اور ابوبکر کے برابر بائیں ہاتھ نماز پڑھائی اور فرمایا مسلمانو! میں تمہیں خدا کے سپرد کرتا ہوں، خدا کی پناہ، نگہداشت اور نصرت کے حوالے کرتا ہوں۔ خدا تم پر میرا خلیفہ ہے تمہارے تقویٰ اور حفظِ طاعت سے وہ تمہاری نگرانی فرمائے گا۔ بس اب میں دنیا سے رخصت ہونے والا ہوں اور اسے چھوڑ دینے والا ہوں گھر میں جو کچھ تھا وہ راہ خدا میں دے دیا گیا ہے اور اسلحہ مسلمانوں کو۔ اس دنیا کی آخری شب میں حجرۂ عائشہؓ میں چراغ میں جلانے کیلئے ذرا سا تیل بھی نہ تھا جو حضرت صدیقہؓ نے پڑوسن سے قرض لے کر جلایا۔ آخری دن فجر کی نماز میں مسلمانوں کی صفیں حجرہ مبارکہ سے ملاحظہ فرما کر چہرۂ مبارک پر بشاشت اور مسکراہٹ پیدا ہوئی اور نماز ابوبکر صدیق کی اقتدا میں ادا فرمائی۔ زندگی مبارک میں دوسری فرض نماز نہیں آسکی۔ نزع کی حالت طاری ہوئی تو پانی کے پیالے میں دست مبارک

ڈال ڈال کر چہرہ مبارک پر پھیر لیتے تھے۔ چہرہ مبارک کبھی سرخ کبھی زرد ہو جاتا تھا زبان مبارک سے فرماتے تھے۔ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اِنَّ لِلْمَوْتِ سَکَرَاتٍ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں۔ موت کے سکرات ہوتے ہیں فاطمہؓ زہرہ سے فرمایا بیٹی! یہی تو مزوں کو کرکرا کرنے والی ہے۔ آرزوں، خواہشوں کو توڑنے والی، جماعتوں کو جدا کرنے والی بیویوں کو بیوہ کرنے والی، اولاد کو یتیم کرنے والی، فاطمہ بتول رُو پڑیں تو ان کے آنسو دستِ مبارک سے پونچھے۔ فرمایا بیٹی رو نہیں سیّدا شباب اہل الجنۃ حسنؓ حسینؓ کو بلایا وہ بھی رونے لگے۔ آنحضرتؐ نے دونوں کو چوما اور ان کے احترام کے بارے میں وصیت فرمائی۔ پھر ازواج مطہرات کو بلایا اور نصائح فرمائیں۔ پھر حضرت علی مرتضیٰ کو بلایا انہوں نے سر مبارک اپنی گود میں لے لیا رسُول اللہ فرماتے رہے اور کف مبارک حضرت علیؓ کے چہرہ پر پڑ رہا تھا۔ فرمایا لونڈی، غلام کے بارے میں خدا کو یاد رکھو۔ انہیں خوب کھلاؤ پہناؤ۔ ان کے ساتھ ہمیشہ نرمی سے بات کرو علیؓ خوب صبر و سکیت سے رہو۔ حضرت علیؓ باہر چلے گئے تو عائشہ طیبہؓ نے سر مبارک اپنے رانوں پر رکھ لیا۔ عبدالرحمٰن بن ابوبکرؓ کے ہاتھ میں تازی مسواک تھی وہ مسواک استعمال فرمائی اس کے بعد زبانِ مبارک سے نکلا۔ الصلوٰۃ الصلوٰۃ وما ملکت ایمانکم نماز نماز اور لونڈی غلام کے حقوق۔ پھر فرمایا۔ اللّٰھُمَّ بالرفیق الاعلیٰ اے خدا برترین رفیق ہے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ پھر آنکھ کی پتلی بدل گئی۔

حضرت ابوبکر صدّیق رضی اللہ عنہ کی وصایا

ملک شام یزید بن ابوسفیان کو روانہ کرتے ہوئے وصیت فرمائی۔ عورت، بچہ، بوڑھے کو ہرگز قتل نہ کرنا۔ پھلدار درخت نہ کاٹنا۔ نہ کسی آبادی کو ویران کرنا۔ نہ جانوروں کو بے کار قتل کرنا۔ البتہ کھانے کے بقدر۔ خیانت و بزدلی میں مبتلا نہ ہونا۔

مرض الوفات کی وصایا

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

یہ وہ مضمون ہے جس کی ابوبکر بن ابوقحافہؓ نے اپنی دنیا کے آخری زمانے میں اس سے نکلتے وقت اور آخرت کے ابتدائی زمانے میں اس میں داخل ہوتے وقت اور آخرت وہ جگہ ہے جہاں کافر بھی ایمان لے آتا ہے۔ منکر بھی یقین کر لیتا ہے اور جھوٹا بھی سچ بولنے لگتا ہے۔ وصیت کی میں نے اپنے بعد تم پر عمر بن الخطابؓ کو خلیفہ بنا دیا۔ لہٰذا ان کی بات سننا اور ان کی اطاعت کرنا۔ میں نے اللہ اور اس کے رسولؐ اس کے دین اپنے نفس اور تم لوگوں کی خیر خواہی میں کوتاہی نہیں کی۔ عمرؓ اگر عدل کریں تو ان کے متعلق میرا گمان یہی ہے اور ان کے بارے میں میرا علم یہی ہے اگر وہ عدل کو بدل دیں تو ہر شخص کو اس کے حاصل کیئے ہوئے گناہ کی سزا ملے گی۔ میں نے تو خیر خواہی کا ارادہ کیا ہے۔ میں غیب کی بات نہیں جانتا۔ ظلم کرنے والے کو عنقریب معلوم ہو جائے گا۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

اس کے بعد اس وصیت نامے پر مہر لگائی گئی اور حضرت صدیق اکبرؓ نے یہ دعا کی اے اللہ میری نیت میں اس فرمان سے صرف ان لوگوں کی نیکی ہے۔ میں نے فتنہ کا اندیشہ کیا اس لیئے ان لوگوں کے معاملہ میں عمل کیا جس کو خوب جانتا ہے ان کیلئے میں نے اپنی رائے سے اجتہاد کیا میں نے ان پر ان کے سب سے بہتر کو سب سے قوی تر کو۔ سب سے زیادہ راہ راست پر چلانے والے کو والی بنایا۔

انتقال سے کچھ قبل فرمایا۔ میری یہ دو استعمالی چادریں محفوظ رکھنا جب میں مر جاؤں تو ان دونوں کو دھو ڈالنا اور مجھے ان کا ہی کفن دینا کیونکہ نئے کپڑے کا زندہ آدمی بہ نسبت مردے کے زیادہ حاجت مند ہے۔ فرمایا میری زوجہ اسماءؓ مرنے کے بعد غسل دیں۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی وصایا

ایک روز لوگوں سے فرمایا میں نے ایک خواب دیکھا ہے کہ ایک مرغ نے میرے چونچ ماری اور یہ مجھے بغیر میری موت کی نزدیکی کے نہیں دکھایا گیا ہے۔ پھر فرمایا چند طبقوں نے مجھ سے مطالبہ کیا ہے کہ میں اپنا خلیفہ مقرر کر دوں اللہ تعالیٰ ایسا نہیں ہے کہ اپنا دین اور اپنی خلافت ضائع کر دے۔ اگر موت نے میرے ساتھ عجلت کی تو خلافت ان چھ آدمیوں کے مشورے سے ہو گی جن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی وفات کے وقت تک راضی رہے وہ ہیں، حضرت علی، حضرت عثمان، حضرت طلحہ، حضرت زبیر، حضرت عبدالرحمن، حضرت سعد بن ابی وقاص رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین

فرمایا کتاب اللہ پر عمل کرنے کی، مہاجرین و انصار اور اعراب وہ تمہاری اصل ہیں اور اہل ذمہ کی قدر دانی کی وصیت کرتا ہوں۔

صاحبزادے سے اپنے قرض کے بارے میں دریافت کیا جو ۸۶ ہزار درہم نکلے فرمایا اے عبداللہؓ آل عمرؓ کے مال سے ادا کرنا۔ اگر پورا نہ ہو سکے تو عدی بن کعب سے مانگنا۔ اگر وہ بھی کافی نہ ہو تو قریش سے مانگنا اور کسی سے نہ مانگنا۔

پھر فرمایا کہ ام المومنین حضرت عائشہؓ سے عرض کر دو کہ عمرؓ چاہتا ہے کہ اپنے دونوں صاحبوں کے پاس دفن ہونا۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ نے یہ کہہ کر اجازت دی کہ عمرؓ کو اپنے پر ترجیح دیتی ہوں۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا جنازہ تیار ہونے کے بعد دوبارہ اجازت مانگنا۔ اگر میرے لحاظ میں اجازت دی ہو اور اس وقت نہ دیں تو مسلمانوں کے عام قبرستان میں دفن کر دینا۔

صاحبزادے حضرت عبداللہؓ کو وصیت فرمائی پیارے بیٹے ایمان کی خصلتوں کو لازم پکڑنا۔ وہ یہ ہیں گرمی کی شدت میں روزے رکھنا، تلوار سے جہاد کرنا، مصیبت

پر صبر کرنا، سردیوں میں اچھی طرح وضو کرنا، ابر کے دن نمازیں جلدی کرنا۔

عربوں کو وصیت فرمائی۔ چادر اوڑھو، تہبند باندھو، نشانہ بازی، تیراکی کی مشق کرو، اپنے دادا عدنان کے بیٹے مَعد کی سی سادہ زندگی، موٹا کھانا، موٹا پہننا اختیار کرو۔ بھائیوں کی طرح رہو، تنعم کی زندگی سے بچو۔ گھوڑوں پر کود کر بیٹھا کرو، رکابیں کاٹ ڈالو، دھوپ میں رہنے کی عادت ڈالو۔ یہ عربوں کا حمام ہے۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی وصایا

باغیوں کے محاصرے کے بعد ایک خط میں تحریر فرمایا

اللہ تعالیٰ کے بندے عثمانؓ امیر المومنین کی طرف سے تمام مسلمانوں کے نام السلام علیکم تمہیں اُس خدائے برتر کی یاد دلاتا ہوں جس نے تمہیں گمراہی سے نکال کر اسلام کا انعام عطا فرمایا وسعت رزق۔ دشمن پر غلبہ اور اپنی نعمتوں سے ڈھانک دیا۔

اُن قوموں کو دیکھو جو باہمی اختلاف سے برباد ہو گئیں ان سے عبرت پکڑو تمہارا اختلاف تمہیں ایک ساتھ نماز بھی نہیں پڑھنے دے گا۔ دشمن تم پر مسلط کر دیا جائے گا۔ خون ریزی کو ناپسند کرتا ہوں۔ اللہ اور اسلام کا واسطہ دے کر کہتا ہوں صرف حق و عدل کا دامن پکڑو۔ میں خدا سے اپنی اور تمہاری مغفرت چاہتا ہوں اور چاہتا ہوں کہ خدا اس امت کے دل بھلائی پر جمع کر دے اور فسق سے ان کو دور کر دے۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ ایہا المؤمنون المسلمون۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی وصایا

حضرات حسنینؓ سے فرمایا تم دونوں کو میری وصیت ہے۔ اللہ سے ڈرنے کی دنیا کے پیچھے نہ پڑنے کی، اس کی محرومی پر نہ کڑھنے کی، حق بات کہنے کی، ظالم کی مخالفت کی، مظلوم کی حمایت کی، قرآن کی تلاوت کی، لوگوں کی خطائیں معاف کرنے کی، پڑوسی سے حسنِ سلوک کی، فواحش سے اجتناب کی، محمد بن الحنیفہ کیلئے فرمایا اس کو اپنا بھائی اپنے باپ کا بیٹا سمجھنا اور ان سے فرمایا کہ اپنے دونوں بھائیوں کی اطاعت کرنا ان باتوں کو یاد رکھنا۔

اس کے بعد اپنی سب اولاد کو مخاطب کیا۔ جیست بن کر عبادت پر کمر بستہ رہو۔ اسلام ہی پر مرنا، سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوط پکڑنا۔ آپس میں ملاپ رکھنا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ آپس کا ملاپ نماز، روزے سے بھی افضل ہے رشتہ داروں کا خیال رکھنا۔ یتیموں، پڑوسیوں کی مدد کرنا، قرآن نماز، بیت اللہ، جہاد فی سبیل اللہ زکواۃ، ذمیوں کے حقوق، تمہارے نبی کے صحابی، تمہارے غلام، امر بالمعروف نہی عن المنکر سے غافل نہ رہنا۔ دعا فرمائی خدایا ہم سب کو ہدایت نصیب فرما اور دنیا سے بے رغبت کر دے۔

ابن ملجم کے زخمی کرنے کے بعد ہوش آیا تو لوگوں نے عرض کیا کہ حضرت حسنؓ یا کسی کو اپنا خلیفہ مقرر فرمادیں تو فرمایا میں تمہیں اسی چیز پر چھوڑوں گا جس پر رسول اللہؐ نے چھوڑا ہے۔ پھر قاتل کیلئے فرمایا اسے اچھا کھانا اور نرم بستر دو۔ اگر زندہ رہا تو معافی یا قصاص کا میں زیادہ مستحق ہوں۔ اگر میں مرگیا تو اسے قتل کر دینا۔ پیٹ اور شرم گاہ میں نیزہ نہ مارنا۔

کلموا الناس علی قدر عقولھم | لوگوں سے ان کی عقلوں کا خیال رکھتے ہوئے

اتریدون ان یکذب اللہ و رسولہ | گفتگو کرو۔ کیا تم چاہتے ہو کہ خدا اور رسولؐ کو جھٹلا دیا جائے۔

حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی وصایا

سلاطین سے بچنا اور ڈرنا جیسے آگ سے، شدید ضرورت کے بغیر دربار شاہی میں نہ جانا۔ اس سے علم کا وقار قائم رہے گا۔

عہدۂ قضا کے قبول کرنے میں احتیاط رکھنا جب تک یہ تحقیق نہ کر لو کہ بادشاہ مسائل فقہ سے واقف ہے۔

اظہار حق میں بادشاہ، نہ اور کی پرواہ کرنا۔ اگر کوئی دین میں بدعت جاری کر رہا ہو۔ چاہے وہ حکمران ہو یا مذہبی رہنما۔ اُن کی پرواہ نہ کر کے غلطی ظاہر کر دو۔ اس عمل میں حق تعالیٰ کی مدد تمہیں حاصل ہو گی وہی دین کا حامی و محافظ ہے۔ لوگوں میں اظہار حق کا خوف اثر انداز ہو کر دین میں رخنہ اندازی نہیں ہو سکے گی۔ سلطان کو بھی تنہائی میں ٹوکو اگر وہ کوئی غلط اقدام کرے کہ خدا و رسول کے خلاف، عمل نہ کرو اگر نہ مانے تو اس کیلئے دعا کرو۔ اُس کے شر سے اللہ کی پناہ مانگو۔ سمجھانے کی کوشش کرتے رہو۔

علم دین کے حاصل کرنے کو مقدم کرو۔ پھر جائز ذرائع سے مال حاصل کرو علم و مال ایک ساتھ نہیں حاصل ہوتے۔ علماء سے ملو تو ضرورتاً علمی بحث کرو۔ دوسروں سے وہ بھی نہیں۔ اپنے اساتذہ پر تنقید۔ بے ضرورت نہ کرو۔ اُن کے

لیئے دعائے مغفرت کرتے رہا کرو۔ اپنے شاگردوں سے مثل اولاد کے پیش آؤ
علمی مجالس میں غصہ نہ کرو۔ مسئلہ کا جواب بقدر ضرورت دیا کرو۔
مہمات دین، عقائد، اختلافی مسائل میں عوام سے گفتگو نہ کرو۔ تقویٰ اور
امانت کو پیش نظر رکھو۔ ظاہر و باطن ایک رکھو۔
محاسبۂ نفس، علم کی نگہداشت، ذکر و عبادت کی کثرت، مسجد میں اذان پر
پہنچنے کی کوشش۔ دین کے جماؤ پر اللہ کا شکر، موت کی یاد، زیارت قبور اور
روزوں کا اہتمام کرو۔ دنیوی خواہشات میں بندھے ہوئے انسانوں سے صرف تبلیغ و
دعوت کی غرض سے ملو۔ دنیاوی مسائل مال و تجارت میں لوگوں سے زیادہ گفتگو
نہ کرو۔ ورنہ حریص مال کہلاؤ گے۔ گفتگو میں نرمی اور متانت۔ پڑوسی کی پردہ
پوشی، مشورہ چاہنے والے کو مشورہ دو۔ بازاری لوگوں کی صحبت سے بچو۔ بازار میں
زیادہ نہ جاؤ۔ لوگوں کی عزت کرو، اپنا کھانا انہیں کھلاتے رہو، خراب لوگوں کے
ساتھ بھی عزت سے پیش آؤ۔ بادشاہ اور قاضی سے ملو تو زیادہ اہمیت نہ دو۔

حضرت امام احمد بن محمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کی وصایا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

احمد بن حنبل نے مندرجہ ذیل باتوں کی وصیت کی اپنے ورثار کو

۱۔ وصیت کی کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ وحدہ لاشریک کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے ہدایت اور دین حق دے کر مبعوث فرمایا۔ تاکہ انہیں تمام ادیان پر فتح دے چاہے اس بات سے مشرکین کو دلی رنج ہی کیوں نہ ہو۔

۲۔ وصیت کرتا ہوں کہ میں اللہ کی ربوبیت اور اسلام کی حقانیت اور محمد رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت سے راضی ہوں۔

۳۔ وصیت کرتا ہوں کہ عبد اللہ بن محمد یعنی بوران کے پچاس دینار میرے اوپر باقی ہیں۔ وہ اس دعوے میں حق بجانب ہوں گے۔ لہذا ان کا یہ قرضہ اس آمدنی سے ادا کیا جائے جو انشاء اللہ میرے مکان کے کرائے سے وصول ہوگی۔ اس کے بعد جو کچھ بچ رہے اس میں سے عبد اللہ اور صالح کے بال بچوں میں سے سب اولاد ذکور و اناث کو دس دس درہم دے دیئے جائیں۔ گواہ ابو یوسف، صالح و عبد اللہ پسران احمد بن حنبل۔

حضرت شاہ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی وصایا

بیٹا میں تجھے وصیت کرتا ہوں اللہ سے ڈرنے اور خائف رہنے کی اور اپنے والدین اور جملہ مشائخ کے حقوق کو ضروری سمجھنے کی کہ اس سے اللہ راضی ہوتا ہے اپنے بندہ سے اور حق کی حفاظت کر کھلے اور چھپے مت چھوڑ تلاوت قرآن کو زبان و دل سے غور و فکر، حزن و گریہ کے ساتھ۔ رجوع کر آیات محکمہ میں سب احکام کی کہ قرآن حجتِ خدا ہے مخلوق پر۔ علم دین سے ایک قدم بھی نہ ہٹ۔ علم فقہ پڑھ۔ عامی جاہل صوفی نہ بن۔ بازاریوں سے بھاگ کر چور ہیں دین کے اور ڈاکو ہیں مسلمانوں کے حق میں۔ عقائد اختیار کر اہل سنت کے اور اجتناب کر بدعت سے۔ خلا ملا نہ رکھ نوعمر لڑکوں سے عورتوں، بدعتیوں، امیروں، عوام الناس سے یہ تیرے دین کو برباد کر دیں گے۔ تھوڑی دنیا پر قناعت کر۔ تنہائی اختیار کر۔ رویا کر خوفِ خدا سے۔ حلال روزی کھا یہ کنجی ہے نیکیوں کی۔ ہاتھ نہ لگا حرام کو یہ آگ ہے قیامت کی۔ حلال لباس پہن حلاوت پائے گا ایمان و عبادت میں۔ مت بھول اللہ کے سامنے حاضر ہونے کو۔ شب کی نماز اور دن کے روزوں کی کثرت رکھ۔ نماز اور دیگر امور دین میں جماعت

مسلمین کو نہ چھوڑ۔ امام و پیشوا نہ بن۔ حکومت کا طلبگار نہ ہو جو اس کا طالب ہے وہ فلاح نہیں پاتا۔ دستاویزات پر دستخط نہ کیا کر۔ امراء و سلاطین کا ہم نشین نہ بن۔ اور سفر کیا کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے سفر کیا کر تندرست رہو گے اور مال غنیمت پاؤ گے۔ مشائخ کے قلب کا بہت خیال رکھ۔ بلاوجہ اس میں گرانی نہ آنے پائے۔ اپنی تعریف پر پھول مت، مذمت پر غمگین نہ ہو۔ مدح و مذمت کا اثر تیرے اوپر یکساں ہو جانا چاہیے۔ مخلوق سے حسن اخلاق و عاجزی اختیار کر۔ حضورؐ نے فرمایا جو جھکتا ہے اللہ اُسے اونچا کرتا ہے۔ جو بڑا بنتا ہے اللہ اُسے نیچا دکھاتا ہے۔ ہر حالت میں نیک و بد کے ساتھ تہذیب کا برتاؤ کر۔ ساری مخلوق کو اپنے سے بہتر سمجھ۔ دیکھ اُن کو شفقت و احترام سے۔ ہنسا مت کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو مجھے معلوم ہے تم کو معلوم ہو جاتا تو ہنستے کم روتے زیادہ۔ بے خوف نہ ہو اللہ کی خفیہ تدبیر سے، نا اُمید نہ ہو اس کی رحمت سے، زندگی گزارو خوف و امید کے درمیان۔ جان و مال و آبرو سے اللہ والوں کا خدمت گذار بنا رہ۔ اُن کے اوقات و عادات کا لحاظ رکھ۔ اُن پر اعتراض نہ کر۔ ہاں اگر خلافِ شریعت کوئی بات ہو تو اُن کا اتباع مت کر۔ اُن پر اعتراض کرنے والا فلاح نہ پائے گا۔ لوگوں سے نہ کچھ مانگ نہ ان کا مقابلہ کر۔

توکل کر جتنا قسمت میں ہے اللہ دے گا۔ جو کچھ ملا ہے اُس میں نفس اور دل کا سخی بن، بخیل و حاسد آگ میں جائیں گے۔ اپنا حال مخلوق پر ظاہر نہ کر۔ رزق کے معاملے میں اللہ پر بھروسہ کر ناامید ہو جا تمام مخلوق سے۔ ان سے دل نہ لگا۔ حق بات کہہ اگرچہ تلخ ہو۔ محاسبہ نفس کیا کر۔ مخلوق پر بھروسہ کرنے سے حق تعالیٰ کے دروازے سے دھکا ملے گا۔ حساب فہمی روزانہ کیا کر۔ بتا آج کتنے گناہ کیے، کتنے ثواب کے کام۔

مخلوق کا خیر خواہ بن۔ نہ کھا، مگر فاقہ پہ، نہ سو، مگر غلبۂ نیند پہ۔ نہ بول مگر بضرورت نماز دن، روزوں کی کثرت رکھ۔ مجلسِ سماع لوجہ اللہ بھی ہو تو اس میں زیادہ

نہ بیٹھ۔ یہ نفاق پیدا کرتا ہے، قلب کو مردہ بنا دیتا ہے ہاں اس کا انکار بھی نہ کر کہ بعض لوگ اُس کے اہل بھی ہیں۔ سماع اُس کیلئے جائز ہے جس کا قلب زندہ اور نفس مُردہ ہو۔ اس کے باوجود بھی اُس کیلئے بھی نماز، روزہ، وظائف میں مشغول ہونا بہ مقابلہ سماع کے زیادہ بہتر ہے۔ تیرا دل غمگین ہو۔ بدن بیمار۔ آنکھ اشکبار۔ عمل ریا سے خالص: دعائیں کوشش رفقراء غرباء رفیق ہوں۔ تیرا گھر مسجد ہو۔ تیری جائداد علم دین ہو۔ تیرے کپڑے پُرانے ہوں۔ سنگھار زہد ہو۔ تیرا مونس رب کریم ہو۔ جس کو دینی بھائی بنائے اس میں پانچ خصلتیں ہونی چاہئیں۔ تونگری پر فقر کو، دنیا پر آخرت کو، جاہ پر مسکنت کو ترجیح دیتا ہو، ظاہری و باطنی اعمال میں صاحب نظر ہو۔ موت کیلئے مستعد ہو۔

بیٹا دنیا کی خوبصورتی سے دھوکہ نہ کھا۔ دن رات آخرت کا کوچ ہے۔ اکیلا تنہا بن۔

شریعت ظاہری کی پابندی کر۔ درویشی کی حقیقت یہ ہے کہ اپنی ہی جیسی ہستی کا محتاج نہ بن۔

حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کی وصایا

مرا پیر دانائے فرخ شہاب ⁂ دو اندرز فرمود بر روئے آب

یکے آنکہ بر خویش خود بیں مباش ⁂ دوم آنکہ بر غیر بد بیں مباش

شیخ سعدیؒ نے فرمایا کہ میرے مرشد شیخ شہاب الدین سہروردیؒ نے ساحلِ دریا پر مجھ سے یہ نصیحتیں فرمائیں۔ ۱۔ خود بینی نہ کرنا۔ ۲۔ دوسروں کو بُرا نہ سمجھنا نیک عمل کر کے تکبر کے خطرے کے باوجود تکبر کیلئے استغفار کرتا رہ۔ قرآن کو وساوس

سے پاک ہو کر پڑھنے کی مشق کر۔ شکر اشرف الاعمال ہے لیکن تمام اعمال کے مقابلے میں یہ کم پایا جاتا ہے قلب کا اصل عمل شکر ہے۔ اعضاء والا کام اس سے نہ لو۔ قلوب زمین پر اللہ کے محبوب ہیں۔ یہ اس کو پسند نہیں کہ یہ کلیتاً کسی چیز کے ساتھ ہوں ان پر اللہ کی نظر ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں پر نہیں قلوب پر نظر رکھتا ہے۔ قلب اللہ کی جانب ہو چاہے کسی خراب جگہ ہو اس سے یہ اچھا ہے کہ بیت اللہ میں ہو اور دل غیر کی جانب ہو۔ طالب کو نیچے سے بھی کلمہ نافع کے حاصل کرنے میں دریغ نہ ہو اپنے نفس سے غافل نہ ہو۔ حُبِ جاہ و مخلوق کی پسند کا خیال نہ کرنا خدا کی پسند کے مقابلے میں اس سے بچو۔ مخلوق کے سامنے بننے سنورنے سے پرہیز کرو۔ مخلوق کو معتقد بنانے کیلئے اخلاق کا تقاضا ہے۔ اس کے دھوکہ سے بچو خلوت اختیار کرو۔ اعضاء کے کنٹرول کے لیئے محاسبہ قلب اختیار کرو۔ اہل دین کی صحبت اختیار کرو تاکہ دین آجائے۔ شیخ کامل کے حاصل کرنے کیلئے خوب غور و خوض استخارے اور دعاؤں کا اہتمام کرو۔ وصیت ہر شخص کی استعداد کے مطابق کرو۔ تقویٰ کی ابتداء کرو۔ اعضاء کو شرع کی منع کی ہوئی باتوں سے روک کر تب ہی یہ باطن کیطرف سرایت کرے گا۔ زہد کے حصول کے لیئے ضروریات دنیا بقدر ضرورت رکھو۔

عام اہل دنیا والوں کیلئے میری وصیت ہے کہ نماز کے تمام اعمال و اذکار میں دل و زبان کو جمع کرنے کی کوشش کریں۔ زبان و دل سے اللہ کے ذکر کی وصیت کرتا ہوں خصوصاً مجلس محفل راستوں میں اور کھاتے اور وضو کے وقت وضو کے ذکر سے نماز میں وسوسے کم آتے ہیں۔ تمام دینی بھائیوں کو ہر وقت باوضو رہنے کی وصیت کرتا ہوں یہ مراقبہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس مبارک میں بیٹھا ہوں۔ اس سے قول و فعل درست ہو جائیں گے۔

سب سے زیادہ نافع وصیت قیام لیل، تہجد ہے۔ موت کا دھیان رکھو کوئی

دن صدقہ کرنے سے خالی نہ ہونا چاہیے کوئی ہفتہ روزے سے خالی نہ ہو کسی مسلمان کا ذکر ہو تو خیر کے ساتھ ہو۔

اے میرے پیارے بیٹے تجھے اللہ و رسول اور والدین و مشائخ کے حقوق ادا کرنے کی وصیت کرتا ہوں۔ تلاوتِ قرآن ظاہرًا باطنًا سرًا و علانیۃً فہم، تدبر، تفکر حزن و بکا کے ساتھ کرتے رہنا۔ تمام احکام میں سب سے اوّل قرآن کی طرف رجوع کرنا۔ جاہل صوفیوں اور بدعات سے بچتے رہنا۔ امرد لڑکوں اجنبی عورتوں سے بچنا۔ مالداروں اور عوام سے اختلاط کم کرنا۔ اپنے گناہوں پر روتے رہو۔ حلال روزی کھانا یہ نیکیوں کی کنجی ہے۔ حرام چیزوں سے بچناورنہ قیامت میں تجھے آگ چھوئے گی۔ اللہ کے سامنے ایک دن کھڑا ہونا ہے۔ اسے یاد رکھنا۔ سفر بھی کیا کرتا کہ تیرا نفس پست ہو۔ ہر اچھے اور برے آدمی کا اکرام کر۔ تمام انسانوں پر رحم کر۔ لایعنی سے بچ۔ لوگوں سے سوال نہ کر۔ کسی سے دوستی کرنے سے پہلے اُس میں یہ پانچ خصلتیں دیکھ لے۔

مالداری سے فقر کو مقدم رکھنے والا ہو۔ جہالت کے مقابلہ علم کو۔ علم کے مقابلے میں عمل کو۔ دنیا پر آخرت کو۔ دنیا کی عزت سے اللہ کے راستے کی ذلت کو مقدم رکھتا ہو۔

مشائخ کے یہاں مُرید وہ ہے جو اللہ سے طلب مزید کرتا رہے۔ شیخ کی اتباع ایسی کر جیسا بچہ ماں تا ہے۔ اپنے بڑوں کے خلافِ مزاج فیصلوں سے دل میں بھی تنگی نہ آئے۔

اپنے نفس کا محاسبہ ہر فرض نماز کے بعد کرو۔ اس کے ذریعہ خطائیں کم ہونے لگیں گی۔ اللہ تعالیٰ دیکھ رہا ہے۔ اس کے مراقبے کو قلب میں راسخ کرلو۔ بدسلوکی کرنے والے کو معاف کرو۔ اپنے کو حقارت سے دوسرے کو احترام سے دیکھو۔ جمعہ کا دن خاص طور سے آخرت کا دن بنائے دنیا کی اسمیں آمیزش نہ ہونے دو ہر پیر، جمعرات اور ۱۳۔ ۱۴۔ ۱۵ کے روزے رکھا کرو۔ راستہ چلنے میں ذکر قلبی

کرتے رہو تاکہ قدم غفلت میں نہ اٹھ سکے۔ آنکھ اور زبان کی حفاظت کرو۔ ان باتوں پر عمل کرنے کیلئے اللہ تعالیٰ سے گریہ وزاری کے ساتھ مانگتا رہے۔ نماز میں حالت نماز کی ہر عمل کی حفاظت کرو۔ دنیا سے زیادہ جلد زوال پذیر چیز نہیں دیکھی موت و آخرت سے زیادہ قریب کوئی چیز نہیں دیکھی۔ تواضع کی زینت حاصل کرو۔ بخل کی برائی سے اپنے کو بچاؤ۔ قناعت میں سب کچھ ہے اسے حاصل کرو۔ لالچ میں تمام جہان کی برائی دیکھی۔ حسد سے بچو تمام شر کا جامع ہے۔ کوشش وجدوجہد میں توفیق کا مشاہدہ کیا۔ حریص محروم، طالب دنیا مغموم، طاعت مخلوق میں ذلت وخواری ہے۔

عاقل وہ ہے جو آخرت کی طرف متوجہ ہے۔ طاعتِ خداوندی میں برکت رزق و عمر ہے۔ دنیا و آخرت کی کامیابی اتباع رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں ہے داخلۂ جنت اکل حلال میں ہے تیرا کیا کیا ہونا چاہیے۔ زادِ راہ تقویٰ، پونجی افلاس اخلاص سفر، انفاس مراحل ہوں۔ منزل قبر، ساتھی یقین، تدبیر عجز وانکساری گھر خلوت ہو، مجلس مسجد ہو، درسِ حکمت ہو، نظر عبرت ہو، محافظ حیا ہو، عادتِ حسن خلق ہو، معلم قناعت ہو، نصیحت کرنے والی قبریں ہوں، واعظ حوادث ایام ہوں، سماع تیرا ذکر موت، تیرا ہتھیار وضو ہو، تیری سواری پرہیزگاری، تیرا دشمن شیطان ہو، تیرا عدو نفس ہو، دنیا قید خانہ ہو۔ خواہش نفس داروغہ جیل کی مانند، تیرا قلعہ دین، تیرا شعار شرع ہو۔ تیری محبوب کتاب اللہ ہو، تیری رفیق سنت رسول ہو، تیرا راس المال اللہ تعالیٰ کے ساتھ حسن ظن، تیرا کام حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنا اشیاء میں شریر ترین نفس ہے۔ اس کے مددگار تکبر، حسد، چغلی عادات ذمیمہ ہیں۔ نفس کو تقویٰ کی لگام لگا دے۔ تواضع کی زنجیر میں جکڑ دے۔ شرع کو اس کا قید خانہ، عبادت کو اس کا داروغہ بنا دے

حضرت امام فخرالدین رازی رحمۃ اللہ علیہ کی وصایا

اپنے پروردگار کی رحمت کی امید رکھنے والا اور اپنے آقا کے کرم پر بھروسہ کرنے والا بندہ محمد بن عمر بن الحسین الرازی۔ جو اپنی دنیا کے آخری اور اپنی آخرت کے اوّلین وقت میں ہے اور یہ وہ وقت ہے جس میں ہر سنگدل نرم ہو جاتا ہے اور اپنے آقا کیطرف ہر مغرور غلام رُخ کرتا ہے اور کہتا ہے، کہ میں خدا کی تعریف ان اوصاف کے ساتھ کرتا ہوں جو اس کے بڑے بڑے فرشتوں نے اپنی ترقی کے عظیم ترین اوقات میں اور اسکے عالی اور عظیم پیغمبروں نے مشاہدات کے کامل ترین اوقات میں کی ہیں۔ کمال الوہیت کی بنا پر وہ جس ثنا و تعریف کا مستحق ہے خواہ اُسے میں نہ جانوں لیکن اس کی ثنا کروں خاک سے بنے ہوئے کو رب الارباب کی پُر جلال شان میں کیا دم مارنے کی گنجائش۔ میں ملائکہ مقربین انبیائے مُرسلین اور خدا کے تمام صالح بندوں پر درود بھیجتا ہوں۔ اس کے بعد عرض ہے کہ اے میرے دینی بھائیو، طلبِ یقین میں میرے دوستو! یہ یقین رکھو کہ مرنے کے بعد عمل نیک اس کیلئے دعا کا سبب ہوگا۔ خدا کے یہاں دعا کا اثر ہوتا ہے۔ لوگوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ میں علم دوست آدمی تھا۔ میں نے اپنی معتبر کتابوں میں یہ ثابت کیا ہے کہ یہ ظاہر و محسوس دنیا ایک ایسے مدبّر کے زیر تدبیر ہے جو متغیرات اور اعراض کی مماثلت سے منزہ ہے اور کمالِ قدرت علم و رحمت کے ساتھ متصف ہے میں نے کلامیہ اور فلسفیانہ طرز روش کو جانچا ہے۔ لیکن اس میں وہ فائدہ نہیں دیکھا جو قرآن مجید میں پایا۔ قرآن تمام تر عظمت و جلال کو تسلیم کراتا ہے۔ اعتراضات مناقضات میں غور کرنے سے روکتا ہے۔ اس لیئے کہ اس علم کی بنا پر عُقولِ بشریہ گھرے۔ پوشیدہ اور تنگ

راستوں میں گم ہو جاتی ہیں۔ اس لیے میں کہتا ہوں کہ اس کے وجوب وجود، اس کی توحید، قدم، ازلیت، تدبیر و فعالیت میں شرکاء سے برائت کے متعلق جو چیز ظاہری دلائل سے ثابت ہے میں اسی کا قائل ہوں اور اسی کو لے کر خدا کے سامنے جاؤں گا اور جس چیز میں غموض اور دقت پائی جاتی ہے اس کے متعلق جو قرآن اور احادیث صحیحہ میں آیا ہے اور اس پر تمام ائمہ نے اتفاق کیا ہے اور سب کے سب ایک ہی معنی کا اتباع کرتے ہیں وہ ایسی ہی ہے خداوند عالم ہی بخشش کرنے والوں میں سب سے زیادہ دینے والا اور رحم کرنے والوں میں سب سے زیادہ رحم کرنیوالا ہے اسلئے جو کچھ میرے قلم نے لکھا یا میرے دل میں آیا میں اس پر تیرے علم کو گواہ بناتا ہوں اور عرض کرتا ہوں اگر تو یہ جانتا ہے کہ میں نے اس کے ذریعہ سے باطل کی حقانیت ثابت کی ہے اور حق کا بطلان کیا ہے تو میرے ساتھ وہی سلوک کر جس کا میں مستحق ہوں، اور اگر تو یہ جانتا ہے کہ میں نے صرف اسی بات کو ثابت کرنے کی کوشش کی جس کی نسبت میرا یہ اعتقاد تھا کہ وہ حق ہے اور میں نے اس کو صحیح خیال کیا ہے تو تیری رحمت کو میری نیت کے ساتھ ہونا چاہیے۔ نہ کہ اس نتیجہ کے ساتھ جس کو میں نے نکالا ہے۔ یہ ایک مفلس کی آخری کوشش ہے اور تو اس سے بلند ہے کہ ایک کمزور کو جو لغزش میں پڑ جائے تو شکنجے میں جکڑے، تو اے وہ ذات جس کے اقتدار میں نہ عارفوں کی معرفت سے اضافہ اور نہ خطاکاروں کی خطا سے کمی ہو سکتی ہے۔ میری فریادرسی کر، مجھ پر رحم کر، میری لغزش پر پردہ ڈال اور میرے گناہ کو مٹا دے۔

میں کہتا ہوں کہ میرا دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت اور میری کتاب قرآن مجید ہے اور دین کی جستجو میں میرا اعتماد ان ہی دونوں چیزوں پر ہے۔

اے میرے خدا آوازوں کے سننے والے، دعاؤں کے قبول کرنے والے لغزشوں سے درگزر کرنے والے، آنسوؤں پر رحم کرنے والے محدثات و ممکنات کے قائم رکھنے والے تیرے ساتھ حسن ظن اور تیری رحمت کا بہت امید وار تھا

تو نے کہا کہ میں وہی کرتا ہوں جو بندہ میرے ساتھ گمان رکھتا ہے۔ تو نے کہا ہے کہ کون بیقرار کی دعا کو قبول کرتا ہے؟ تو نے کہا کہ جب میرے بندے مجھ سے سوال کرتے ہیں تو میں قریب ہوتا ہوں۔ تو بے نیاز اور کریم ہے میں محتاج کمینہ کچھ لے کر نہیں آیا ہوں۔ یہ یقین کر کے کہ تیرے سوا میرا کوئی نہیں اور تیرے سوا کوئی احسان کرنے والا نہیں پاتا۔ میں اپنی لغزشوں، قصوروں، عیوب اور کمزوری کا اعتراف کرتا ہوں۔ تو میری امید اور دعا کو ناکام واپس نہ کر۔ اور اپنے عذاب سے، موت سے پہلے، موت کے وقت، موت کے بعد محفوظ رکھ۔ سکراتِ موت اور موت کے آنے کو مجھ پر آسان کر اور آلام و انتظام کی وجہ سے مجھ کو سختی میں مبتلا نہ کر۔

میں نے اپنی علمی تصانیف میں جو قدما پر بہ کثرت اعتراضات کئے ہیں اُن کو جو شخص دیکھے اور وہ اعتراضات اس کو پسند آئیں تو بطور احسان و انعام مجھ کو اپنی بہترین دعاؤں میں یاد رکھے۔ کم از کم بری بات نہ کہے ہر چیز میں صرف خدا پر اعتماد ہے۔

میں وصیت کرتا ہوں مکرر سہ کرر وصیت کرتا ہوں۔ میرے فرزند ابو بکر کی تربیت میں بہت زیادہ اہتمام کرے۔ ذہانت و طباعی کے آثار اس میں ظاہر ہیں، خدا اس کو بھلائی تک پہنچائے گا۔ تمام شاگردوں اور تمام تعلق والوں کو جن پر میرا حق ہے وصیت کرتا ہوں میری موت کو اخفا[1] میں رکھیں کسی کو اس کی اطلاع نہ ہو سخت اہتمام کریں مجھے کفن پہنا کر شریعت کے مطابق موضع مزداخان کے پہاڑ کے نزدیک لے جا کر دفن کریں۔ قبر میں رکھنے کے بعد الٰہیاتِ قرآن جس قدر ممکن ہو پڑھیں۔ پھر مجھ پر خاک ڈالیں آخر میں کہیں اے کریم تیرے پاس فقیر محتاج آیا اس پر احسان کر۔

[1] نوٹ:۔ اخفاءِ موت غالباً اُس وقت کے کچھ مخالفین کے سبب ہو گی

حضرت مولانا جلال الدّین رومی صاحبِ مثنوی

رحمۃ اللہ علیہ کی وصایا

میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کھلے اور چھپے خدا سے ڈرنے کی کھانے، ہونے بولنے میں کمی کرو۔ گناہوں سے دور رہو۔ شہوتوں کو ترک کرو۔ قیام شب اور روزوں کا اہتمام کرو۔ ہر طرح کے انسانوں کی جفاؤں کو برداشت کرو۔ نادانوں اور عامیوں کی ہم نشینی چھوڑو۔

نیکوں، بزرگوں کی صحبت اختیار کرو۔ بہترین آدمی وہ ہے جو لوگوں کو نفع پہنچائے۔ بہترین کلام وہ ہے جو مختصر اور دلیل والا ہو۔ ترک ہوا قوت پیغمبری الیست۔

تمام تعریف و توصیف خدائے واحد کیلئے ہے اور اس کے پیغمبر محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام ہو۔

حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی وصایا

اس فقیر کی پہلی وصیت ہے کہ اعتقاد و عمل میں کتاب قرآنِ کریم اور سنت پر مضبوطی سے قائم رہے اور ہمیشہ ان دونوں میں غور و فکر کرے اور دونوں میں

سے روزانہ کچھ نہ کچھ پڑھتا رہے اگر پڑھنے کی اہلیت نہ رکھتا ہو تو دونوں میں سے کسی کے ایک ورق کا ترجمہ سُنے۔

عقائد میں متقدمین اہل سنت کا مذہب اختیار کرے اور جن باتوں کی تفصیل و تفتیش متقدمین نے نہیں کی ہے اس سے احتراز کرے۔ شک و شبہات کی طرف توجہ نہ کرے اور فروعی مسائل میں ان علمائے محدثین کی پیروی کرے جو فقہ و حدیث دونوں کے جامع ہوں اور ہمیشہ فقہی مسائل کو کتاب و سنت سے ملاتا رہے۔ جو موافق ہوں انہیں قبول کرے، جو خلاف ہوں انہیں ترک کر دے۔ اور اُمّت کو کسی وقت بھی قیاسیہ مسائل میں کتاب و سنت سے استغناء حاصل نہیں ہے ایسے فقہا کی بات نہیں سننا چاہیے جنہوں نے تقلید کے غلو میں سنت کو ترک کر دیا ہو۔ ان سے دور رہنے میں خدا کا قرب سمجھنا چاہیے

دوسری وصیت امر بالمعروف کے متعلق جو بات میرے دل میں ہے وہ یہ ہے کہ فرائض اور شعائر اسلام کیلئے سختی سے امر بالمعروف کرے اور گناہ کبیرہ سے سختی سے منع کرے جو لوگ اس سلسلہ میں تساہل کریں۔ ان سے میل جول نہ رکھے ان کا دشمن بنے اور ان تمام احکام میں جن میں متقدمین کا اختلاف رہا۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا آگاہ کر دینا ہے بس یہی کافی ہے اور سختی مناسب نہیں۔

وصیت سوم۔ اس زمانے میں مشائخ کے ہاتھ میں ہاتھ نہ دینا چاہیے اور نہ اس کا مرید ہونا چاہیے۔ چونکہ وہ مختلف قسم کی بدعات میں مبتلا ہیں اور عوام غلو اور تذکرۂ کرامات سے دھوکہ میں نہ آئیں کیوں کہ عوام کا غلو بر بنائے رسم ہے رسوم کی حقیقت سے کوئی نسبت نہیں ہے باستثنائے چند کرامت فروشوں نے طلسمات اور شعبدہ بازی کو کرامات سمجھ لیا ہے اور سب سے بڑی کرامت دل کے حال سے مطلع ہونا اور آئندہ کے واقعات کا بتانا ہے۔ دل کے حال اور آئندہ کے واقعات معلوم کرنے کے بہت سے طریقے ہیں۔ نجوم، رمل کہانت، طلسم، اعمال جوگیہ، نیرنجات وغیرہ کئی اعمال ایسے ہیں جو ان کاموں

تک پہنچا دیتے ہیں۔ اس میں صلاح وفجور، سعادت وشقاوت، مقبول ومردود ہونے سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔

اس کا علاج یہ ہے کہ حدیث کی کتابیں مثلاً صحیح بخاری، مسلم، سنن ابوداؤد ترمذی، حنفی شافی فقہ کی کتابیں پڑھے ظاہر سنت پر عمل کرے اگر اللہ تعالیٰ اس کے دل میں شوقِ صادق پیدا کر دے اور اس راستے کی طلب غالب ہو جائے تو کتاب عوارف میں آداب نماز، روزہ، ذکر، اور معموری اوقات کا جو بیان ہے اس کو اختیار کرے اور رسائل نقشبندیہ میں یادداشت حاصل کرنے کے جو طریقے ہیں ان کو دیکھے۔ ان بزرگوں نے ان دونوں باتوں نور عبادت اور نسبت یادداشت کو ایسے صاف طریقے سے لکھا ہے کہ کسی مرشد کی تلقین کی ضرورت ہی باقی نہیں رہتی ہے جب نور عبادت اور نسبت یادداشت کی کیفیت پیدا ہو جائے تو اسی پر مستقیم رہے۔ اسی دوران میں اگر کوئی ایسا بزرگ مل جائے کہ اس کی صحبت سے جذب وکیفیت پیدا ہو اور اس کی صحبت کی تاثیر کا لوگوں کے قلوب پر اثر ہو تو اس کی صحبت اختیار کرے تاکہ وہ حالت جو ہونی چاہیے وہ اس کی عادت بن جائے۔ اس کے بعد گوشہ نشینی اختیار کرے اور اس ملکہ کیفیت میں مشغول رہے۔ اس زمانے میں ایسا کوئی آدمی نہیں ہے۔ الا ماشاء اللہ جو ہر حیثیت سے صاحب کمال ہو۔ اگر وہ ایک حیثیت سے کمال والا ہے تو دوسری وجہ سے معطل ہے پس اس سے وہی کمال حاصل کرے جو صاف ہے وہ لے لے جو گرد آلود ہے اُسے چھوڑ دے۔ صوفیاء کرام کی نسبتیں بہت غنیمت ہیں اور ان کے رسوم کی کوئی قیمت نہیں۔ یہ بات بہت سے لوگوں کو ناگوار ہوگی مگر مجھے جو حکم ہے اس کے مطابق کہنا چاہیے اور زید وعمر کے کہنے کے مطابق نہ چلنا چاہیئے۔

وصیت چہارم۔ معلوم ہونا چاہیے کہ ہم میں اور اہل زمانہ میں اختلاف ہے صوفی منش حضرات کہتے ہیں کہ اصلی مطلوب فناو بقا واستہلاک (جذب ہو جانا) اور

شرع میں معاش کا لحاظ اور عبادت بدنیہ کے ادا کرنے کا جو حکم وارد ہوا ہے وہ اس لئے ہے کہ ہر شخص اس مطلوب فنا و بقا کو بجا نہیں لا سکتا جس چیز کا کل حاصل نہیں کر سکتے اس کا کل چھوڑنا بھی نہیں چاہیے۔ شارع نے اصل مطلوب کا بیان خواص کیلئے فرمایا ہے۔

متکلمین کہتے ہیں کہ شریعت کے علاوہ جو کچھ ہے وہ مطلوب ہی نہیں بلکہ جو شریعت میں آیا ہے وہی مطلوب ہے اور ہم کہتے ہیں کہ انسان کی صورت نوعیہ کے اعتبار سے شریعت کے سوا اور کچھ مطلوب نہیں ہے۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ نوع انسانی کی تخلیق اس طور پر ہوئی ہے کہ قوت ملکیہ اور بہیمیہ کا جامع ہے۔ اس میں یہ دونوں قوتیں طبعی ہیں اور اس کی سعادت اس میں ہے کہ قوت ملکیہ کو قوی کرتا رہے۔ اور اس کی بدبختی یہ ہے کہ قوت بہیمیہ کو طاقت پہنچاوے۔

اس کی خلقت اس طور بھی ہوئی ہے کہ اس کا نفس اعمال واخلاق کے مختلف رنگوں کو اختیار کر لیتا ہے اور اپنی اصل میں شامل کر لیتا ہے۔ اور مرنے کے بعد اپنے ساتھ لے جاتا ہے۔ جیسے اس کا بدن غذا کی کیفیات کو قبول کر کے اپنے میں ملا لیتا ہے۔ اسی لئے وہ مرض تخمہ و تپ میں مبتلا ہو جاتا ہے اور وہ اس طور پر بھی مخلوق ہوا ہے کہ ملاء اعلیٰ سے مل سکتا ہے اور وہاں سے الہام اور متعلقات الہام کو حاصل کر سکتا ہے اگر ملائکہ سے تعلق خاطر ہو گا تو مسرت و خوشی کی کیفیت حاصل ہو گی اور اگر ان سے نفرت ہے تو تنگی و وحشت ہو گی۔ بالجملہ چونکہ نوع انسانی فطرۃً اس طرح واقع ہوئی ہے کہ اگر ان کو ان کے حال پر چھوڑ دیا جائے تو امراض نفسانیہ اکثر افراد کو تکلیف پہنچاتے ہیں۔ حق سبحانہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل و کرم سے ان کی کارسازی فرمائی اور ان کیلئے نجات کا راستہ دکھایا اور غیب کی زبان کے ترجمان حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی طرف سے ان کے پاس بھیجا تا کہ نعمت پوری ہو اور شان ربوبیت جو ازل میں ان کے پیدا ہونے کی مقتضی ہوئی۔

دوبارہ ان کی دست گیری کرے۔

صورتِ نوعیہ (انسان) نے زبان حال سے مبداءِ فیاض (مالک ومولا) سے شرع کو مانگا پس اس (شرع) کا حکم جمیع افراد پر انسان ہونے کی وجہ سے لازم ہے اور اس میں خصوصیت افراد کو کچھ دخل نہیں ہے اور افراد کی خصوصیت کے اعتبار سے فنا و بقا و استہلاک وغیرہ مطلوب ہوتا ہے کیونکہ بعض حضرات نہایت علو و تجرُد (اعلیٰ کردار پاکبازی) میں مخلوق ہوتے ہیں اور خدا تعالیٰ ان کو اپنے راستہ کی رہنمائی فرما دیتا ہے وہ فطرت نہیں ہے بلکہ ایک شخص اس گروہ کی خصوصیت اور فردیت کی وجہ سے زبانِ حال سے اس کا تقاضا کرتا ہے۔ شارع کا کلام ہرگز اس معنیٰ پر محمول نہیں ہے نہ صریحاً نہ اشارۃً ہاں ایک گروہ نے شارع کے کلام سے یہ مطالب سمجھ لیئے ہیں مثلاً کوئی لیلیٰ مجنوں کا قصہ سنے اور اپنی بیتی خیال کرتا رہے اس کو ان کی اصطلاح میں اعتبار کہتے ہیں۔ حاصل کلام انسلاخ و استہلاک میں ہر اہل و نا اہل کا غلو کے ساتھ مشغول ہو جانا اگر بعض استعدادوں کی بہ نسبت ان کی کچھ اصل ہے لیکن عوام کے لیئے لا علاج مرض ہے۔ اللہ تعالیٰ اس پر رحم فرمائے جو اس کے مٹانے میں کوشش کرے اگرچہ یہ بات بہت سے صوفیوں کو ناگوار گذرے گی۔ لیکن مجھے جو حکم دیا گیا ہے اس کے مطابق کہتا ہوں مجھے اور کسی سے کوئی مطلب نہیں۔

وصیت پنجم۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کے متعلق ہمیں نیک اعتقاد رکھنا چاہیے اور ان کے مناقب کے سوا کوئی اور بات زبان پر نہیں لانی چاہیے۔

صحابہ کرام کی طرح اہل بیت کے متعلق بھی اعتقاد رکھنا چاہیے ان کے صالحین کی اور بھی تعظیم خاص کرنی چاہیے۔ حق تعالیٰ نے ہر شئے کیلئے اندازہ رکھا ہے۔

فقیر نے شیعوں کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ وہ اہل بیت کی محبت کا دعویٰ کرتے ہیں اور صحابہ کرام کو بُرا کہتے ہیں۔ فرمایا

ان کا مذہب باطل ہے اور ان کے مذہب کا باطل ہونا لفظ امام سے معلوم ہوتا ہے۔ جب فقیر نے لفظ امام کے متعلق غور کیا تو معلوم ہوا کہ شیعوں کی اصطلاح میں امام معصوم ہوتا ہے جس کی اطاعت فرض اور مخلوق کے لیئے مقرر ہوتا ہے امام کے حق میں باطنی وحی تجویز کرتے ہیں حقیقت میں وہ ختم نبوت کے منکر ہیں اگرچہ زبان سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء کہتے ہیں۔

اس فقیر کو معلوم ہوا ہے کہ بارہ امام (ائمہ اثنا عشر) ایک نسبت کے قطب ہوئے ہیں۔ لیکن عقیدہ شرع پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کے علاوہ کسی دوسری چیز سے نہیں لے سکتے۔ ان کی قطبیت ایک باطنی امر ہے۔ امر شرعی سے اسے کوئی تعلق نہیں ہے۔

وصیت ششم۔ طریقہ تعلیم تجربہ سے جو تحقیق ہوا ہے وہ صرف ونحو کے چھوٹے تین چار رسالے طالب علم کے ذہن کے مطابق پڑھائے جائیں۔ اس کے بعد تاریخ یا حکمت عملی کی کوئی کتاب پڑھائیں جو عربی میں ہو۔ اور اس دوران کتب لغت کی ورق گردانی کرا کے مشکل مقامات کا حل کرنا بھی بتا دیا جائے۔

جب عربی زبان پر قدرت ہو جائے تو مؤطا امام مالک (جس کا ہمیں مسلسل سماع حاصل ہے یہ علم حدیث کی اصل ہے اس کو ہرگز نہ چھوڑیں بروایت یحیٰ بن یحیٰ مصمودی پڑھائی جائے۔

اس کے بعد قرآن عظیم معہ ترجمہ بغیر تفسیر کے پڑھائیں۔ نحو اور شان نزول میں دقت ہو تو توقف وتلاش کرنی چاہیے۔ اس کی تفسیر جلالین نصاب کے مطابق پڑھائیں۔ اس طریقہ میں بہت فیض ہے۔

اس کے بعد بخاری ومسلم، کتب حدیث، کتب فقہ وسلوک وعقائد دوسرے وقت میں کتب دانش مثلاً شرح ملا جامی اور قطبی پڑھائیں۔ اس کے علاوہ جو کچھ اللہ توفیق دے۔

وصیت ہفتم۔ ہم لوگ مسافر ہیں ہمارے بزرگ اس ملک میں مسافرانہ

آئے تھے۔ عربی نسب، عربی زبان پر ہمیں اس لئے فخر ہے کہ یہ سید الاولین و آخرین صلی اللہ علیہ وسلم سے قریب کرتی ہے۔ اس نعمت کا شکریہ ہے کہ عرب اوّل کی خصوصیات و عادات جو آنحضرتؐ کے اصل ہیں تہبند باندھنا، چادر اوڑھنا نعلین پہننا، دھوپ میں بیٹھنا جو عربوں کا حمام ہے۔ اونٹوں کے قافلے بنانے کود کر گھوڑے پر بیٹھنا۔ موٹا کپڑا پہنو۔ پرانا پہنے کی عادت ڈالو۔ تیراندازی کی مشق کرو۔ اپنے دادا اسماعیل علیہ السلام کا لباس اختیار کرو۔ عجمی، ہندی ناز ونعم شکل وصورت سے دور رہو۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہی ہدایات ایران میں جانے والی فوجوں کو تحریر فرمائی تھیں۔ عجم کے رسوم ہنود کے عادات کو معاشرہ میں باقی نہ رکھیں۔ ہندوؤں میں بیوہ کو اجازت نہیں کہ دوسرا شوہر کرے۔ عربوں میں یہ رسم کبھی نہیں رہی ہے۔ خدا اس پر رحمت نازل فرمائے جو اس قبیح رسم کو مٹائے اور اپنے قبیلے میں عاداتِ عرب کو جاری کرے۔ اگر یہ بھی نہ کر سکے تو ان کو کم از کم دل سے برا جانے۔ نہی عن المنکر کا ادنیٰ درجہ یہی ہے۔

ہم لوگوں میں ایک بُری عادت زیادہ مہروں کی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم جن کی اتباع میں ہماری دنیا و آخرت کی عزت و کامیابی ہے انہوں نے ۱۲ اراوقیہ ایک نس چاندی جس کے ۵۰۰ درہم ہوتے ہیں۔ اپنی ازواج مطہرات واہل بیت کا جو سب سے بہتر ہے مقرر فرمایا۔ شادی کی خوشی میں فضول خرچی کی بہت سی رسوم مقرر کر لی ہیں جن کو ترک کر کے آنحضرتؐ کی مقرر کردہ دو خوشیاں ولیمہ اور عقیقہ کو اختیار کرنا چاہیئے۔

ایک بُری عادت ہم لوگوں کی مراسم موت کی فضول خرچیاں سوئم، چہلم، ششماہی، سالانہ فاتحہ۔ ان تمام کا عرب اوّل میں وجود نہ تھا لیس تین دن میت کے ورثاء کی تعزیت اور ایک شبانہ روز ان کو کھانا کھلانے کے سوا کوئی رسم نہیں ہونی چاہیے تین دن کے بعد کنبے کی عورتیں میت کے گھر کی عورتوں کے کپڑوں میں خوشبو بیوہ عدت گزارنے کے بعد سوگ ترک کرے۔

ہم میں وہ شخص نیک بخت ہے جو عربی زبان وحدیث وقرآن، صرف و نحو وادب میں قابلیت پیدا کرے۔ دوسری زبانیں تاریخ وشعر وشاعری وغیرہ کو علم دنیا جانے۔ مشاجراتِ صحابہ کا ملاحظہ کرنا گمراہی ہے اور ہمارے لیئے ضروری ہے کہ حرمین شریفین حاضر ہوں اور اپنے منہ کو ان آستانوں پر ملیں یہ ہماری سعادت ہے اس سے روگردانی کرنے میں ہماری بد بختی ہے۔

وصیت ہشتم۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ تم میں سے جو کوئی عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کو پاوے وہ میرا سلام پہنچائے۔ اس فقیر کی بڑی آرزو ہے کہ اگر حضرت روح اللہ علیہ السلام کا زمانہ پاوے تو سلام پہنچانے میں سب سے سبقت کروں۔ اگر میں وہ زمانہ نہ پاسکوں تو میری اولاد یا متبعین میں سے جو کوئی اس مبارک زمانے کو پاوے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سلام پہنچانے کی بہت آرزو کرے کیونکہ ہم لشکر محمدیہ کے آخری لشکر میں سے ہوں گے۔

حضرت مرزا مظہر جانِ جاناں رحمۃ اللہ علیہ کا وصیت نامہ

حمد وصلوٰۃ کے بعد فقیر جانِ جاناں محمدی مجددی اس حالت میں کہ جسمیں اقرار ومقر صحیح ومعتبر ہوتا ہے احباب کو چند وصایا کرتا ہے جنہوں نے اس سے اخذ طریقہ کیا ہے۔ فقیر کی تجہیز وتکفین میں سنت نبوی میں سے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا جائے۔ اس کے بعد میری قبر پہ دکان نہ لگائی جائے۔ کیوں کہ میں زندگی میں بھی اس کا مخالف ہوں۔ میں بندگانِ خدا میں سے ایک ہوں میں نے خدا کے نام پر تعلیم دی ہے۔ چند روز پہلے میری اہلیہ نے مجھ سے درخواست کی تھی کہ اپنے امور تدفین کی تدبیر ان پر چھوڑ دیں۔ میں نے اس بارے میں ان کو ایک تحریر

دیدی ہے تاکہ میرے بعد میرے مخلص ان سے مخالفت نہ کریں اور وہ جہاں چاہیں مجھے دفن کریں میں نے اس کا زبانی اقرار کرلیا ہے لیکن اس وقت یہ مستورہ کسی قطعہ زمین کی مالک نہ تھی حال ہی میں انہوں نے ایک حویلی خریدی ہے میں اس جگہ سے سخت متنفر ہوں اگر وہ چاہیں کہ اس جگہ دفن کریں تو دوستی کے تقاضا کی بنا پر میرے احباب پر واجب ہے کہ ہرگز یہ بات قبول نہ کریں۔ ہاں اس جگہ کے علاوہ جہاں کہیں بھی جگہ میسر ہو ان کی مرضی کا خیال رکھیں بیرون ترکمان دروازہ مناسب تر جگہ ہے۔ اس مستورہ نے عارضہ سودا اور طویل عمری کی وجہ سے مجھے پریشان کیا ہے جو دوستوں سے مخفی نہیں ہے لیکن میں نے سب معاف کر دیا اس محبت کے خیال سے جو انہیں خدا اور اس کے رسول سے ہے۔ میرے مخلصوں پر میرے حق وفا کی بنا پر ان کی دلجوئی لازم ہے۔ میرے تعلق والوں کو یہی وصیت کافی ہے کہ دم آخیر تک اتباعِ سنت میں کوشاں رہیں اور خدا کے سوا کسی کو مقصود حقیقیؔ، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کسی اور کو متبوع واجب الاتباع نہ سمجھیں۔ فقیروں کے طور طریق اپنائیں دنیا داروں سے ملنے ملانے سے گریز کریں۔ علوم دین کے شغل سے خود کو معذور نہ رکھیں۔ اَللّٰھُمَّ وَفِّقْھُمْ۔

فقیر جان جاناں متخلص بہ مظہر پسر مرزا جان تخلص جانی علوی نسب، ہندی مولد حنفی مذہب اور نقشبندی مشرب ہے۔ اس کی ولادت اور ظاہری نشو ونما اکبر آباد میں ہوئی اور باطنی تربیت شاہجہاں آباد میں حضرت سید محمد بدایونی نقشبندی مجددی کے ہاتھوں ہوئی۔ اٹھائیس واسطوں سے محمد بن حنفیہ سے ہوتا ہوا سلسلۂ نسب شیر بیشۂ کبریا حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ پر منتہی ہوتا ہے

حضرت قاضی محمد ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ کی وصایا

اُس خدا کی تعریف ہے جس نے مسلمان مردوں کی پشت اور مسلمان عورتوں

کے رحم سے پیدا فرمایا۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم جو تمام انبیاء کے سردار ہیں کو بھیج کر ہم پر احسان فرمایا۔ الحمد للہ جس نے ہمیں اس ذات پر ایمان عطا فرما کر احسان فرمایا جو بڑی نعمت ہے۔ اللہ کا درود وسلام ہو ان پر ان کے اہل واصحاب اور ماننے والوں پر۔ اللہ کا بڑا شکر ہے کہ اس نے مجھے اسلام کی رہنمائی فرمائی اور اسلام پر زندہ رکھا اور اپنے نیک علمائے کرام، اولیاء کاملین کے انوار حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائی جو حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی نقشبندیؒ اور شیخ محی الدین عبد القادر جیلانی غوث الثقلینؒ اور فاضل کامل خواجہ معین الدین حسن سنجری چشتیؒ کے جانشین ہیں خدا ان کے اگلوں پچھلوں سب سے راضی ہو۔ مجھے اللہ کے فضل سے امید ہے کہ میری موت ان لوگوں کی محبت واتباع کی حالت میں فرمائے گا اور جنت میں ان سے وابستہ رکھے گا اور یہ خدا کے لیئے کوئی بڑی بات نہیں ہے۔

فقیر حقیر محمد ثناء اللہ عثمانی حنفی مجددی پانی پتی لکھتا ہے کہ اس گناہ گار کی عمر اسی سال کی ہو چکی ہے اور یقین جو کہ موت سے عبارت ہے سر پہ آگیا اور مہلت باقی نہیں رہی وہ یہ چند کلمے بطور وصیت اپنی اولاد اور احباب کے لیئے لکھتا ہے کہ ان میں بعض کی رعایت فقیر کیلئے مفید وضروری اور کچھ دوستوں و اولاد کیلئے ضروری ومفید ہیں۔ پہلی کا خیال رکھنے سے فقیر کی روح ان سے خوش رہے گی حق تعالیٰ جزاء عطا فرمائیں گے ورنہ آخرت میں دامن گیر ہوں گا۔ دوسری قسم کی رعایت سے دنیا و آخرت میں بدلہ نیک پائیں گے ورنہ نتائج برے دیکھیں گے۔

نوعِ اوّل یہ ہے کہ تجہیز و تکفین وغسل و دفن موافق سنت کے کریں اور حضرت شہید مرزا مظہر جانِ جاناں نے جو رضائی کی استر وابرہ کی دو چادریں مرحمت فرمائی تھیں ان کا کفن دیں۔ عمامہ خلافِ سنت ہے اس کی ضرورت نہیں، نماز جنازہ کثیر جماعت کے ساتھ صالح امام حافظ محمد علی، حکیم سکھو یا حافظ پیر محمد بجالائیں تکبیر اولیٰ کے بعد سورہ فاتحہ بھی پڑھیں۔

میرے مرنے کے بعد دنیوی رسوم دسواں، بیسواں، چہلم، چھ ماہی، برسی کچھ نہ کریں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تین دن سے زیادہ سوگ کرنا جائز نہیں رکھا حرام فرمایا عورتوں کے رونے دھونے سے اچھی طرح منع کریں۔ فقیر اپنی زندگی میں ان چیزوں سے راضی نہیں رہا اور اپنے اختیار میں ان چیزوں کو نہ کرنے دیا۔ کلمہ، درود، استغفار، ختم قرآن اور غرباء کو پوشیدہ طور سے مال حلال کا صدقہ دے کر امداد کریں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ قبر میں مُردہ اس ڈوبنے والے غوطہ کھانے والے کیطرح ہوتا ہے جو اس پکار کا منتظر ہوتا ہے۔ جو اس کے باپ بھائی دوست کی جانب سے پہنچے۔

اپنی حیات میں اپنی جائداد اپنے ورثاء میں تقسیم کرکے اس کے پانچویں حصّہ کی آمدنی وصول کرکے دونوں لڑکیوں کی اولاد کو دیتا رہا باقی کو تین حصّے کرکے ایک حصّہ اپنے خرچ میں دو حصّے دوسروں کو دیتا رہا۔

میرے مرنے کے بعد جب تک میرا قرض ادا نہ ہو میرا حصّہ قرض خواہوں کو دیا جاتا رہے۔ عیدین کی آمدنی قرض خواہوں کو دے کر مجھے جلد سبکدوش کیا جائے قرض کی تفصیل میری مہری دستاویزات قرض خواہوں کے پاس موجود ہیں۔ ان کے ادا کرنے میں سستی نہ کریں۔ حضرت شیخ عابد سنامیؒ کی صاحبزادی کی خدمت کرنی اپنی قدرت کے موافق لازمی ہے واجب جانیں۔ علی الموسع قدرہ وعلی المقتر قدرہ، لا یکلف اللہ نفسا الا وسعھا مالدار پر اس کے مقدور بھر اور تنگ دست پر اس کے مقدور بھر خرچ کرنا ضروری ہے۔ اللہ نے انسان کو اس کی گنجائش کے بقدر مکلف بنایا ہے۔ فقیر سال میں دس من گیہوں اور پانچ چھ روپیہ نقدان کو دیتا تھا اس میں قصور نہ کریں۔

مرزا لالن کیلئے والدہ دلیل اللہ نے دس بیگھہ زمین وصیت کی تھی وہ ان کو پہنچتی ہے۔ میں نے بیس بیگھہ خام موضع لنگہ سے ان کیلئے مقرر کی تھی اس پر انہوں نے قبضہ نہیں کیا میں ان کو ایک من گیہوں ایک روپیہ ماہانہ دیتا ہوں

اس میں قصور نہ ہوئے موضع ننگلہ میرے دادا نانا کی میراث نہیں ہے محض حضرت مرزا صاحب شہیدؒ کا تصدق ہے ان کی خدمت کے ادا کرنے میں کوتاہی نہ کریں۔

نوع دیگر میرے پسماندگان دنیا کا اعتبار نہ کریں۔ بہت سے بچپن میں بہت سے جوانی میں مرجاتے ہیں بعضے بڑھاپے تک پہنچتے ہیں تمام عمر بادِ صبا کیطرح گذر جاتی ہے آخرت کا معاملہ سر پر رہتا ہے۔ وہ شخص بیوقوف ہے جو چند روزہ دنیا کیلئے ابدی تکالیف میں گرفتار ہو۔ پس دین و دنیا کی مصلحتیں جس جگہ ٹکراتی ہوں وہاں دین کو مقدم کرے دنیا تقدیر کے بقدر مل ہی جائے گی۔ فقیر نے بہت سے لوگوں کو دیکھا ہے دینوی دولت پر پہنچے پھر اس کا ذرا سا بھی اثر نہ رہا۔

فقیر کے یہاں قضاء کا منصب باپ دادا سے چلا آرہا ہے۔ اس فقیر کا زمانہ بیشتر فتنہ و فساد کے زمانے میں گذرا ہے اس لیے اس منصب کا حق ادا نہ ہوا۔ اس لیئے شرمسار اور معافی کا خواستگار ہے لیکن میں نے اس میں لالچ نہیں کیا۔ اللہ تعالیٰ سے مغفرت کی امید رکھتا ہوں پس میرے بیٹوں میں سے جو کوئی قضاء کا منصب اختیار کرے وہ طمع اور ناحق خاطر داری کو اختیار نہ کرے اور معتبر مفتی بہ روایت پر عمل کرے۔

دین کو دنیا پر مقدم کرنے کیلئے نکاح میں دین کو ملحوظ رکھے پانی پت میں مذہب روافض کا بہت چرچا ہے نسب و مال سے زیادہ دین کی رعایت کرنی چاہیے۔ اپنی لڑکی کسی رافضی کو نہیں دینی چاہیے اگرچہ دولت و نسب میں عالی ہو۔ قیامت میں دین و تقویٰ کے سوا کچھ کام نہیں آئے گا نسب نہیں پوچھا جائے گا

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر تمام انسانوں اور فرشتوں میں کوئی نہیں ہے۔ پس ظاہر، باطن، جبلی کسی عادات و عبادات میں جسقدر اتباع سنت کرسکے وہی اس کے بقدر کامل ہے۔ اکابر نقشبندیہ اس میں دوسروں سے سبقت لے گئے ہیں یہی ان کی بزرگی کی دلیل ہے۔ قناعت اختیار کرے۔ رذائل نفس کو دور کرے۔ حسن معاشرہ کو زندہ کریں۔

دشمن و دوست کے ساتھ اخلاص، محبت، غم خواری اور تواضع کے ساتھ پیش آئے لیکن اہل باطل کے ساتھ نہیں۔ فقیر کے خاندان میں ہمیشہ علماء ہوتے آئے ہیں۔ میری اولاد میں احمدؒ کو یہ دولت پہنچی تھی۔ اس کا انتقال ہو گیا بقیہ نے یہ دولت حاصل کرنے میں محنت نہیں کی۔ مجھے حسرت رہ گئی خود بھی دلیل اللہ صفوۃ اللہ کوشش کریں۔ اپنی اولاد کیلئے بھی علم عقائد اخلاق وفقہ سے اعمال کی اچھائی برائی جانی جاتی ہے۔ اور علم قرآن وتفسیر، حدیث وشرح اصول فقہ صحابہ، تابعین ائمہ اربعہ کے اقوال کے حاصل کئے بغیر اور لغت وصرف ونحو جانے بغیر صورت پذیر نہیں ہوتا۔ علوم عقلیہ کا پڑھنا بے کار ہے۔ یہ بھی مثل علم موسیقی کے ہے۔ حکمت ریاضی کے فنون میں موسیقی بھی ہے۔ علوم منطق تمام علوم کا خادم ہے۔ اس کا پڑھنا البتہ مفید ہے۔

حضرت شاہ اہل اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی نصائح

اپنے تمام کاموں میں درمیانی حالت اختیار کرنی چاہیے۔

پہلے فقہ، حدیث، تفسیر، عقائد اور طب پڑھیں اس کے بعد حسب استعداد وگنجائش حکمت، فلسفہ، منطق کی تحصیل کریں۔

جب کوئی کام پیش آئے تو اس کے ماہرین میں سے جو اپنا ہمدرد ہو اس سے مشورہ کریں۔ مشورہ دینے والے پر یہ حق ہے جو کچھ اچھائی برائی اسے معلوم ہو وہ ظاہر کر دے۔ ایسے کاموں کیلئے صلواۃ استخارہ بہت مفید ہے حدیث صحیح میں اس کا ثبوت ہے۔

دو چیزیں ہر حال میں ترک نہ کرے ایک تدبیر دوسرے استقلال۔

دنیا فانی ہے اس کے لیئے کسی سے دشمنی اختیار نہ کریں۔ نہ کسی کا عیب نکالیں نہ بُرا کہیں۔
ایک کی بُرائی دوسرے تک نہ پہنچائیں۔ بخل و کم ہمتی سے پرہیز کریں۔
اپنے اور بے گانے کیلئے کلمۂ خیر کہنے سے باز نہ رہیں۔
صبح سویرے بیدار ہوں نماز فجر ادا کریں۔ اشراق تک ذکر اذکار کریں۔ نماز کی جگہ بیٹھ کر مرض کے علاج میں طبیب کے بدلنے میں جلدی نہ کریں۔ ہر کام کرنے سے پہلے اس پر غور کریں۔ خوشی غمی، غصہ میں کوئی ایسا کام نہ کریں اس کی وجہ سے ندامت ہو۔
صفات محمودہ۔ بُردباری۔ علم۔ سخاوت۔ شجاعت۔ پاک دامنی۔ عفو۔ حسن خلق اور حیا ان کے حاصل کرنے اور کمال پیدا کرنے میں کوشش کرے۔
مریض کی عیادت، مصیبت زدہ کی تعزیت کرنا موجب اجر و ثواب ہے۔
دولت کی کثرت ہو جائے یا مفلسی کی شدت اپنے اخلاق کو چلن کو نہ چھوڑیں زندگی کو غنیمت جانیں دنیا کو آخرت کی کھیتی سمجھیں۔ دل کو نیک کاموں پر آمادہ کرتے رہیں۔ جب زندگی آخیر ہونے لگے تو استغفار میں بکثرت مشغول رکھیں اہل وعیال کو نیک کاموں میں صبر و استقامت کی وصیت کریں۔ اگر خدا کا فضل شامل حال ہوئے تو کلمہ لا الہ الا اللہ کہتے ہوئے خدا کے سپرد کریں۔

حضرت سلطان اورنگزیب عالمگیر رحمتہ اللہ علیہ کی وصایا

صاحبزادوں کے نام۔
سلطنت کا قیام انصاف سے ہوتا ہے۔ ملک و مال کی زیادتی بہادری اور سخاوت سے ہے۔ عالم اور فاضل حضرات کے ساتھ صحبت رکھنا، جاہلوں سے پرہیز

کرنا عقلمندی کی نشانی ہے۔ اپنے عقائد پر عمل کرنا۔ مصیبت کے وقت مستقل مزاج رہنا۔ تدبیر سے خوش تقدیر پر شاکر رہنا۔ خاندانوں کے دائمی قیام کی بنیاد یتیموں پر رحم کرنے محتاجوں کی حاجت روائی سے گریز نہ کرنے پر ہے۔ ملکی کام وزیروں کے صلاح مشورے سے انجام پاتے ہیں۔ فتح و کامرانی فقیروں کی دعا سے اور تندرستی دردمندوں کا درد دور کرنے سے نصیب ہوتی ہے۔ مجرموں کے قصور معاف کر کے خدا کی جناب سے رحمت کی اُمید رکھنی چاہیے۔

جب سُلطان رح کا آخری وقت قریب آیا تو یہ وصیّت صاحبزادوں کو ارسال کی۔ بڑھاپا آگیا کمزوری زیادہ ہوگئی اعضاء میں قوت نہیں رہی دنیا میں یگانہ و تنہا آیا تھا اب سب سے بے گانہ جا رہا ہوں۔ مجھے اپنے آپ کی خبر نہیں کہ کون ہوں اور کس کام کے قابل ہوں۔ جو دم عبادت کے بغیر گذرا اس کا افسوس باقی ہے۔ حکومت و رعایا پروری مجھ سے بن نہ آئی قیمتی عمر مفت میں ضائع ہوگئی گھر کا مالک (اللہ تعالیٰ) تو موجود ہے لیکن میں اپنی تاریک آنکھ میں اس کی روشنی نہیں دیکھتا۔ زندگی پائدار نہیں۔ گذرے ہوئے دم کی نشانی ظاہر نہیں اور مستقبل کے متعلق کچھ نہیں سب نے جدائی اختیار کی لوگ نہیں سمجھتے کہ ہم بھی ایک حاکم اعلیٰ ہے۔ میں اپنے ساتھ کچھ نہیں لایا تھا مگر افسوس گناہوں کا بوجھ لے جا رہا ہوں۔ اگرچہ اللہ تعالیٰ کے لطف و کرم پر نظر اور اس کی رحمت سے قوی امید ہے لیکن اپنے اعمال و افعال کو دیکھتے ہوئے ہر وقت ڈر لگا رہتا ہے اگرچہ پروردگار اپنے بندوں کی حفاظت کرے گا۔ ظاہری حالات پر نظر رکھتے ہوئے فرزندوں پر بھی واجب ہے کہ خلق خدا اور مسلمان ناحق نہ مارے جائیں۔

فرزند زادہ بہادر کو آخری دعا کہدیں۔ ہم نے رخصت کے وقت اس کو نہ دیکھا شوق باقی رہا۔ بیگم نواب بائی والدہ کام بخش اگرچہ رنجیدہ خاطر ہے لیکن دلوں کا مالک خدا ہے۔ عورتوں کو کوتاہ اندیشی ناکامی کے سوا اور کوئی نتیجہ نہیں رکھتی۔

الوداع، الوداع، الوداع۔

۱۔ اس گناہ گار کو غرقِ معاصی کو تربت مقدسہ مطہرہ چشتیہ سلام کے قریب دفن کریں۔ اس لیئے کہ گناہوں کے دریاؤں میں ڈوبے ہوئے کو اس درگاہ غفران پناہ التجا کرنے کے سوا کچھ اور ٹھکانہ نہیں۔

۲۔ مبلغ چودہ روپیہ بارہ آنے جو ٹوپیوں کی سلائی کے عالیہ بیگم محلدار کے پاس جمع ہیں وہ ان سے لے کر مجھ بے چارے کے کفن میں صرف کریں۔ اور جو مبلغ تین سو روپیہ قرآن کی لکھائی کے صرف خاص میں ہیں وہ انتقال کے دن محتاجوں کو دیں۔ اس لیئے کہ کلام مجید کی لکھائی میں حرمت کا شبہ ہے۔ میرے کفن میں یہ روپیہ صرف نہ کریں۔

۳۔ اگر اور ضرورت ہو تو بادشاہ عالی جاہ کے وکیل سے لیں۔ کیوں کہ اولاد میں یہی قریب ترین وارث ہیں۔ حلت و حرمت ان کے ذمہ ہے۔ مجھ بے چارے سے باز پرس نہیں کہ مردہ بدست زندہ۔

۴۔ اس سرگشتہ بیابان گمراہی کو ننگے سر دفن کریں کہ گناہ گار تباہ روز کو دربار عظیم الشان اللہ تعالیٰ کے روبرو ننگے سر لے جانے سے نظرِ رحمت زیادہ ہوگی۔

۵۔ میرے تابوت پر گاڑھے یعنی گزی کی چادر ڈالیں۔ اور امیروں کی بدعت سے پرہیز کریں۔

اورنگ زیب

شیخ العرب والعجم حضرت حاجی محمد امداد اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی وصایا

طالب حق پر لازم ہے کہ اول مسائلِ ضروری و عقائد اہلِ سنت والجماعت کے

حاصل کرے پھر رذائل، حرص، غضب، جھوٹ، غیبت، بخل، حسد، ریا، کبر اور کینہ سے تزکیہ کرے اور یہ اخلاق پیدا کرے۔ صبر و شکر، قناعت، علم، یقین، تفویض، توکل، رضا، تسلیم، شریعت کی پابندی، گناہ کا تدارک جلد نیک عمل سے کرے۔ نماز باجماعت، کسی وقت یادالٰہی سے غافل نہ ہو۔ لذتِ ذکر پر شکر کرے کشف وکرامت کا طالب نہ ہو۔ اپنا حال کسی غیر سے نہ کہو۔ دنیا و مافیہا کو دل سے ترک کرے۔ خلافِ شرع فقراء کی صحبت سے بچے۔ خلق سے بقدرِ ضرورت ملے۔ کسی پر اعتراض نہ کرے۔ اپنے آپ کو سب سے حقیر کمتر جانے بات نرمی سے کرے سکوت وخلوت کو محبوب رکھے۔ اوقات کو منضبط رکھے۔ جو کچھ پیش آئے حق تعالیٰ کی جانب سے سمجھے تشویش دل میں نہ لائے۔ غیر اللہ کا خطرہ دل میں نہ آنے دے دینی کاموں میں نفع پہنچاتا رہے۔ نیت خالص رکھے۔ خورد و نوش میں اعتدال رہے نہ اتنا زیادہ کھائے کہ کسل ہو نہ اتنا کم کہ عبادت میں ضعف ہو جائے۔ کسب مال افضل ہے۔ اگر توکل کرے تو بھی مضائقہ نہیں بشرطیکہ کسی سے طمع نہ رکھے۔ نہ کسی سے خوف و امید کرے۔ حق تعالیٰ کی طلب میں بے چین رہے۔ نعمت پر شکر بجالائے۔ فقر و فاقہ سے تنگ دل نہ ہو۔ گھر والوں سے نرمی برتے۔ خطا و قصور سے درگذر کرے۔ ان کا عذر قبول کرے۔

کسی کی غیبت و عیب جوئی نہ کرے عیب پوشی کرے۔ اپنے عیوب پیش نظر رکھے۔ کسی سے تکرار نہ کرے۔ مہمان نواز مسافر پرور رہے غرباء، مساکین، علماء، صلحاء کی صحبت اختیار کرے۔ قناعت و ایثار کی عادت رکھے بھوک پیاس کو محبوب سمجھے۔ ہنسے کم روئے زیادہ۔ عذاب الٰہی اور اس کی بے نیازی سے لرزاں رہے موت کو ہر وقت خیال میں رکھے۔ روزانہ محاسبۂ اعمال کر لیا کرے۔ نیکی پر شکر بدی پر توبہ کرے۔

صدقِ مقال اکل حلال اپنا شعار بنائے۔ غیر مشروع مجالس رسوم جہالت سے بچے۔ شرگین۔ کم گو، کم رنج، صلاح جو، نیکوکار، نیک رفتار، باوقار، بُردبار رہے

ان اوصاف پر مغرور نہ ہو۔
بزرگوں کے مزارات سے مستفید ہوتا رہے گاہ گاہ عوام مسلمین کی قبور پر جاکر ایصالِ ثواب کرے۔ مرشد کا ادب' فرمانبرداری کامل طور پر بجالائے۔ ہمیشہ استقامت کی دعا مانگتا رہے۔

حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کی وصایا

حامداً و مصلیاً ! یہ وصیت عام ہے سب دیکھیں اور سناویں اور عمل کریں۔ اپنی اولاد اور زوجہ اور سب دوستوں کو بتاکید یہ وصیت کرتا ہوں کہ اتباعِ سنت کو بہت ضروری جان کر شرع کے موافق عمل کریں۔ تھوڑی مخالفت کو بہت سخت دشمن اپنا جانیں اور رسوم دنیا کو سرسری جان کر کرنا نہایت خرابی کی بات ہے۔ اور لذت کھانے کپڑے کی قید نہایت خرابی ڈالنے والی دین و دنیا کی ہے اس سے بہت اجتناب کریں۔ اپنے مقدور سے بڑھ کر کام کرنا مآل کار ذلیل ہونا ہے اس کی رسوائی دین و دنیا میں اٹھانی ہوتی ہے۔ بد مزاجی و کج خلقی سخت نامرضی حق تعالیٰ کی ہے۔ دنیا میں ایسا آدمی خوار رہتا ہے اور آخرت میں نہایت ذلت اٹھاتا ہے۔ نرمی سب کے ساتھ لازمی ہے۔ بُرا کام قلیل بھی بُرا ہے اور اطاعت و اچھا کام اگرچہ تھوڑا ہو بہت بڑا رفیق ہے۔ تکلفات شادی غمی کے بدعت سے خالی نہیں ہیں۔ اس کو سرسری نہ جانیں طعن و تشنیع خلق اور برادری کے سبب سے اپنے مقدور سے زیادہ کام کرنا یا خلافِ شرع یا بدعت کو کرنا عقل کی بات نہیں۔ دنیا و دین میں اس کا خمیازہ بُرا ہے۔ اسراف کی برائی شریعت میں سخت آئی ہے۔

شیطان کا بھائی اس کو قرآن میں فرمایا ہے۔ میرا انتقال ہو جائے تو حسب مقدور ثواب پہنچاویں۔ اندازہ سے زیادہ ہرگز نہ کریں۔ نہ کوئی تکلف غیر مشروع کریں۔ جو کچھ ہو موافق سنت کے ہو۔ باہم اتفاق وسلوک سے رہیں۔ میرے ذمہ کسی کا ایک پیسہ تک قرض نہیں اس کا کچھ فکر نہ کریں۔ ترکہ رامپور جو فروخت ہوا سب کا حصہ دیا یا صاحب حق نے معاف کیا مگر ہمشیرہ کلاں نے نہیں لیا ان کی رضامندی سے وہ روپیہ ہمارے پاس خرچ ہوا ہے۔ اور ترکہ گنگوہ جو جدی ہے اس میں امۃ الحق کا حصہ نہیں کیوں کہ وہ دادا صاحب مرحوم نے ہمارے نام ہبہ کیا تھا اس میں ہم ہر سہ کا حصہ ہے دو دو سہام بندہ اور بھائی صاحب کے اور ایک حصہ ہمشیرہ صاحبہ کا ہے اور جو ترکہ والد صاحب مرحوم کی خرید ہے اس میں ۴۲ سہام میں سے ۷ سہام امۃ الحق کے ہیں باقی کے پانچ حصے ہو کر دو دو ہر برادر کے اور ایک ہمشیرہ صاحبہ کا ہے جب اہل حق طلب کریں دیدلویں اور کتب جو میرے پاس ہیں ان کی فہرست لکھی ہوئی رکھی ہے سب کتب زر خرید اپنے نام کا لکھا ہے مگر محض رسائل کا نام نہیں لکھا گیا اور وقفی کتابیں اور مستعار اور نہ ترکہ والد سب کا نام لکھدیا ہے۔ مستعار کتب حوالہ مالک کر دلویں اور وقفی اگر احتیاط سے رکھ سکیں تو رکھیں ورنہ کسی دینی مدرسہ کو دیدلویں اور ترکہ کی رکھیں مگر جو حصہ لیوے تو جب فرائض دیدلویں فقط۔ اس سب پر عمل درآمد غور سے کریں آئندہ مختار ہیں اپنے کئے کو آپ دیکھیں گے۔ یہ عاجز بری الذمہ ہو لیا الحمد للہ رب العالمین۔ الماری کلاں حجرہ میں سب کتب وقفی ہیں۔ بعد موت بندہ جہاں مناسب ہو یہ کتب رکھی جائیں اور جو حافظ مسعود احمد کو درس کا خیال ہو تو فقہ جات خود بھی رکھیں۔

اور الماری ملک بندہ کی ہے وقف نہیں ہے اور دوسری الماری خوردتن کی لکڑی کی الماری اس میں سب کتب ملک بندہ کی ہیں مگر بعض کتب جو مستعار ہے اس پر نام مالک کا لکھا ہے وہ مالک کو دی جائے اور شامی کا تکملہ خود ملک

بندہ کی ہے اور جو کتاب ترکہ والد مرحوم کی ہے اس پر نام والد کا لکھا ہوا ہے اور مملوک پر نام بندہ کا ہے۔ مولوی عبدالکریم کی کتب خارج الماری۔ الماری نما صندوق میں رکھی ہیں۔ وہ انہوں نے ہبہ بنام بندہ کر دیا ہے اور وقف خود وقف ہیں اور حجرہ کا اسباب سب کا سب ملک بندہ ہے۔ سوائے دو ایک عدد رضائی کے وہ مہمانوں کے واسطے رکھی ہیں وہ صدقہ کر دی جائیں۔ مگر گھڑی دھوپ جامع مسجد کی ہے۔

اور روپیہ جو کچھ قلمدان والماری میں ہے جس پر کچھ نشان لکھا ہے وہ اس کا ہے۔ مسجد کا یا کسی کا اور جس پر کچھ تحریر نہیں وہ ملک بندہ ہے۔ کاغذات قرض قلمدان میں ہیں۔ ان سے سب حال واضح ہو جائے گا۔ موافق اس کے عمل کریں ہر شے اپنے مصرف پر اور مالک کو ملے اس میں فروگذاشت نہ ہو گھر کی الماری میں سب کتب ملک بندہ ہیں یا ترکہ والد کے۔ اور روپیہ سب اپنا ہے سوائے اس کے کہ اس پر کسی کا نام لکھا ہو وہ اس کا ہے۔ امانت مالک کو دیدیویں باقی کے مختار ہیں۔ میرے ذمہ کسی کا قرض نہیں ہے جو میرا قرض ہے اس کی فرد قلمدان میں ہے دیکھ کر وصول کرلیویں۔ اگر دو چار آنے گھاس دانے کے عاشق یا کوئی خادم بتادے وہ دے دیویں۔ شاید سہو سے رہ گیا ہو ورنہ قرض مجھ پر نہیں ہوتا۔

فقط۔

حضرت شاہ عبدالرحیم رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کا وصیت نامہ

الحمد للہ رب العٰلمین والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین و سائر النبیین و الہ و اصحابہ اجمعین۔ امابعد یہ حقیر سراپا تقصیر عبدالرحیم

عفی عنہ، چند کلمہ بطور وصیت کے لکھتا ہے۔

احقر نے بتوفیق حق سبحانہٗ تعالیٰ اس کتب خانے میں جو موقع باغ رائے پور میں واقع ہے۔ دو مد کی کتابیں جمع کی ہیں۔ ایک وہ بندہ کی ملک مجازی میں بندے نے ان کتابوں کو اسی غرض سے جمع کیا تھا کہ وقف رہیں جو ان کا اہل ہو۔ ان سے نفع اٹھاوے یہ نیت شروع ہی سے تھی کہ یہ احقر کا ترکہ نہ سمجھا جائے جس میں وراثت جاری ہو۔ اب صاف طور سے تصریح کرتا ہوں کہ یہ وقف ہیں اور میں بطور متولی ان کی حفاظت و نگرانی کرتا ہوں دوسری مد مدرسہ کی کتابوں کی ہے جو خریدی گئیں ہیں یا کسی نے مدرسہ میں دیں جن میں بڑا ذخیرہ قرآن شریف کا بھی ہے۔ ان کا بھی متولی و محافظ عالم اسباب میں احقر ہی رہا اول مد کی فہرست جدا ہے جس پر نمبر ۱ لکھا ہوا ہے۔ دوسرے مد کی جس پر نمبر دو ۲ لکھا ہوا ہے۔ نمبر ۱ کی کتابوں میں فقط ایک قرآن شریف قلمی جو سنہری تحریروں میں ایک کاغذ طویل پر لکھا ہوا ہے اور ایک حمائل شریف بہت چھوٹی قلمی سنہری یہ دونوں ایک ہی جگہ ایک کپڑے کے ڈبہ میں رکھی ہوئی ہیں۔ یہ بطور امانت کے ہیں محض بغرض حفاظت اس کتبخانہ میں رکھی ہیں۔ ان کی کیفیت فہرست نمبر ۱ ایک میں درج ہے۔ ان کے سوا سب وقف ہیں۔ اب احقر ان دونوں مد کی کتابوں کا متولی اپنے بعد اپنے ہمشیر زادہ حافظ مولوی محمد اشفاق سلمہٗ کو قرار دیتا ہے حق تعالیٰ ان کی عمر اور علم و عمل میں برکت عطا فرماویں یہ خود بھی اس کتب خانہ سے نفع اٹھائیں اور دوسروں کو بھی ان کتابوں سے نفع اٹھانے سے نہ روکیں۔ البتہ اس کا خیال ضرور رکھیں کہ کوئی کتاب ضائع نہ ہو۔ ان کو بھی وصیت کرتا ہوں اور حق تعالیٰ سے توفیق کا خواہاں کہ یہ اپنا شعار اخلاص و تقویٰ و خشیہ اختیار کریں۔ نیز ان دو نصیحتوں پر ضرور پابند ہوں ایک یہ کہ اس شعر کا مضمون ملحوظ رکھیں۔

آسائش دو گیتی تفسیر ایں دو حرف است ؛ با دوستاں تلطف با دشمناں مدارا

جو کشاکش بوجہ نفسانیت و دخل شیطانی باہم پیش آتی ہیں ان سے یکسو رہنا

اوراد فع بالتی ھی احسن پر عمل کرنا اپنے لیے بھی موجب راحت ہے۔ اور دوسروں کیلئے موجب ہدایت ہوتا ہے ورنہ یہ علم کچھ ثمر نہیں لاتا دوسرے یہ کہ یہ ضرور ملحوظ رکھیں کہ حضرت سعدی علیہ الرحمۃ کا یہ فرمان اکسیر ہے اور آب زر سے لکھنے کے قابل ہے۔

مرا پیر دانائے مرشد شہاب * دو اندر فرمود بر روئے آب
یکے آنکہ بر خویش خود بیں مباش * دگر آنکہ بہ غیر بدبیں مباش

واقعہ میں یہی منشار قرآن پاک اور حدیث پاک کا ہے اگر توفیق الٰہی اس پر عمل نصیب ہو تو بس پھر سب کچھ نعمت حاصل ہے پس بندے کے پاس یہی ذخیرہ کتابوں کا تھا جس کا متولی عزیز مذکور کو قرار دیا باقی احقر فارغ ہے کوئی سرمایہ ایسا نہیں کہ جس کسی کو لب کشائی کا موقعہ ہو۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام الاکملان الاتمان علی سید المرسلین وسائر نبیین وآلہ واصحابہ اجمعین۔ عبدالرحیم عفی عنہ، یکم ربیع الاول ۱۳۳۴ھ۔

یہ وصیت نامہ حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم صاحب سلمہ نے احقر کے قلم سے لکھوایا خاکسار نور محمد لدھیانوی نور پوری مقیم حال رائے پور۔ حضرت مدظلہ العالی نے یہ مضمون میرے سامنے فرمایا اور لکھوایا (مولانا) محمد یحیٰ عفی عنہ کاندھلوی قائم مقام مدرس اول مظاہر العلوم سہارنپور راؤ عبدالعزیز خاں بقلم خود رئیس رائے پور)

حضرت سید عبدالحق عرف شاہ میر بادشاہ بخاری

رحمۃ اللہ علیہ کی وصایا

۲۸۷ لغایت ۱۳۵۴ھ بنام صاحبزادے حضرت سید قادر علی بادشاہ صاحب آستانہ کڑپا آندھرا۔

اللہ اکبر! جب کسی شخص پر موت کے علامات و آثار ظاہر ہوں چاہیے کہ گناہوں سے توبہ کرے۔ استغفار پڑھے۔ خدا کی یاد میں مشغول رہے۔ اس وقت اس کے پاس دیندار پاک لوگ رہیں ہر کس وناکس کو وہاں آنے نہ دیں۔ شور پکار، قصے کہانیاں، فضول باتیں نہ کریں خوشبوئیں مہکائیں۔ مکان اور بیمار کا بستر اور لباس پاک صاف رکھیں۔ کلمہ طیبہ، سورۃ یٰسین اور قرآن شریف پڑھیں لیکن بیمار کو کچھ نہ کہیں۔ جب روح جسم سے پرواز کر جائے تو فوراً میت کا سر مشرق کی جانب کر دیں۔ لباس بدل ڈالیں۔ آنکھیں بند کر دیں۔ تھوڑی باندھ دیں۔ اور تجہیز و تکفین میں زنہار زنہار تاخیر نہ کریں۔ بہت جلدی کریں پہلے گرم پانی جسمیں کافور، ریٹھا اور بیر کی پتیاں ڈال کر گرم کیا گیا ہو جسم تر کر کے بہت آہستگی سے تمام جسم مل کر میل کچیل دور کر دیں۔ ذرا سا بٹھا کر اور نرمی کے ساتھ پیٹ ملیں تاکہ کچھ کثافت خارج ہو جائے۔ پھر اچھی طرح سے دھو کر پاک کر دیں۔ پھر وضو کرائیں اور غسل دیں غسل دینے والے سب کے سب پاک صاف اور باوضو رہیں۔ غسل و پانی دینے والے چار پانچ اشخاص کے سوا کسی اور کو غسل کی جگہ نہ آنے دیں۔ پردے میں نہلائیں۔ پردے کا اہتمام کریں غسل دینے والے بھی میت کی ستر کو نہ دیکھیں۔ اگر میت میں کوئی عیب پایا جائے تو دوسروں کے سامنے ظاہر نہ کریں۔ بہت احتیاط و ہوشیاری سے غسل دیں۔ طہارت میں کوئی کمی نہ آنے دیں پھر کفن پہنائیں جو لوگ دیکھنا چاہیں ان کو دکھائیں اور ان کو دیکھنے کی دعوت نہ دیں۔ غسل و کفن سے پہلے نہ دکھائیں اس لیے کہ اس وقت روح نکلنے پر کچھ تغیر ہوتا ہے جنازے کی مسہری کو دھولیں۔ عود کا دھواں

دے کر تیار رکھیں پھر میت کو لٹا کر لے جائیں۔ میت کو شال دوشالہ نہ اڑھائیں نماز جنازہ کسی نیک دل مقدس شخص سے پڑھوائیں۔ دفن فوراً کر دیں اور فاتحہ سے نہ بھولیں۔

اے فرزندارجمند یہ بات خوب یاد رکھو کہ جب میں مر جاؤں ہرگز ہرگز تم نہ رونا اور نہ غم کرنا۔ بلکہ خوشی خوشی بہت جلد تجہیز و تکفین کر دو۔ نماز جنازہ سے کے بعد کرتے پے میں اپنے جدامجد کی مسجد حضرت شاہ سید ثانی کے صحن میں جو قبر میں نے تیار کرا رکھی ہے اس میں دفن کرنا کسی کی بات خواہ کچھ بھی کہے ہرگز نہ سننا اور میرے حکم پر عمل کرنا۔ یاد رکھو بیٹا وہی ہے جو باپ کا کہنا مانے ورنہ بیٹا کہلانے کا مستحق نہیں ہو سکتا۔ میرے کہنے پر ضرور عمل کرو ورنہ خدا نہ کرے دین و دنیا دونوں میں تم کو پچھتانا پڑے گا۔ میرے کفن کیلئے روپیہ موجود ہے کسی دوسرے کا نہ لگانا۔ میت کا اشتہار نہ دینا نہ کسی کو آؤ کر کے بلانا، نہ مت آؤ کہہ کر روکنا، نہ جنازہ شہر میں گھمانا۔ نہ دکانیں بند کرانا، نہ کسی دوسری مسجد میں لے جانا، نہ کسی کا انتظار کرنا۔

خدائے عزوجل بہ طفیل شہ رسل تمہیں نیک توفیق عطا فرماوے اور راہ راست پر چلاوے اور دین و دنیا دونوں میں ہمیشہ خوش و خرم رکھے۔ آمین بحق طٰہٰ و یٰسین،

الراقم عبدالحق عرف شاہ میر بادشاہ عفی عنہ اللہ التقصیر المرقوم یازدہم محرم الحرام بروز دوشنبہ ۱۳۵۴ھ۔

حضرت غازی انور پاشا شہید رحمۃ اللہ علیہ کی وصیت

یورپ کی پہلی جنگ عظیم میں ترکی کی شکست کے بعد غازی شہید نے روسی

ترکستان میں بالشویک کمیونسٹوں سے مقابلہ کرتے ہوئے شہادت سے کچھ وقت قبل اپنی بیگم نجیبا کو حسب ذیل وصیتی خط تحریر فرمایا تھا۔ شکست ۱۱ نومبر سنہ ۱۹۱۸ء

نجیبا !

تمہارا آخری خط میرے پاس ہے جسے میں اپنے دل کے قریب ہمیشہ رکھونگا گو میں تمہارا حسین چہرہ نہیں دیکھ سکتا مگر تمہاری حسین انگلیوں کو تمہارے خط کی سطروں پر لرزاتے ہوئے محسوس کرتا ہوں وہ انگلیاں جو کبھی میرے بالوں میں کنگھی کیا کرتی تھیں اور اب فی الحال میں تم سے بہت دور آگ اور خون کے سمندر سے محارب ہوں جو تمہارے قلب کیلئے تکلیف دہ ہوگا۔

تم نے لکھا ہے کہ مجھے جنگ اور تلوار سے عشق ہے اور یہ کہ میں نے اس کے علاوہ کسی اور سے محبت نہیں کی ہے گو میں تمہاری تکذیب نہیں کرنا چاہتا لیکن میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ تمہارے سوا میں نے کسی سے محبت نہیں کی میں تمہیں چھوڑ کر نہ دولت کی تمنا میں یہاں آیا ہوں نہ اپنے لیئے کسی ملک کی ہوس میں جیسا کہ میرے دشمنوں نے میرے خلاف الزام لگایا ہے۔ دراصل یہ ایک فریضہ ہے جو مشیت نے مجھ پر عائد کیا ہے اور مجھے تم سے دور لے آیا ہے یہ عظیم فریضہ جہاد ہے۔ جس کی نیت ہی انسان کو جنت کا مستحق بنا دیتی ہے۔ اللہ کا شکر ہے کہ میری نیت ہی جہاد کی نہیں بلکہ میں فی الحال اس میں مشغول ہوں۔ گو تمہاری مفارقت میرے دل کو پاش پاش کئے دیتی ہے مگر مجھے فخر ہے کہ میں نے اپنے اس جذبہ پر قابو پالیا ہے۔

دنیاوی علائق میں تمہاری محبت میرے ارادوں میں حارج ہو سکتی تھی مگر اللہ کا احسان یہ ہے کہ میں نے اس کمزوری پر قابو پالیا ہے کہ تمہاری محبت کو خدائی احکامات پر قربان کرسکوں۔ تم کو بھی فخر کرنا چاہیے کہ تمہارے شوہر کا ایمان اس قدر پختہ ہے کہ وہ تمہاری محبت کو اللہ کے حکم پر نثار کرنے کو تیار ہے جہاد بالسیف تمہارے اوپر واجب نہیں۔ پھر بھی تمہارے لئے اس سلسلہ میں کچھ

اور فرائض عائد ہوتے ہیں کہ تم اللہ کی محبت کو دنیاوی علائق پر ترجیح دو تم اس طرح میرے ارادوں کو اور مضبوط کر دو گی۔

ہاں دیکھو تم اپنے شوہر کی میدانِ جنگ سے واپسی کی کبھی دعا نہ کرنا کیوں کہ یہ خود غرضی ہو گی جو اللہ کی ناپسندیدگی کا باعث ہو گی۔ دعا کرو کہ تمہارا شوہر کامیاب ہو کر لوٹے یا شہادت حاصل کرے۔

پیاری نجیبا وہ لمحہ کیسا شاندار ہو گا جب وہ سر جس کو تم حسین ترین کہا کرتی تھیں جسم سے جدا ہو جائے گا وہ جسم بھی جو تمہاری محبت بھری آنکھوں میں بجائے ایک سپاہی کے جسم کے ایک خوبصورت حسین کا جسم نظر آتا ہے۔

ہماری زندگیاں چند روزہ ہیں اور موت یقینی ہے پھر موت سے خوف کیوں پلنگ پر لیٹ کر کوئی کیوں مرے، میدانِ جنگ میں شہادت کا متمنی کیوں نہ ہو۔ شہادت دراصل موت نہیں بلکہ وہ زندگی ہے اور دائمی زندگی ہے۔

اسی لیے میری پہلی وصیت یہ ہے کہ میری زندگی کے حالات تمام و کمال میرے بچوں کو بتائے جائیں تاکہ سن شعور میں وہ اسلام کی خدمت کے لیے بھیجے جائیں۔ دوسرا جزو میری وصیت کا مصطفیٰ کمال سے متعلق ہے۔ ان کی خیر طلب رہو اور ان کی ہر طرح پر امداد کرو۔ کیوں کہ خدائے تعالیٰ نے ان کو ملک کے دشمنوں سے محافظت کیلئے منتخب کیا ہے۔

اچھا پیاری رخصت! خدا ہی جانتا ہے کہ میرے دل میں یہ خیال کیونکر آتا ہے کہ اس کے بعد میں تمہیں کبھی خط نہ لکھ سکوں گا۔ کون جانتا ہے کہ میں کل ہی جامِ شہادت نوش کر لوں۔ دیکھو میری شہادت پر رونے کے بجائے اپنے دل کو تسکین دینا تاکہ میری شہادت تمہارے لیئے باعث فخر و مباہات ہو۔

نجیبا! اب میں تم سے رخصت ہوتا ہوں اور سوچتا ہوں کہ عالم خیال میں تمہیں گلے لگالوں۔ انشاء اللہ اب ہم دونوں جنت میں ملیں گے اور پھر کبھی جدا نہ ہوں گے۔

حضرت حکیم الامت

مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی وصایا

طریق وصیت

جب حضرت تھانویؒ اپنی زندگی میں اس قدر محتاط تھے تو سفر آخرت کے سلسلہ میں انہوں نے کس قدر احتیاط سے کام لیا ہوگا۔ اس کا اندازہ آپ کے وصیت نامے سے ہو سکتا ہے جو آخرت کی طرف جانے والے ہر مسافر کیلئے سرمایہ عزت ہے جامعیت و ندرت کے لحاظ سے تاریخی حیثیت رکھتا ہے۔ حضرت کا طریق وصیت یہ تھا کہ بعد وفات پیش آنے والے واقعات کے متعلق تو ایک مفصل وصیت لکھ رکھی تھی جس کی تفصیل آگے آ رہی ہے۔ مگر چونکہ روزمرہ کے حالات میں تغیر و تبدل ہوتا رہتا ہے اس لیے ان کے منضبط کرنے کیلئے وصیت نامے کے محاذات میں اصل مضمون کے مساوی خالی جگہ چھوڑی ہوئی تھی اس میں روزانہ کے تقلبات کو تحریر فرماتے تھے غرضیکہ روزانہ ہی اس کا اہتمام فرماتے تاآنکہ سفر آخرت پیش آگیا۔ ان وصایا میں آپ نے اپنے بھتیجے مولانا شبیر علی صاحب مرحوم کو وصی بنایا تھا۔ ان کیلئے دو مشورے درج وصیت فرمائے تھے۔ ایک وصایا کے عمل در آمد کے وقت کسی متدین خوش فہم عالم کو شریک کرلیں۔

تنبیہات وصیت مدرسہ سے یا کہیں اور اس کے تمامت میرے ڈیکس سے نکال کر ان پر بھی ایک نظر ڈال لی جائے اور ان میں جو وصایا مقتضائے وقت ہوں ان پر عمل یا ان کا اعلان خاص و عام کیا جائے۔ ان کے کسی جز و میں تعارض ہو تو آخیر پر تاریخ دیکھ کر عمل کیا جائے۔ اثاث البیت کے متعلق وصیت اشرف

السوانح جلد سوئم میں چھپی ہوئی ہے۔ اس میں آپ نے اپنی مملوکہ غیر مملوکہ اشیاء اور وقف جائداد کی فہرست وغیرہ اس تفصیل سے دی ہے جیسی کسی مملکت کا محکمہ موت ٹیکس کسی لکھ پتی کے مرنے پر طلب کرتا وہی تفصیل خدا کے خوف سے اپنے وصیت نامے میں درج کر دی تھی۔

اہلِ حقوق

میرے بعض اخلاق سیئہ کے سبب بعض بندگانِ خدا کو حاضرانہ و غائبانہ میری زبان اور ہاتھ سے کچھ کلفتیں پہنچی ہوں اور کچھ حقوق ضائع ہوئے ہوں خواہ اہل حقوق کو اس کی اطلاع ہوئی ہو یا نہ ہوئی ہو۔ میں نہایت عاجزی سے سب چھوٹے بڑوں سے استدعا کرتا ہوں کہ للہ دل سے معاف کردیں اللہ تعالیٰ ان کی تقصیرات سے درگزر فرمائیں گے۔ میں بھی ان کیلئے یہ دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کی دارین میں عفو و عافیت عطا فرمائیں۔ معذرت کرنے والے کی تقصیر سے درگزر کرنے کی بڑی فضیلت آئی ہے اور اگر معاف کی نیت نہ ہو تو حسب متوفی شرعی مجھ سے عوض لے لیں۔ خدا کیلئے قیامت میں مواخذہ نہ رکھیں کہ اس کا کسی طرح تحمل نہیں۔

اسی قبیل کی کوتاہیاں جو دوسروں سے میرے حقوق میں ہوں میں بطیب خاطر گذشتہ اور آئندہ کے محض خدائے تعالیٰ کے راضی کرنے کو اور اپنی خطاؤں کی معافی کی توقع پر وہ سب معاف کرتا ہوں۔

علماء طلباء مدرسہ

جو مدرسہ دینیہ فی الحال میرے تعلق میں جاری ہے وہ ایک خاص شان کا مدرسہ ہے جس کی تفصیل ضروری میرے مشفق مولوی عبد اللہ صاحب کی تحریر سے معلوم ہو سکتی ہے۔ میرا دل یوں چاہتا ہے کہ میرے بعد بھی اس کے بقا کی طرف توجہ رکھی جائے اور خدائے تعالیٰ اس مدرسہ کی خدمت کی جس کو توفیق دے

تو وہ اس کے طرز کو جس کے مہتم بالشان جز تربیت اخلاق اصلاحِ نفس ہے۔ نہ بدلے کہ انشاء اللہ تعالیٰ اس میں بہت خیر و برکت کی اُمید ہے دینی و دنیوی مضرتوں پر نظر کر کے ان امور سے خصوصیت کے ساتھ احتیاط رکھنے کا مشورہ دیتا ہوں۔ شہوت و غضب کے مقتضا پر عمل نہ کریں۔ تعجیل نہایت بُری چیز ہے بے مشورہ کوئی کام نہ کریں۔ غیبت قطعاً چھوڑ دیں۔ کثرتِ کلام اگرچہ مباح کے ساتھ ہو۔ کثرت اختلاط خلق بلا ضرورت شدیدہ، بلا مصلحت مطلوبہ اور خصوصاً جب کہ دوستی کے درجہ تک پہنچ جائے پھر خصوص جب کہ ہر کس و ناکس کو راز دار بھی بنا لیا جاوے نہایت مضر چیز ہے۔ بدون پوری رغبت کے کھانا ہرگز نہ کھاوے بدون سخت تقاضے کے ہم بستر نہ ہوں۔ بدون سخت حاجت کے قرض نہ لیں فضول خرچی کے پاس نہ جائیں۔ غیر ضروری سامان جمع نہ کریں۔ سخت مزاجی و تند خوئی کی عادت نہ کریں۔ رفق و ضبط و تحمل کو اپنا شعار بنائیں۔ زیادہ تکلف سے بہت بچیں۔ افعال و اقوال میں بھی۔ طعام و لباس میں بھی۔ مقتدا کو چاہیے کہ اُمراء سے نہ بد خلقی کرے نہ زیادہ اختلاط کرے نہ ان کو حتی الامکان مقصود بنا دے بالخصوص دنیاوی نفع حاصل کرنے کیلئے۔ معاملات کی صفائی کو دیانات سے بھی زیادہ مہتم بالشان سمجھیں۔ روایات و حکایات میں بے انتہا احتیاط رکھیں اس میں بڑے بڑے دیندار فہیم لوگ بے احتیاطی کرتے ہیں خواہ سمجھنے میں یا نقل کرنے میں۔ بلا ضرورت بالکلیہ اور ضرورت میں بلا اجازت تجویز طبیب حاذق و مشفق کے کسی قسم کی دوا ہرگز استعمال نہ کریں۔

زبان کی غایت درجہ ہر قسم کی معصیت و لایعنی سے حفاظت رکھیں۔ حق پرست رہیں اپنے قول پر جمود نہ کریں۔ تعلقات نہ بڑھائیں۔ کسی کے دنیوی معاملہ میں دخل نہ دیں۔ طالب علموں کو وصیت کرتا ہوں کہ نرے درس و تدریس پر مغرور نہ ہوں اس کا کار آمد ہونا اہل اللہ کی خدمت، صحبت، نظرِ عنایت پر موقوف ہے۔ اس کا التزام نہایت اہتمام سے کریں۔

سب عنایات حق و خاصان حق ٭ گر ملک باشد سیہ ہستش ورق

دوستوں کو وصیت

میں اپنے دوستوں سے استدعا کرتا ہوں کہ میرے سب معاصی صغیرہ و کبیرہ عمد و خطا کے لیئے استغفار فرمائیں اور میرے اندر جو عادات رذیلہ و اخلاق ذمیمہ ہیں اُن کے اِزالہ کیلئے دعا فرمائیں۔

میں اپنے سب دوستوں خصوصاً سب مسلمانوں کو عموماً بہت تاکید کے ساتھ کہتا ہوں کہ علم دین کا خود سیکھنا اور اولاد کو تعلیم کرانا ہر شخص پر فرضِ عین ہے خواہ بذریعہ کتاب ہو یا بذریعہ صحبت خیر۔ اس کی کوئی صورت نہیں کہ فتنۂ دینیہ سے حفاظت ہو سکے جن کی آج کل بہت کثرت ہے اس میں ہرگز غفلت یا کوتاہی نہ کریں۔

منتسبین کو وصیت

میں اپنے تمام منتسبین سے درخواست کرتا ہوں کہ ہر شخص اپنی عمر بھر یاد کر کے سورۃ یٰسین شریف، تین بار قُل ہو اللہ شریف پڑھ کر مجھ کو بخش دیا کریں۔ مگر اور کوئی امر خلافِ سنت و بدعتِ عوام و خواص میں سے نہ کریں۔ میرے ایصال ثواب کیلئے کبھی جمع نہ ہوں نہ اہتمام سے نہ بلا اہتمام اگر کسی دوسرے اتفاق سے جمع ہو جاویں تو تلاوت وغیرہ کے وقت قصداً متفرق ہو جائیں اور ہر شخص منفرداً بطورِ خود جس کا دل چاہے دعاء و صدقہ و عبادتِ نافلہ سے نفع پہنچاوے۔ نیز میری مستعمل چیزوں کے ساتھ متعارف طریق سے تبرکات کا سا معاملہ نہ کریں البتہ اگر کوئی محبت سے شرعی طریق سے اس کا مالک بن کر مخفی طور پر اپنے پاس رکھے تو مضائقہ نہیں۔ اس کا اعلان اور دوسروں کو دکھلانے کا اہتمام نہ کیا جاوے۔ حتی الامکان دنیا و مافیہا سے جی نہ لگاویں اور کسی وقت فکرِ آخرت سے غافل نہ ہوں۔ ہمیشہ ایسی حالت میں رہیں کہ اگر اسی وقت پیام اجل آجاوے تو فکر اس تمنا کا مقتضی نہ ہو۔

لولا اخرتنی الیٰ اجلٍ قریب فاَ صَّدَّقَ واکن مّن الصالحین اور ہر وقت یہ سمجھیں کہ۔ شاید ہمیں نفس نفس واپسیں بود اور علی الدوام دن کے گناہوں سے قبل رات کے اور رات کے گناہوں سے قبل دن کے استغفار کرتے رہیں حتی الوسع حقوق العباد سے سبکدوش رہیں۔

قرض کے متعلق وصیّت

خدا تعالیٰ کے فضل سے اس وقت میرے ذمہ بالکل کسی کا قرض نہیں ہے اور حق تعالیٰ کا جو معاملہ فضل اس ناکارہ کے ساتھ ہے اس سے اُمید ہے کہ آئندہ بھی انشاء اللہ تعالیٰ اس سے محفوظ رہے گا اور اگر اتفاق ہو یا کسی کی امانت میرے پاس ہوئی تو اس کی یاد داشت زبانی یا تحریری ظاہر کر دی جاوے گی۔ اس کے ضمن میں یہ امر بھی قابلِ اطلاع ہے کہ مہر اہلیہ کا بھی ادا کر چکا ہوں مکانِ مسکونہ اور بعض دیگر اموال ملا کر یہ سب مہر میں دے دیا ہے یہ مکان خالص ان کی ملک ہے اور بعض جو مشترک یا خاص میری ملک ہے وہ ہم دونوں کو یاد ہے ہر ایک کا قول اس میں انشاء اللہ تعالیٰ قابلِ تصدیق ہوگا۔

میرے ذمہ کا دَین امانت وغیرہ سے ہے یا اوروں کے ذمہ میرا دین ہے۔ اس کی تفصیل میرے ڈیکس کی ایک دراز میں کرمچ کے بٹوے میں ہے اور کبھی مکان خورد کے کمرہ خورد کی الماری میں اور چوبی صندق میں بھی رکھ دی جاتی ہے اور احتیاطاً سیاہ جلدی والی بیاض میں بھی تلاش کر لیا جاوے۔ اس بیاض میں بعض سرخیاں بھی نظر آویں گی۔ اس کا وصیت سے کوئی تعلق نہیں ہے البتہ ایک سرخی ملے گی "حساب طعام خانہ"، اس کا مفہوم وہ خرچ ہے جو اپنے کھانے کی بابت گھروں میں دیتا ہوں ان سے پوچھ لیا جاوے کہ ان کا کچھ باقی ہے یا میرا کچھ نکلتا ہے۔ وہ دَین کی فرد ہے۔

امانات کے متعلق وصیّت

امانات کی تھیلیوں یا لفافوں میں جو کہ میری ملک ہیں اہل امانات کے نام وپتے اور کچھ یادداشتیں لکھی ہوئی ہیں۔ ان پتوں پر ان لوگوں کو بمع ان یادداشتوں کے بذریعہ خط رجسٹری اطلاع کیجاوے۔ اس اطلاع میں جو خرچ ہوگا وہ ترکہ سے خرچ کیا جاوے۔ اگر کوئی صاحبِ امانت زندہ نہ ہوں تو ان کے ورثا کو اسی طرح اطلاع کی جاوے۔ مگر نابالغ کا حصّہ ہر حال میں ان ہی کو پہنچایا جاوے اگر کسی کا جواب نہ آئے تو علماء سے شرعی حکم پوچھ کر اس پر عمل کیا جاوے اور تحقیق ورثہ میں بھی اس مد اطلاع سے یعنی میرے ترکہ سے صرف ہوگا۔ اور جس میں کچھ لکھا ہوا نہ ملے یا لفظ ذاتی لکھا ہوا ملے وہ میری ملک ہے اور شامل ترکہ ہے اور شاید کسی تھیلی میں لفظ حساب مشترک لکھا ہوا پایا جاوے یہ وہ رقم ہے جس کو میں ہر مہینہ کے ختم پر گھروں میں تقسیم کر دیتا ہوں مگر قبل تقسیم وہ میری ہے اس میں تقسیم نہ ہوگی۔ البتہ رُبع اس کا بھی نکال کر اس رقم میں شامل کر لیا جاوے گا جو اصل ترکہ سے بقدر رُبع بعد وضع اخراجات تجہیز وتکفین ادائے دَین وامانات وغیرہ کی الوصیّ کیلئے مخصوص کیا گیا ہے۔ اس تھیلی میں اگر کسی اہلیہ کے نام پر کوئی جمع شدہ رقم نظر آئے وہ ان کو ملے گی بہ توقع دوسری کو مساوی کر دینے کے دی گئی ہے مگر نہ وہ ان سے واپس لی جاوے نہ دوسری کو عدل کے واسطے اتنی دی جاوے کیونکہ عدلِ واجب حیات کے ساتھ منقطع ہوچکا ہے اور نیت کے سبب عدم عدل کا مواخذہ بھی نہ ہوگا۔ البتہ اگر ایک کو حالت یاس میں دینا حجۃ شرعیہ سے ثابت ہو جاوے تو وہ واپس کر لیا جاوے۔

کتب خانہ کے متعلق وصیّت

میرے کتب خانے میں ہر قسم کی اور بعض دوسرے فرقوں کی بھی کتابیں بلا میرے قصد کے جمع ہو گئیں ہیں سو محض ان کے کتب خانے میں ہونے کی سبب صحت مضامین کا شبہ نہ کیا جاوے جو کتاب یا جو مضمون قواعد شرعیہ کے خلاف ہو اس کو باطل سمجھا جائے۔ مدرسہ امداد العلوم تھانہ بھون میں جو کتب احقر کے آنے سے پہلے کی ہیں ان کو بھی مع ان کی فہرست کے جدا رکھا گیا ہے جو کتب میری معرفت آئی ہیں وہ مع فہرست جُدا ہیں اور [redacted] واقفین نے ان کے نقل وغیرہ کا مجھ کو پورا اختیار دیا ہے اس لئے میں نے یہ تجویز کیا ہے کہ اگر خدانخواستہ کسی وقت یہاں ان سے انتفاع نہ ہو سکے تو مدرسہ دیوبند میں ان کو منتقل کر دیا جائے

تالیفات کے متعلق وصیّت

تالیفات کے متعلق بعض مقامات پر مجھ سے اختصار موہوم یا زیارت موہوم یا غفلت سے کچھ لغزشیں بھی ہوتی ہیں جو اس وقت ذہن میں حاضر ہوں انکی اطلاع جزئی طور پر دیتا ہوں جو اس وقت حاضر نہیں ہیں ان کیلئے دو قاعدے عرض کرتا ہوں ایک یہ کہ میری کسی ایسی تصنیف میں جو اس محلِ لغزش سے متاخر ہو اس کی اصلاح کر دی گئی ہو اور متاخر ہونا تاریخ ملانے سے جو کہ ہر تصنیف کے آخیر میں التزاماً لکھی گئی ہے معلوم ہو سکتا ہے اور اس سے یہ بھی معلوم کر لینا چاہیے کہ میری تالیفات میں جو مضمون متعارض ہو اس میں آخیر کا قول میرا سمجھا جائے۔ دوسرا قاعدہ یہ ہے کہ ایسے مواقع مشتبہ کو دوسرے علمائے محققین سے تحقیق کرالیا جاوے اور ان کے قول کو میرے قول پر ترجیح دی جائے اس طرح اگر میرا لکھا ہوا کوئی مشتبہ فتویٰ کسی کی نظر سے گزرے اس میں بھی یہی تقریر معروض ہے۔ کیوں کہ بعض اوقات لکھنے کے بعد خود مجھ کو بعض حوالوں کا غلط ہونا محقق ہوا ہے۔ میں نے سائل کا پتہ معلوم ہونے پر اس کو مطلع بھی کر دیا ہے لیکن پتہ نہ معلوم ہونے کی صورت میں اس سائل کے پاس میری تصحیح کے محفوظ نہ رہنے کی تقدیر پر احتمال

غلطی میں پڑنے کا ہو سکتا ہے اس لیئے احتیاطاً یہ عرض کیا گیا۔ اب اول جزئی غلطیوں کے مقامات کو نقل کرتا ہوں مقام اول بہشتی زیور میں عشاء کے بعد چار سنتیں لکھ دی ہیں صحیح یہ ہے کہ دو سنت دو نفل ہیں۔ بہشتی زیور میں ایام بیض ۱۲۔ ۱۳۔ ۱۴ تاریخوں کو لکھ دیا ہے صحیح ۱۳۔ ۱۴۔ ۱۵ ہیں۔ مقام سوئم تعلیم الدین و بہشتی زیور میں تیجے چالیسویں وغیرہ کے بدعت ہونے کے ذکر میں یہ لفظ لکھا گیا ہے (ضروری سمجھ کر کرنا) اس سے شبہ ہو سکتا ہے کہ شاید غیر ضروری سمجھ کر کرنا جائز ہو سو یہ قید واقعی تھی احترازی نہ تھی۔ حکم یہ ہے کہ خواہ کسی طرح سے کرے بدعت ہے۔ مقام چہارم تعلیم الدین میں قبروں پر چراغ جلانے کے بارے میں یہ لفظ لکھا گیا ہے۔ کثرت سے چراغ جلانا۔ اس میں مثل مقام سوئم کے سمجھنا چاہیے حکم یہ ہے کہ ایک چراغ رکھنا بھی بدعت ہے۔ مقام پنجم۔ تعلیم الدین میں روپیہ پیسے ادھار لینے کو مطلقاً منع لکھدیا ہے اور واقعی اس میں تفصیل ہے اگر عقد میں پورے پیسے ٹھہرے ہوں دونی چونی وغیرہ نہ ٹھہری ہوں اور عاقد کے پاس مبادلہ کے وقت پیسے پورے موجود بھی ہوں لیکن کسی وجہ سے اس وقت قبضہ نہیں کرایا تب تو جائز ہے اگر شرط بھی مفقود ہو تو ناجائز ہے چونکہ عام لوگ ان دونوں شرطوں کا لحاظ نہیں کرتے اس لیئے انتظاماً علی الاطلاق منع کر دیا گیا ہے مقام ششم۔ شوق وطن گیارہواں باب صفحہ ۲۲ میں ایک بوجہ غلطی نسخہ کے لحدیومن لکھا گیا دوسرے کالم میں اس بنا پر ترجمہ بھی غلط ہو گیا۔ صحیح لحدیوحن اور ترجمہ یہ ہونا چاہیے۔ جو شخص باوجود ایسے حقوق متعلق ہونے کے جن میں وصیت کرنا واجب ہو وصیت نہ کر جائے اس کو مردوں کے ساتھ کلام کرنے کی اجازت نہیں ملتی۔ مقام ہفتم۔ یادگار پیر انوار کے بالکل آخیر میں ایک مضمون از قبیل عملیات لکھا ہے کسی بزرگ سے منقول نہیں۔ ایک کانپوری کاتب نے مضمون بہ نیت نفع وہاں کے مدرسہ کی ایک تاویل سے ایسا لکھ دیا ہے اس لیے اس عمل کو منقول سمجھ کر استعمال نہ کریں۔ نیز اس کی ترکیب بھی بلا تکلف قواعد سنت پر منطبق نہیں ہوتی۔ فروع

الایمان میں ایک جگہ لکھا ہے کہ اگر پابندی احکام کے ساتھ ڈپٹی کلکٹری یا بیرسٹری وغیرہ اختیار کرو تو چشم ماروشن دلِ ماشاد۔ اس سے بظاہر شبہ ان اعمال کے جواز کا معلوم ہوتا ہے کہ سمجھ لینا چاہئے کہ مقصود اس عبارت سے یہ ہے کہ اگر پابندی احکام کے ساتھ ترقی دینوی ہو تو اجازت ہے یہ مثالیں خود مقصود نہیں۔ کیوں کہ ان اعمال کا مشروع ہونا نہ ہونا محتاج تفصیل مستقل ہے البتہ ان مثالوں کو ارخاء عنان وتسامح پر محمول کرنا چاہیے اور ان کے جواز علی الاعلان کا شبہ نہ کرنا چاہیے میری تحریرات میں جو مضامین از قبیل علوم مکاشفہ ہیں جو کہ علم تصوف کی ایک قسم ہے جس کو حقائق و معارف سے تعبیر کیا جاتا ہے اور حجج شرعیہ ان سے ساکت ہیں۔ انکو حسب قاعدہ اصولیہ وکلامیہ امور ثابتہ بدلائل شرعیہ کے درجہ میں نہ سمجھنا چاہیے بلکہ بالکل نہ رکھنا بھی جائز ہے اور اگر اعتقاد رکھے تو محض احتمال کے درجے سے تجاوز نہ کرے۔

اصلاح مسوّدات کے متعلق وصیّت

مولوی ظفر احمد عثمانی کو وصیت کرتا ہوں کہ جو مواعظ میری نظر اصلاحی سے رہ جائیں بشرطیکہ مولوی شبیر علی یا خواجہ عزیز الحسن یا حکیم محمد مصطفیٰ یا اور جوان کی نظر میں صالح الاعانت ہوں ان کی معیت میں ان کو منجانب مجلس نظر اصلاحی کرلیں۔

غیر مکمل مسوّدات کے متعلق وصیّت

جو مضمون میری طرف منسوب ہے وہ بدوں میری نظر ثانی کے جس کی علامت جا بجا میرا بتانا ہے جس کو میرا خط پہچاننے والے جان سکتے ہیں اور مدت سے یہ بھی التزام ہے کہ آخیر میں یہ عبارت کہ معائنہ کردہ شد لکھ کر دستخط کر دیتا ہوں بہ سبب احتمال غلطی کوئی صاحب نقل کر کے میری طرف منسوب نہ کیا جاوے

ایسے غیر مکمل مضامین کی تکمیل بشرط امکان مولوی حبیب احمد مولوی شبیر علی، مولوی ظفر احمد، مولوی حکیم مصطفےٰ اور صرف صفاتی مواعظ میں خواجہ عزیز الحسن یا جن کو سب منتخب کریں کرالی جائے اور مسودہ اجمالی کی اگر تسوید تفصیلی میں تکلف معلوم ہو تو ان کو بصورت ملفوظات ہی صاف کریں ۳ اس صورت میں اس مضمون کی نسبت اس تکمیل کنندہ کی طرف کی جاوے اور تکمیل کنندہ کو ہر طرح کی اصلاح میں پورا اختیار ہے۔

مکرّر تالیفات کے متعلق وصیّت

یہ سب مضامین میں اہم ہے۔ ضمیمہ، تتمہ، خاتمہ، تنبیہات کے مضمون ثانی میں بذیل نمبر ۲۷۲ ایک کتاب کا نام لکھا ہے تصحیح الاغلاط جس کی نسبت لفظ زیر تحریر لکھا ہے اب بفضلہ تعالیٰ اس کا کام جاری ہوگیا ہے۔ حقیقت اس کتاب کی یہ ہے کہ مجھ کو اپنے فہم یا تحقیق پر وثوق تو کبھی نہیں ہوا مگر اس کے ساتھ ہی اپنے ساتھ اتنی بدگمانی بھی نہ تھی کہ از خود اپنی زلالت و اغلاط کی تفتیش کا اہتمام کرتا البتہ اتفاقاً کسی نہ کسی غلطی کی اطلاع دی بحمد اللہ فوراً رجوع کر لیا اور کسی نہ کسی موقعہ پر اس کو شائع کر دیا۔ چنانچہ میری تحریرات سے یہ بات ظاہر ہے بخصوص امداد الفتاویٰ کے بعض حصص کے آخیر میں ایک طویل فہرست بھی اس کے ملحق ہے یہ ایک دور ہے پھر جب ان تنبیہات کی تعداد متعددہ ہوگئی تو مصلحت معلوم ہوئی کہ اس کا مستقل سلسلہ جاری رکھا جائے چنانچہ ترجیح الراجع کی یہی حقیقت ہے جس کا اس سنہ میں حصہ رابع جمع ہو رہا ہے اور یہ دوسرا دور ہے پھر خیال ہوا کہ کیا یہ ضروری ہے کہ ہر لغزش پر کوئی نہ کوئی فتنہ بھی کر دیا جائے تو اس صورت میں بہت زلالت اصلاح سے رہ جائیں گے۔ اس لیے اس کا یہ اہتمام کیا گیا کہ اہل علم میں سے ایسے متدین معتمد علماً و عملاً حضرات کو جو نہ میری رعایت کریں اور نہ خواہ مخواہ کا عناد کریں۔ اپنی تمام مولفات پر نظر ثانی کرنے کے لیے منتخب کر کے ان کو یہ کام سپرد کر دیا گیا کہ ایسے مواقع پر پوری تحقیق اور

آزادی سے کام لے کر ایسے زلالت کی تصحیح فرمادیں چنانچہ نہایت خوبی سے یہ کام ہو رہا ہے اور حقیقت اس کی کتاب یہی ہے اور یہ تیسرا دور ہے۔ میری وصیت یہ ہے کہ اگر میرے سامنے یہ کام مکمل نہ ہو تو میرے بعد بھی اس کو جاری رکھیں اور دعا کیے کہ اللہ تعالیٰ اس کی تکمیل و اشاعت کو سہل فرمادیں۔ آمین۔

بحرمۃ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ اجمعین

تنقید متعلق مولفات خود

یوں تو اپنے جمیع مولفات کے متعلق احتیاطاً مشورہ دیتا ہوں کہ دوسرے محققین علماء سے ان کی تنقید کرا کر عمل کریں مگر بعض مولفات کی نسبت خصوصیت سے تنبیہات کرتا ہوں۔

۱۔ انوار الوجود کو عام لوگ نہ دیکھیں اور خواص بھی ان کو صرف ذوقیات و لطائف کے درجہ سے آگے نہ بڑھیں۔

۲۔ نیل الشفا کے متعلق النور ۹ جلد ۳ میں ایک تنبیہ شائع ہوئی ہے اس کے خلاف نہ کریں

۳۔ فیصلہ ہفت مسئلہ کے متعلق تنبیہات وصیت کی تنبیہ دہم واجب العمل ہے۔

۴۔ بہشتی زیور و گوہر، امداد الفتاویٰ مع تتمات اور حوادث کے ساتھ ترجیح الراجح کا مطالعہ ضرور فرمادیں۔ اس میں بہت سے مقامات کی اصلاح مع مکمل دلائل ہے بہشتی زیور و گوہر کی طبع میں مولوی شبیر علی نے ان ضروری اصلاحات کو لیا بھی ہے۔

۵۔ جمال القرآن میں متعدد جگہ تسامحات ہو گئے ہیں۔ اب اصلاح کے بعد مولوی شبیر علی اس کو مکرر شائع کرنے والے ہیں اس کو مکمل سمجھیں۔

۶۔ تصحیح الاخوان کے بعض مضامین میں بعض علماء نے بعض عبارات اغلال یا

ابہام کے سبب اختلاف کیا ہے کسی محقق سے سبقاً سبقاً پڑھ لیں اور اختلاف میں جو حق ثابت ہو اس کی اتباع کریں۔

۷۔ مسائل اہل الخلہ میں میری آخری تحریر کو قول فیصل نہ سمجھیں مستقل تحقیق کرلیں

آخر میں دعا ہے کہ حق تعالیٰ میری خطا معاف فرمادیں اور میری تقریرات وتحریرات کو اضلال کا سبب نہ بنائیں۔

سوانح حیات کے متعلق وصیّت

چونکہ محبت میں اکثر مدائح غیر واقعہ مشہور کردیئے جاتے ہیں۔ اس لیے میں اپنی سوانح کا لکھا پسند نہیں کرتا اگر کسی کو بہت ہی بے تابی کا شوق ہو اور دوسرے اہل تدین وتحقیق بھی اجازت دیں تو روایت احتیاطِ شدید کو واجب سمجھنا چاہیے ورنہ میں بری ہوتا ہوں۔

خطوط کے متعلق وصیّت

میرے بعد میرے نام خطوط خواہ لفافے ہوں یا کارڈ، جوابی ہوں یا غیر جوابی اسی طرح منی آرڈر بھی وصول نہ کیے جائیں بلکہ ان پر کیفیت لکھ کر واپس کردیئے جاویں۔ اگر کوئی منی آرڈر کوپن سے مدرسہ کا معلوم ہو تو ڈاک والے اگر وعدہ کریں کہ مرسل کا خط دیکھ کر ہم دے دیں گے تب جس قدر قانوناً گنجائش ہو ڈاکخانہ میں امانت رکھا کر مرسل کے پاس خط بھیج کر دریافت کرلیا جاوے اور اس خط کا محصول میرے اس ربع سے دیا جاوے جو ترکہ میں اس غرض کیلئے مخصوص کیا گیا ہے۔ پھر وہ خط اہل ڈاک کو دکھا کر منی آرڈر وصول کرلیا جاوے اور اگر اس طرح وصول کرنا خلافِ قانون ڈاک خانے کے ہو تو ابتدا ہی سے واپس کر دیا جائے۔

اجازت یافتگان کے متعلق وصیّت

میں نے مختلف اوقات میں جن صاحبوں کو بیعت لینے اور تعلیم و تلقین کی اجازت دی ہے ان میں سے بعض حضرات اگرچہ قلیل ہی ہیں مجھ سے خط و کتابت اس قدر کم رکھتے ہیں کہ وہ ان کے موجودہ حالات کے اندازہ کرنے کیلئے کافی نہیں اور اجازت کی حالت کار کہ ان کا حاصل حالاً درستی اور بنا پر مناسبت مآلاً توقع رسوخ ہے متغیر ہو جاتا ہے کچھ مستبعد نہیں۔ فان الحی لا تؤمن علیہ الفتنۃ بلکہ بہ احتمال بعد راسخ ہو جانے کے بھی محال نہیں ہے اگرچہ نادر بحکم معدوم ہے۔ کیونکہ رسوخ واقعی کا جس میں تغیر عادۃً محال ہے علم قطعی کس کو ہوسکتا ہے اور ظن کی خود حقیقت منجانب مخالف کے متحمل ہونے کو بتلا رہی ہے اس لئے احتیاطاً سب مجازین کے متعلق بالخصوص مکاتیب نہ رکھنے والوں کے بارہ میں عرض عام ہے کہ ان سے رجوع کرنے میں محض میری اجازت پر اعتماد نہ رکھیں۔ بلکہ جو علامات احقر نے تعلیم الدین میں صاحب کمال کی لکھی ہیں ان کو منطبق کر کے عمل کریں۔ میں اپنے بعد اس کا بار نہیں رکھنا چاہتا۔ چونکہ بعض کے حالات معلوم ہی نہیں ہوئے اور بعض کے حالات مشتبہ سننے میں آئے ہیں اس لئے احتیاطاً انتخاب کے بعد مجازین کی ایک مستقل فہرست تجویز کرتا ہوں۔ ان کے سوا اوروں کو فی الحال مجاز نہ سمجھا جاوے البتہ اگر کسی کا حال قابل اطمینان ثابت ہوگا ان کا نام از سر نو درج کیا جاوے گا بقیہ اوروں کو مجاز نہ سمجھنا۔ ان کی صلاحیت کی نفی نہیں میرے علم صلاحیت کی نفی ہے یعنی ان کے قابل اجازت ہونے کی مجھ کو تحقیق نہیں۔

وصیّت متعلق معاش اہل علم

چونکہ ظاہر بینوں کو اہل علم پر شبہ دین فروشی کا ہو جاتا ہے اس لئے مدت سے خیال تھا کہ اہل علم کو حلال صنعتیں و حرفتیں بھی سیکھ لینا چاہئیں تاکہ اگر توکل کے

ساتھ دین کی خدمت نہ کر سکیں تو ان ذرائع سے اکتساب معاش کر کے اپنی اور دین کی آبرو محفوظ رکھ سکیں۔

ذیل میں ایک فہرست ان ذرائع کی مع ان ماہرین کے نام ونشان کے دی جاتی ہے جنہوں نے خلوص کے ساتھ ان کی تعلیم کر دینے کا صراحتہً یا دلالتہً وعدہ فرمایا ہے۔

(۱) مدرسی مدارس اسلامیہ۔
۲۔ زراعت حاجی عزیز الرحمٰن صاحب اینچولی ضلع میرٹھ۔
۳۔ طب حکیم مولوی مصطفٰے صاحب محلہ کرم علی کوٹلہ میرٹھ۔
۴۔ بیگ سازی، چمڑا سازی مینیجر کارخانہ ٹینری مولوی عبد الحلیم صاحب۔
۵۔ گھڑی سازی حافظ عبد الرزاق نصیر واچ صدر بازار میرٹھ۔
۶۔ کتابت وچھپائی۔ منشی محبوب علی صاحب، مطبع نامی پریس میرٹھ۔
۷۔ تجارت کتب محمد عثمان خاں تاجر کتب دریبہ کلاں دلی۔
۸۔ صابون سازی۔ میر معصوم علی، ناروے سوپ کمپنی خیر نگر دروازہ میرٹھ۔
۹۔ حدادی۔
۱۰۔ بخاری مستری محمد صدیق صاحب کیرانہ ضلع مظفر نگر۔
۱۱۔ خیاطی، سلیمان پوسٹ مین گڈھی پختہ ضلع مظفر نگر۔
۱۲۔ جلد بندی۔
۱۳۔ بٹن سازی۔
۱۴۔ اسکول ہائے سرکاری ملازمت بذریعہ امتحان مولوی، فاضل وغیرہ۔

از سیرت اشرف
مصنفہ عبد الرحمٰن خاں ملتان۔

حضرت مولانا عبید اللہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ کا وصیت نامہ

جن لوگوں نے میرا زمانہ پایا ہو میں اپنے آپ کو اور ان کو وصیت کرتا ہوں کہ تقویٰ کو اپنا شعار بنائیں۔ کتاب اللہ میں تدبر، سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے اعتصام پہلے دو خلفاء راشدین کے طریقہ کو مشعلِ راہ بنائیں۔ افراط و تفریط سے مجتنب رہیں اور میں امید کرتا ہوں کہ مجھے بھی اور میرے معزز اساتذہ کو بھی اپنی دعاؤں میں یاد فرمائیں۔

عبید اللہ بن اسلام بنام مولانا احمد علی صاحبؒ۔

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ کی وصیت

صاحبزادوں کے نام۔

کیمیاگری کے چکر میں نہ پڑنا

ہمزاد جنوں کو قابو کرنا، عملیات کرنا ٹھیک نہیں۔

صرف ذکرِ الٰہی میں مداومت کرنا۔

کبھی کسی کی ضمانت نہ کرنا۔

حضرت امیر شریعت

سیّد عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی وصایا

میں ان علمائے حق کا پرچم لئے پھرتا ہوں جو ۱۸۵۷ء میں فرنگیوں (انگریزوں) کی تیغ بے نیام کا شکار ہوئے تھے۔ رب ذوالجلال کی قسم! مجھے اس کی کچھ پرواہ نہیں کہ لوگ میرے بارے میں کیا سوچتے ہیں۔ لوگوں نے پہلے ہی کب کسی سرفروش کے بارے میں راست بازی سے سوچا ہے۔ وہ شروع ہی سے تماشا دیکھنے کے عادی ہیں۔ میں اس سرزمین میں مجدد الف ثانیؒ کا سپاہی ہوں اور شاہ ولی اللہؒ اور ان کے خاندان کا متبع ہوں۔ سید احمد شہیدؒ کی عزت کا نام لیوا اور شاہ اسمٰعیل شہیدؒ کی جرأت کا پانی دیوا ہوں۔ میں ان پانچ مقدمہ ہائے سازش کے پابہ زنجیر صلحائے امت کے لشکر کا خدمت گزار ہوں جنہیں حق کی پاداش میں عمر قید اور موت کی سزائیں دی گئیں۔ مولانا یحیٰی علیؒ مولانا عبدالرحیمؒ صادق پوری۔ قاضی میاں جانؒ۔ میاں عبدالغفارؒ۔ مولانا محمد جعفر تھانیسریؒ کو ۱۸۶۴ء میں سزائے موت کا حکم سنا کر صرف اس لیے عمر قید میں تبدیل کر دیا گیا کہ پھانسی کی شہادت کو عزیز جانتے تھے ہاں ہاں میں اُن ہی کی نشانی ہوں، اُن ہی کی صدائے بازگشت ہوں۔ میری رگوں میں خون نہیں آگ دوڑتی ہے میں علی الاعلان کہتا ہوں کہ میں قاسم نانوتویؒ کا علم لے کر نکلا ہوں۔ میں نے شیخ الہند مولانا محمود الحسنؒ کے نقش قدم پر چلنے کی قسم کھا رکھی ہے میں زندگی بھر اسی راہ پر چلتا رہا ہوں اور چلتا رہوں گا۔ میرا اس کے سوا کوئی موقف نہیں۔ میرا ایک ہی نصب العین ہے اور وہ برطانوی سامراج کی لاش کو کفنانا یا دفنانا ہے ہر شخص اپنا شجرۂ نسب رکھتا ہے۔ میرا بھی شجرۂ

نسب ہے۔ میں سر اونچا کر کے فخر کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ میں اس خاندان کا ایک فرد ہوں۔

حضرت مولانا سیّد محمد بدر عالم میرٹھی مہاجر مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی وصایا

میری وصیت سمجھنا چاہیے کہ جتنے میرے احباب ہیں وہ سب حسب اپنی طاقت کے ذکر الٰہی میں مشغول رہیں۔ اس میں ہرگز غفلت اور کوتاہی نہ کریں۔

ذکر کن ذکر تا ترا جان است ؛ پاکیِ دل ز ذکر رحمٰن است

واذکرو اللہ کثیرًا لعلکم تفلحون۔ اور اللہ کو بہت یاد کرو تا کہ تم مراد پاؤ۔

میرے جملہ احباب ہر سنت کا پورا پورا اہتمام رکھیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر ہر سنت اللہ کو محبوب ہے۔ میری جانب سے سنت پر عمل کرنے کی جتنی تاکید ہے اس سے بڑھ کر بدعت سے اجتناب اور نفرت رکھنے کی تاکید ہے۔ کیوں کہ بدعت سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ صرف نفرت ہے بلکہ ایذاء اور تکلیف بھی ہوتی ہے۔ بدعت ایک مہلک اور متعدی مرض ہے۔ اس کے مریضوں سے متعدی امراض کی طرح دور دور رہنا چاہیے۔ یعنی بدعت کی محفلوں میں شرکت نہ کرنی چاہیے۔ اہل بدعت سے اختلاط بھی نہ رکھنا چاہیے

میری وصیت ہے کہ کسی مسلمان کو کسی وجہ سے حقیر و ذلیل نہ سمجھیں۔ اپنے مسلمان بھائی کے ساتھ حسن ظن رکھے۔ اس کے پیچھے اس کی تعریف میں زیادہ مبالغہ بھی نہ کرے۔ میرے بعد میری تعریف میں مبالغہ نہ کریں۔ بلکہ اخلاص اور تضرع کے ساتھ میری مغفرت کی ہمیشہ دعا مانگا کریں۔ ایصال ثواب میں شرعی طریقہ کا لحاظ رکھنا لازم سمجھیں کسی دن کی تخصیص نہ کریں۔ اسی طرح اجتماع بھی لازم ہرگز نہ سمجھیں۔ میری خبر وفات پہنچنے پر پہلی بار اگر مخلص احباب

جمع ہو کر قرآن کریم ختم کریں تو کچھ تقسیم کیئے بغیر اس کا ثواب بخشدیں اور آئندہ کے لیے اسے ہرگز مقررہ رسم نہ بنائیں۔ اللہ تعالیٰ کا حق یہ ہے کہ اس کی ذات وصفات میں کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں۔ قرآن کریم کا حق یہ ہے کہ اس کے حکموں کو مانا جائے عمل کیا جائے۔ تلاوت کی جائے۔

علمائے غافلین، قرائے مداہنین متصوفہ جاہلین سے اجتناب رکھو۔

اہل وعیال سے نیک سلوک بقدرِ ضرورت اختلاط تاکہ اس کا حق ادا ہو۔ موانست تام ان سے نہ ہو اس صورت میں اللہ تعالیٰ سے اعراض کا اندیشہ ہے

اتباع سنت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مجموعی طرزِ زندگی میں عقائد، عبادات معاملات وعادات تمام میں ایک مرتبہ آپ کی پوری زندگی مبارک پر نظر ڈالیں یہ میری دعوت ہے۔

اسباب کے پیچھے اس طرح نہ پڑیں کہ دیکھنے والا ان کو بندگانِ خدا کے بجائے بندگانِ اسباب سمجھنے لگے۔ اسباب میں اللہ نے تاثیر رکھی ہے لیکن ملازم کی آقا پر، مریض کی طبیب پر، رعایا کی حاکم پر نظر جم جائے کہ مدارِ زندگی ان ہی پر ہے یہ سب اللہ ہی کی دی ہوئی تاثیریں ہیں اس کی رحمت سے یہ ملے ہیں۔ امراض کا ایک دوسرے کو لگ جانا یہ بھی اسباب پرستی کا نتیجہ ہے ورنہ شرعی مسئلہ تو یہی ہے کہ جس نے پہلے شخص کو مرض میں مبتلا کیا اسی نے دوسرے کو کیا۔ اگر گھر میں دوسروں کو بھی وہ مرض پیدا ہو جائے تو مسلمان کی توحید کا تقاضہ یہ ہے کہ وہ ہر چیز کو خدا کی مشیت وارادے سے منسوب کرے ہر عمل کے وقت نیت صرف لفظی نہ کرے بلکہ دھیان کر کے اللہ تعالیٰ کی رضا کا استحضار کرے چاہے وہ عمل مخلوق کیلئے ہو۔

ہر نعمت پر ہم شکر کی عادت ڈالیں خواہ وہ چھوٹی ہو یا بڑی کام کے شروع کرنے میں بسم اللہ اور پھر الحمد للہ کہتے رہنا یہ نیت اور شکر پر پہنچاتے ہیں۔ اس کی دی ہوئی نعمتوں کا صحیح استعمال اس کے محل پر حقیقی شکر ہے۔

میں مسلمانوں کو عامتہً اور اپنے احباب کو خاصتہً یہ تاکید کرتا ہوں کہ اپنے بچوں کی تربیت ایسے طریقے پر کریں کہ اسلامی عقائد و معاشرت کا رنگ شروع ہی سے پختہ ہوتا چلا جائے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جاہلیت عرب کی معاشرت کھڑے کھڑے کھانا پینا، پیشاب پھرنا، عریانی، پاکی ناپاکی، حرام حلال کی تمیز نہ ہونا۔ دائیں بائیں ہاتھ میں فرق نہ کرنا، مردار و مذبوح میں فرق نہ سمجھنا، شراب پینا، ناچنا گانا جانداروں کی تصاویر۔ ستر پوشی کی پرواہ نہ کرنا۔ کو مٹا کر اسلامی معاشرت قائم فرمائی۔ جدید جاہلیت ان سے زیادہ معاشرتی خرابیوں میں مبتلا ہے۔ اس سے بچیں اور دوسروں کو بچائیں اور حضور والے معاشرے کو زندہ کریں۔ دراصل اسلامی معاشرے ہی کا دوسرا نام اسوہ حسنہ اور اتباع سنت ہے اسلامی معاشرے کی تحقیر اور مذاق اڑانا جو دور اوّل میں کافروں اور منافقوں کا کام تھا۔ اب جاہلیت جدید کے اثر سے مسلمان اس میں مبتلا ہو رہے ہیں یہ عمل مسلمان کو کفر کی سرحد پر لا کر کھڑا کرتا ہے۔ اس پر بہت دھیان کی ضرورت ہے۔ عورتوں کی بے پردگی۔ مردے کی اور اس کے گھر والوں کی غلط رسوم جو کفار سے لی گئی ہیں۔ مالی ورثہ میں شریعت کے قائم کیئے ہوئے طریقے سے لاپرواہی۔ کفار کے تہواروں میں شرکت، جھوٹ بولنے قسم کھانے کی عادت اخوت اسلامی کے مسلمانوں کے باہمی حقوق سے لاپرواہی۔ ان سب کی طرف مسلمانوں کو توجہ کرنی چاہیے۔

عزیزوں کو مجھے اک راز کی ہے اب خبر کرنا
اگر محفوظ رہنا ہو تو طیبہ میں گذر کرنا
جہاں اب پھنسنے والا ہے فتن میں دین و ایمان سے
بہت مشکل ہے مومن کو کہیں باہر بسر کرنا
جو ناقدری میں گذری وہ تو گذری زندگی اپنی
جو باقی ہے اسی کی قدر تم اب عمر بھر کرنا

دعائیں مانگنا اس کی کہ اب جو عمر باقی ہے
خدا تم کو عطا کر دے مدینہ میں بسر کرنا

بھروسہ بھول کر بھی تم نہ کرنا اپنی دولت پر
نہیں آساں کسی کو اس کٹھن منزل کا سر کرنا

بلالیں جس کو مرضی ہو، نکالیں جس کو جی چاہے
انہیں کے دست قدرت میں ہے سب زیر و زبر کرنا

ہمیشہ عجز و زاری سے ہمیشہ آہ و نالہ سے
فقط ایک اس کی رحمت پر جما کر تم نظر کرنا

امیدیں اس سے رکھنا جس کی رحمت ہے جہانوں پر
اسی سے مانگنا اور بس اسی پر تم نظر کرنا

یہ مرکز ہے مہاجر ہے مسلمانوں کا اول سے
پہنچ جاؤ مقدر سے تو غفلت سے حذر کرنا

تجارت کے ارادے سے نہ آنا اس طرف ہرگز
قناعت سے یہاں رہنا شرافت سے گذر کرنا

حرم میں خوب جا جا کر مزے لینا عبادت کے
اسی میں آکے پڑ رہنا وہیں شام و سحر کرنا

کسی پر نکتہ چینی سے ہمیشہ محترز رہنا
کہیں باہر نکلنا ہو تو بس نیچی نظر کرنا

بہت عزت ہے ان کو اس حرم کے بسنے والوں پر
اگر منظور ہو بسنا تو ڈر ڈر کے بسر کرنا

حماقت ہے کہ غیبت کر کے خود حبط عمل کر لو
نہ باہم تفرقے پھیلا کے پھر سب کو نڈر کرنا

ہمیں توفیق مل جائے کہ سب شیر و شکر بن کر
یہی سیکھیں عدو سے بھی ہے بہتر در گذر کرنا
یہ اخلاقِ نبوت ہیں یہی تعلیم ہے ان کی
بہت آسان ہے تم کو عمل چاہو اگر کرنا
تمہیں سنت سے الفت ہو تو چلنا اس طریقے پر
کوئی چاہے نہ چاہے تم عمل اس پر مگر کرنا
وصیت ہے یہی میری بس اپنے سب عزیزوں کو
مدینہ آ کے بس جانا یہیں آ کر گزر کرنا
یہی صورت ہے بخشش کی کہ توبہ ہر گھڑی کرنا
اگر ٹوٹے تو پھر کرنا مگر اس سے حذر کرنا
جو چاہو زندگی عزت کی اس کی ایک صورت ہے
خدا کو یاد کرنا پھر نہ اس میں کچھ کسر کرنا
جو شب میں آنکھ کھل جائے تمہاری اپنی قسمت سے
تو پھر تسبیح و استغفار کر کر کے سحر کرنا
تمہارا کام اک یہ ہو کہ سنت پر عمل کرنا
ہر اک بدعت سے تم ڈرنا حذر کرنا حذر کرنا
شریعت پر عمل کرنا یہی شیوہ ہے مومن کا
بہت معیوب ہے دیں میں اگر کرنا مگر کرنا
بہت بچنا تنعم اور تکبر کے طریقوں سے
بس اک مسکین بن کر زندگی اپنی بسر کرنا
اگر درپے ہو کوئی بھی کسی ایذا رسانی کے
تجاہل عارفانہ کر کے پھر بھی در گذر کرنا

اگر تم سے لڑے کوئی تو اس سے صلح کر لینا
اگر غصہ کرے کوئی تو تم نیچی نظر کرنا

بہت مکروہ شرعاً ہے نقل منسوخ دینوں کی
بہت مبغوض ہے دشمن کی صورت میں بسر کرنا

نہ رکھنا تم ذرا سا غم کسی کے کہنے سننے کا
عمل دیں پر کئے جانا نہ کچھ خوف و خطر کرنا

جو کرنا ہے وہی کرنا فقط نقلوں میں غیروں کی
خدا را شرع اسلامی کو مت زیر و زبر کرنا

ہمیشہ پالنا بچوں کو اسلامی طریقوں پر
کہ آساں ہو انہیں ان پر عمل کرنا بسر کرنا

نمازیں ان کو پانچوں وقت پڑھوانا مساجد میں
پھر اسلامی عقائد سے بھی ان کو باخبر کرنا

بچانا ہر قدم پر ان کو کافر کے تشبہ سے
نہ کرنا نذر آتش ان کو تم اس سے عذر کرنا

بہت وسعت ملی ہے ہم کو دیں میں عیش و عشرت کی
اسی حد میں بسر کرنا یہی چاہو اگر کرنا

جو ہو بے دین تم صحبت سے اس کی بھاگتے رہنا
کسی مسلم پر ذلت کی نہ تم ہرگز نظر کرنا

اگر ہو تم کو ملنا ہی تو ملنا ہوشیاری سے
کسی پر جلد بازی سے نہ حکم خیر و شر کرنا

ہمیشہ تم الگ رہنا بس اب جھگڑوں کی باتوں سے
اگر بچنا ہو طوفاں سے تو ساحل پر بسر کرنا

سمندر میں ہے طوفاں زور پر سن لو سفر والو!
نہ لنگر توڑنا کشتی کا جس پر ہو سفر کرنا
نہیں میں منع کرتا تم کو ہرگز زیب وزینت سے
حدود شرع میں رہنا تجاوز سے حذر کرنا
فقط تعلیم دے دیکر بس اونچی ڈگریاں لینا
تغافل ہی تغافل ہے ہمارا سر بسر کرنا
گذر کرنا بڑے انصاف سے اپنے پرایوں میں
ہمیشہ بات سچ کہنا نہ طمع سیم وزر کرنا
بہت شدت سے رہنا کافروں میں مثل دشمن کے
مقابل ہو اگر ان کے تو پھر سینہ سپر کرنا
کھٹکتے ان سے رہنا جو تمہارے دین کے دشمن ہوں
جو دشمن پر مناسب ہے وہی ان پر نظر کرنا
پس پردہ جو درپے ہے تمہیں برباد کرنے کے
وہ تم سے مکر کرتے ہیں مت ان سے درگذر کرنا
ترقی ہم نے سمجھی ہے سمجھنا دوست دشمن کو
تم اس پر کچھ نظر کرنا خدارا پھر نظر کرنا
کوئی مرد خدا اہل تصرف کاش پیدا ہو
کہیں تم نے سنا ہے حرف باتوں کا اثر کرنا
میرا تو کام سمجھانا ہے مانو یا نہ مانو تم!
تمہارا نفع ہو گا تم ہی چاہو گے اگر کرنا
جو گذرو روضۂ انور پہ تم اپنے مقدر سے
پس مردن مجھے بھی یاد کر کے بہرہ ور کرنا

بہت مذموم ہے شرعاً مچانا شور میت پر
ہے لازم صبر کر کے بس خموشی سے بسر کرنا
گریباں چاک کرنا اور دھاڑیں مار کر رونا
کبھی حرکت نہ تم ہرگز مثالِ نوحہ گر کرنا
اجازت ہے تمہیں اس کی کہ دل میں غم زدہ رہنا
اور اس کی بھی اگر چاہو تو اپنی چشم تر کرنا
یہ اسلامی شریعت ہے کہ چپ رہنا مصائب پر
یہ رسمِ جاہلیت ہے کہ بین و شور و شر کرنا
جہاں سب مِلک اس کی ہے تو پھر یہ ناصبوری کیوں
اسی کے دستِ قدرت میں ہے سب کچھ خیر و شر کرنا
گذرنا ابنِ آدم کا نہیں ہے بات حیرت کی
ہے سنت حضرتِ آدم کی دنیا سے سفر کرنا
شفیع المذنبینؐ کے سامنے سے مجھ کو لے جانا
بقیعِ پاک میں میرے لئے تیار گھر کرنا
ٹھہرنا قبر پر کچھ دیر یہ بھی ایک سنّت ہے
کلام اللہ پڑھ کر پھر عنایت کی نظر کرنا
یہی درخواست ہے میری کہ مجھ کو عفو کر دینا
بہت کافی ہے مجھ کو بس یہ اتنی سی نظر کرنا
اگر تم عفو کر دو کاش مجھ کو میرے جیتے جی
کرم ہو گا مجھے بھی اس کرم سے باخبر کرنا
دعا یہ ہے خدا تم کو نوازے دین و دنیا میں
تمہاری قدر میں نے کچھ نہ کی تم درگذر کرنا

میری حالت ابھی کچھ ہے تو تھوڑی دیر میں کچھ ہے
بہت دشوار ہے مجھ کو تمہیں جلدی خبر کرنا
وہ سب کچھ کہدیا میں نے جو مجھ کو تم سے کہنا تھا
نہ کہنا مجھ سے پھر لازم تھا ہم کو بھی خبر کرنا
ضرورت ہے جہاں کو اب اسی مہدی کے آمد کی
جنہیں آسان ہوگا پھر جہاں کو آ کے سر کرنا
بلا کر میرے بچوں کو لیا لے اب مدینہ میں
خدایا سہل ہے تجھ کو ادھر کرنا اُدھر کرنا
بہت حالت ہے خستہ ملتِ مرحوم کی اب تو
مرے مولا کرم کرنا مرے مولا نظر کرنا

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ کی وصایا

حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے یعنی جو شخص وصیت کر کے مرے وہ سیدھے راستے اور سنت پر مرا، اور تقویٰ اور شہادت پر اس کی موت ہوئی اور گناہوں کی بخشش کے ساتھ مرا۔

- آج شعبان ۱۳۹۲ھ بیسویں تاریخ اور جنوری ۱۹۷۳ء کی ۱۷ تاریخ ہے۔

بحساب قمری اسلامی احقر کی عمر کی اٹھتر منزلیں ختم ہو کر اناسی واں سال شروع ہو رہا ہے۔ جب اس طرف دھیان گیا کہ رب العزت نے کتنی بڑی مہلت فرصت اس ناکارہ گنہگار کو اپنی اصلاح اور تلافی مافات کیلئے عطا فرمائی۔ اٹھتر سال کے نوسو چھتیس مہینے اور ان کے تقریباً ساڑھے ستائیس ہزار لیل ونہار ملے جن میں اللہ تعالیٰ کی بیشمار غیر محدود نعمتیں بارش سے زیادہ برستی رہیں اس طویل مہلت اور اس میں اللہ تعالیٰ جل شانہ کی نعمتوں کا شکر کیا ادا کیا اور آخرت کے لیے کتنا سامان کیا تو حیرت وحسرت کے سمندر میں ڈوب جاتا ہوں کہ زاد آخرت صفر اور گناہوں کے انبار نظر آتے ہیں اور ان لاملجا من اللہ الا الیہ اور اس کے فضل وکرم کے سوا کوئی سہارا نظر نہیں آتا وہی رحیم الرحمٰن ہیں کہ سیّات کو بھی حسنات سے بدل دیتے ہیں اُسی کے لطف وکرم سے مغفرت کی امید بندھتی ہے۔ یارب عاملنی بما انت اھلہ ولا تعاملنی بما انا اھلہ

۱۔ میں اپنی اولاد، اہل وعیال، احباب واصحاب اور تمام مسلمانوں کو وصیت کرتا ہوں کہ اس زندگی کا ایک ایک لمحہ وہ گوہر نایاب ہے جس کی قیمت

ساری دنیا و مافیہا نہیں ہو سکتی۔ اس سے اللہ تعالیٰ کی رضا و جنت کی دائمی نعمتیں خریدی جا سکتی ہیں اللہ تعالیٰ کی اس بھاری نعمت کو اس کی نافرمانیوں میں صرف کرنے سے بچیں اور اس میں پوری کوشش صرف کریں۔ کسی نفسانی غرض اور دنیوی راحت و نفع کو اس پر غالب نہ ہونے دیں۔ عمر کی جو مہلت اللہ تعالیٰ نے دے رکھی ہے اس کے ایک ایک منٹ کی قدر کریں۔ گذشتہ کا کفارہ، توبہ و استغفار سے اور آئندہ کی اصلاح عزم مصمم سے کرتے رہیں۔ فضول اور لایعنی کلام (لی) کام اور مجلسوں سے کلی احتراز کریں

من نکردم شما حذر بکنید۔

عمر کے اوقات کو تول تول کر صحیح کاموں میں صرف کرنے کی کوشش کریں ہر کام سے پہلے سوچیں کہ جس طرف قدم یا قلم اٹھ رہا ہے وہ اللہ جل شانہ کی مرضی کے خلاف تو نہیں۔ خلاف نظر آئے تو سارے مصالح کو قربان کر کے پوری ہمت کے ساتھ اس سے بچنے کی کوشش کریں۔

۲۔ علم دین کی تحصیل کو عمر کا اہم مقصد بنائیں۔ میری اولاد میں جنہوں نے علم دین باقاعدہ حاصل کیا ہے وہ بھی اس کا مشغلہ کسی وقت نہ چھوڑیں اور ہمیشہ اپنے آپ کو طالب علم سمجھ کر جہاں کوئی صحیح علم حاصل کیا جا سکتا ہو اس کو نہ چھوڑیں اور جنہوں نے باقاعدہ علوم دینیہ کی تکمیل نہیں کی وہ بھی اپنے آپ کو اس مشغلہ سے یہ سمجھ کر فارغ نہ سمجھیں کہ علماء کی ذمہ داری ان پر نہیں ہے۔ بلکہ حضرت سیدی حکیم الامت قدس سرہ اور دوسرے اکابر علماء کی تصانیف کا مطالعہ ایک معمول بنا کر روزانہ کرتے رہیں بلکہ سب گھر والوں کو جمع کر کے سنایا کریں تاکہ سب پر اثر پڑے اور اپنا ماحول دینی ہو جائے ورنہ تجربہ یہ ہے کہ جب کسی کا ماحول (سوسائٹی) دینی نہ ہو تو اس کو دین پر قائم رہنا مشکل ہوتا ہے اور جس قدر دینی امور کا خود کو علم ہو وہ دوسروں تک پہنچانے کی کوشش کریں۔ خواہ خود عالم کامل نہ ہو۔

۳۔ ایسے علماء کی صحبت کو کیمیا اور غنیمت کبریٰ سمجھیں جو علمی تحقیق میں مشائخ ولی اللہ یا بالعنوان دیگر علمائے دیوبند کے مسلک پر ہوں اور صرف کتابی علم کے حامل نہ ہوں بلکہ تمام معاملات میں خدا ترسی اور خوفِ آخرت اور تعلق مع اللہ ان کی زندگی میں نمایاں ہو۔ اور بہتر یہ ہے کہ کسی ایسے بزرگ سے باقاعدہ بیعت ہو جائیں جو کسی متبع بزرگ کا خلیفہ مجاز ہو۔ خصوصاً سیّدی حکیم الامت تھانوی قدس سرہ کے خلفاء میں سے کسی بزرگ سے مناسبت ہو تو وہ زیادہ بہتر ہے۔

۴۔ بچوں کو جب تک قرآن کریم ناظرہ مکمل اور دین کی ضروری معلومات سے پوری طرح واقفیت نہ ہو جائے کسی دوسرے کام میں نہ لگائیں۔ بچوں کی تربیت میں اس کا خاص اہتمام کریں کہ ان کے اعمال و اخلاق شریعت کے مطابق ہوں۔ جھوٹ، فریب، بدمعاملگی سے بچنے کی پوری کوشش کریں اور فرائض و واجبات اور سنن کی ادائیگی میں کوتاہی نہ کریں۔

۵۔ ایسے لوگوں کی صحبت اور زیادہ میل جول سے کلی احتراز کریں۔ جو نماز روزہ حلال و حرام اور دینی معاشرت سے غافل ہوں اگر وہ رشتہ دار یا قدیم دوست ہیں تو صرف ادائیگی حقوق تک ان سے ملیں۔ دوستانہ تعلقات اور خصوصی صحبت صرف ایسے لوگوں کے ساتھ ہو جو دین میں تمہارے لیئے معین ثابت ہوں اگر ایسے لوگوں میں کسی کے ساتھ قلبی تعلق زیادہ ہے تو اس کو اپنے رنگ پر لانے کی پوری کوشش کریں۔ اسلام نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ سب مسلمانوں پر عاید کیا ہے اس میں ایک بڑی حکمت یہ بھی ہے کہ ہر انسان کا اپنا ماحول دینی ہو جائے اور دینی ماحول میں یہ صحبتیں رکاوٹ بننے کی بجائے معین و مددگار بنیں۔ بچوں کو بھی ابتدا ہی سے ایسی آزاد صحبتوں سے بچایا جائے۔

۶۔ اس زمانے میں سب سے بڑی افتاد جو شریف اور دینی گھرانوں کو بھی

اپنی لپیٹ میں لے چکی ہے عورتوں میں بے پردگی کے رجحانات، لڑکیوں میں جدید قسم کے نیم عریاں ملبوسات ہیں جن گھروں میں پردے کا نام باقی بھی ہے وہاں بھی وہ شدت واحتیاط باقی نہیں جو ان کے بڑوں میں تھی عزیزوں میں غیر محرم لڑکے لڑکیاں حدود شریعت کے پابند نہیں رہتے بے تکلف ایک دوسرے سے اختلاط رکھتے ہیں جو کسی طرح جائز نہیں اور اس کے نتائج پورے خاندان کیلئے نہایت خطرناک ہیں۔

۷۔ عورتوں میں غیر شرعی رجحانات بھی زیادہ تر ایسی آزاد عورتوں کے اختلاط سے بڑھتے جاتے ہیں جو شرعی پردہ اور عبادت و معاملات میں شرعی حدود کی پابند نہیں، ایسی عورتوں سے زیادہ اختلاط کو زہر قاتل سمجھیں۔ جن سے تعلقات رکھنا ہوں ان کو کوشش کر کے اپنی راہ اور اپنے دینی رنگ پر لائیں ورنہ یکسوئی اختیار کریں۔

۸۔ ایسی کتابیں دیکھنے سے مرد و عورت ہر شخص اجتناب کرے جن میں خلاف شرع امور کا بار بار تذکرہ ہو قلب و دماغ پر اس کا اثر ناگزیر ہے۔ عموماً ناول، افسانے اور ایسی تصانیف جو اسطرح کی چیزوں سے لبریز ہوں ان کا داخلہ گھروں میں ممنوع ہونا چاہیے دینی کتابوں میں صرف محقق اور باخدا علماء کی تصانیف کا مطالعہ کیا جائے جن کے علم صحیح اور دیانت و تقویٰ پر مکمل اعتماد ہو جب تک مصنف پر اتنا اعتماد نہ ہو اس کی کتاب نہ دیکھی جائے البتہ صرف اہل علم ہر کتاب دیکھ سکتے ہیں وہ بھی بقدر ضرورت کیوں کہ اہل فساد و الحاد کی تصانیف بھی انسان پر ان کی بری صحبت کیطرح غیر شعوری طور پر اثر انداز ہوتی ہیں اس لیے بلا ضرورت شرعیہ ان سے اجتناب کرنا چاہیے۔

۹۔ اپنے سب محبین و متعلقین، اصاغر و اکابر سے عاجزانہ درخواست ہے کہ میری باقی زندگی میں بھی اور میرے بعد بھی جس وقت نا کارہ کا خیال آجائے

میرے لیئے دُعائے مغفرت فرمادیں۔

۱۰۔ اپنے اقارب اور خاص احباب سے درخواست ہے کہ روزانہ اگر ہوسکے سورہ یٰسین شریف ایک مرتبہ ورنہ تین مرتبہ سورہ اخلاص قُلْ هُوَ اللّٰهُ پڑھ کر ایصالِ ثواب کر دیا کریں جس سے انشاءاللہ تعالیٰ وہ خود بھی اجرِ عظیم کے مستحق ہوں گے۔

باقی مالی صدقات کا ایصالِ ثواب، طعام ولباس و دیگر ضروریات فقراء میں جس قدر ہمت ہو اِخفاء کے ساتھ خالصًا لوجہ اللہ کر دیا کریں۔ نام ونمود اور رسمی دعوتوں سے ہمیشہ احتراز کریں کہ اس کا نہ میت کو کوئی فائدہ پہنچتا ہے نہ خرچ کرنے والے کو۔

۱۱۔ میرے متعلقین اس بات کا خاص طور پر خیال رکھیں کہ اپنے ہر کام میں اتباعِ سنت کو مضبوطی سے پکڑیں۔ بدعات، رسوم جاہلیت سے کلی اجتناب کریں۔ آخرت کی فکر دنیا کی فکروں پر غالب رکھنے کی کوشش سے کبھی غافل نہ ہوں۔ متبع سنت، علماء بزرگوں سے تعلق، ان کی صحبت وخدمت کو سرمایہ سعادت سمجھیں۔ جن علماء مشائخ سے عقیدت ومناسبت ہو ان سے استفادہ کریں اور جن سے مناسبت نہ ہو ان کے بارے میں بدگمانی و بدزبانی کو زہرِ قاتل سمجھیں۔ خصوصًا وہ حضرات جو عبادات یا خدمتِ دین میں مشغول ہوں۔

۱۲۔ اس وقت ہمارا پورا معاشرہ جس تیزی کے ساتھ دین سے منحرف اور سنت سے بیگانہ ہوتا جارہا ہے اس کی نظیر پچھلے کسی دور میں نہیں ملتی معاشرہ اور ماحول کی خرابی کا یہ لازمی اثر ہے کہ کوئی شخص اگر اپنی طبیعت سے عمل صالح اور سنت پر قائم رہنا بھی چاہے تو گردوپیش کے عوامل اور احباب واخوان اسے سیدھے راستے پر نہیں رہنے دیتے اس لیئے اسلامی تعلقات میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو بنیادی اصول کی حیثیت

دی گئی ہے۔ خصوصاً اپنے ماحول کے لوگوں کی اصلاح کی فکر کا فریضہ ہر انسان پر اہمیت کے ساتھ عائد کیا گیا ہے۔ وَاَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْاَقْرَبِينَ اور قُوْا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا وغیرہ اشارات میں اس کی تلقین کی گئی۔

اس زمانے میں مغربی دہریت اور اباحیت کا طوفان پوری دنیائے اسلام پر چھایا چلا جا رہا ہے۔ اپنے ایمان کی بھی اس وقت خیر نہیں جب تک اپنے ماحول اور معاشرے کو اصلاح پر پوری توجہ نہ دی جائے۔

بے پردگی، عریانی اور بے حیائی کے رجحانات نوجوان لڑکوں، لڑکیوں میں اس درجہ عام ہو چکے ہیں کہ کسی شریف، نیک لڑکے کو اس کے مناسب لڑکی اور نیک صالح لڑکی کیلئے اس کے مناسب لڑکا کا ملنا انتہائی دشوار ہو گیا ہے۔

بڑے بڑے دیندار گھرانے مجبور ہو کر رشتہ نکاح میں صرف مادی منافع کو دیکھنے لگے ہیں اور دینی واخلاقی اقدار کو نظر انداز کر دینے پر اپنے آپ کو مجبور پاتے ہیں۔

اس لئے میری آخری اور سب سے اہم وصیت اپنے عزیزوں کو خصوصاً اور عام مسلمانوں کو عموماً یہ ہے کہ اپنے ماحول کو دینی بنانے کی انتہائی فکر اور پورا اہتمام کریں بہت سے گھرانوں میں ماں باپ دیندار ہیں مگر اولاد کی راہ دوسری ہے۔ شوہر کا ایک طرز ہے بیوی اس سے متفق نہیں ہے بعض جگہ بیوی دیندار ہے شوہر اس سے مختلف ہے یہ بلا عام ہے اور اس کی وجہ سے پہلی نحوست تو عام حالات زندگی میں اختلاف رائے اور نفرت و بغض ہوتا ہے۔ جس کا اثر نسلوں میں چلتا ہے۔ دوسری مصیبت یہ ہوتی ہے کہ جو شخص دین اور سنت پر قائم رہنا چاہیے اس کی زندگی وبال ہو جاتی ہے اور قدم قدم پر اس کے لیے مشکلات حائل ہوتی ہیں اور اگر کسی طرح وہ سب مشکلوں کو عبور کر کے اپنا عمل درست بھی کر لے تو دوسروں پر اس کا کوئی اثر نہیں ہوتا بلکہ دشمنی اور بغاوت کے جذبات ابھرتے ہیں۔

اس معاملے میں اعزّا و احباب کو بہت تنگ کرنا بھی مناسب نہیں کہ وہ چل نہیں سکتا۔ میرے خیال میں اگر مندرجہ ذیل چیزوں کو اپنے خاندان کی ایسی خصوصیت بنالیا جائے کہ جو عزیز دوست اس سے منحرف ہو پورا خاندان اس سے منحرف ہو جائے مگر تشدّد کا طرز ہرگز اختیار نہ کیا جائے کہ وہ مضر ہی مضر ہے بلکہ فہمائش اور خیر خواہی اور ہمدردی کے ہیجے میں۔ اس کو اپنے ماحول میں لانے کی مسلسل کوشش کرتے رہیں تو امید ہے کہ وہ معاشرے کے بگاڑ کو کسی حد تک روک دے گا۔ وہ امور یہ ہیں۔

الف۔ خود اور اپنی اولاد و احباب کو نماز باجماعت کا پابند بنائیں عورتیں اول وقت گھروں میں نماز ادا کرنے کی عادی بنیں۔ اذان ہوتے ہی سب کام موقوف کرکے نماز میں مشغول ہوں۔ خانگی نظام الاوقات میں پہلے سے اس کا خیال رکھا جائے۔

ب۔ صبح کی نماز کے بعد جب تک ہر بچہ اور بڑا مرد اور عورت کچھ تلاوت قرآن نہ کرلے کسی کام میں نہ لگے۔

ج۔ بے پردگی اور عریانی کو اپنے معاشرے میں کسی حال میں برداشت نہ کیا جائے۔ رشتہ منگنی کرتے وقت ان چیزوں کی پوری دیکھ بھال کی جائے۔

د۔ فیشن پرستی اور مغربی طرزِ زندگی کو ایک لعنت اور رسمِ قاتل سمجھ کر پورے معاشرے کو سادہ زندگی اور بے تکلف ملاقاتوں کا عادی بنایا جائے۔

ہ۔ شریعت کے کھلے محرمات، سود، شراب، ناچنے گانے کی محفلوں سے خود اپنے آپ کو اور اپنی اولاد کو ایسا بچایا جائے جیسے زہر سے بچایا جاتا ہے یہ چند امور ہیں جن کا ہر خاندان کے افراد کو آپس میں معاہدہ کرلینا چاہیے۔

اور ان کے خلاف ورزی کو جماعتی اور خاندانی عہد شکنی قرار دے کر نرم تدبیروں کے ساتھ اس کی اصلاح کی فکر کو لازم سمجھا جائے۔ بائیکاٹ اور قطع تعلق کے طریقوں سے قطعی اجتناب کیا جائے کہ اس کا نتیجہ تجربتاً اچھا نہیں ہوتا مگر کوشش

مسلسل جاری رکھی جائے۔

(واللّٰہ الموفق والمعین)

تلافی مافات

الحمد للّٰہ وکفیٰ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ اما بعد! احقر اس وقت اپنی عمر کا ستہتّرواں سال گزار رہا ہے اور یوں تو انسان کی پوری زندگی ہی اس کام کیلئے ہے کہ اسے سفرِ آخرت کی تیاری میں صرف کیا جائے۔ کیوں کہ اس سفر کیلئے جوانی یا بڑھاپے کی کوئی قید نہیں۔ کتنے بوڑھے ہیں جنہوں نے اپنے پوتوں، پڑپوتوں کو مٹی دی ہے اور کتنے جوان ہیں جو اپنی اولاد بھی نہیں دیکھ پائے لہٰذا واقعہ تو یہ ہے کہ زندگی کا کوئی لمحہ ایسا نہیں جس میں آخرت کی فکر سے غفلت برتی جاسکے۔ لیکن خاص طور سے بڑھاپے کی اس عمر کا سب سے بڑا مطالبہ انسان سے یہ ہے کہ اگر اس نے ماضی میں غفلت برتی ہے تو کم از کم اب مکمل طور سے سفرِ آخرت کی تیاری کی طرف متوجہ ہو جائے۔

سفرِ آخرت کی تیاری کے یوں تو بہت سے شعبے ہیں لیکن ان میں سب سے زیادہ سنگین معاملہ حقوق العباد کا ہے کیوں کہ وہ صاحبِ حق کی معافی کے بغیر معاف نہیں ہوتے۔

حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "جس کے ذمہ کسی (مسلمان یا انسان) بھائی کا کچھ ہو اس کی آبرو کے متعلق یا اور کسی قسم کا وہ اس سے آج معاف کرا لے ایسے وقت سے پہلے کہ نہ اس کے پاس دینار ہوگا نہ درہم"۔ مشکوٰۃ باب الظلم۔

اس لیئے میرے شیخ و مرشد اور مربی، سیدی و سندی حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے شوال ۱۳۴۴ھ کے ماہنامہ "النور" میں یعنی وفات سے تقریباً اٹھارہ سال پہلے ایک مضمون الحذر والنذر

کے نام سے چھپوایا تھا جس کا مقصد ہی یہ تھا کہ اپنے ذمہ جو حقوق العباد رہ گئے ہوں ان کا تصفیہ کیا جائے۔

عرصہ سے میرا بھی ارادہ تھا کہ اس قسم کا ایک مضمون تحریر کر کے اپنے اعزہ و احباب اور متعلقین میں شائع کروں لیکن گوناگوں مصروفیات میں یہ کام ٹلتا گیا۔ آج جب کہ دورۂ قلب کے حملہ کی وجہ سے میں تقریباً اٹھارہ روز سے ہسپتال میں زیر علاج ہوں اور اللہ تعالیٰ نے طبیعت کو رو بصحت کر کے اتنا افاقہ بخشا ہے کہ میں اپنا یہ مجوزہ مضمون لکھوا سکوں، میں چاہتا ہوں کہ اس فرض سے سبکدوش ہو جاؤں۔

حقوق العباد دو قسم کے ہوتے ہیں ایک مالی دوسرے غیر مالی جہاں تک مالی حقوق کا تعلق ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے میں نے کوشش ہمیشہ یہ کی ہے کہ اس قسم کے حقوق سے سبکدوش رہوں اور جن کی ادائیگی باقی ہے۔ ان کا بحمد اللہ انتظام کر رکھا ہے۔ البتہ یہ ممکن ہے کہ کچھ حقوق میرے ذہن میں نہ رہے ہوں۔ لہٰذا اگر کسی صاحب کا کوئی مالی حق میرے ذمہ رہ گیا ہو جسے میں بھول گیا ہوں تو براہ کرم وہ مجھے یاد دلادیں۔ اگر مجھے یاد آگیا تو انشاء اللہ اس کی ادائیگی کر دوں گا۔

رہے غیر مالی حقوق۔ مثلاً کسی کو ناحق کچھ کہہ لیا ہو کسی کی دل شکنی کی ہو خواہ روبرو یا پس پشت۔ اور خواہ ابتداءً ایسا کیا ہو یا انتقام میں جائز حقوق سے تجاوز ہو گیا ہو یا کسی کو ناحق بدنی ایذا پہنچائی ہو (اور اس قسم کے حقوق کا احتمال زیادہ ہے) ان سب اہل حقوق کی خدمت میں دست بستہ نہایت لجاجت سے درخواست ہے کہ ان حقوق کا خواہ مجھ سے معاوضہ لے لیں۔ بشرطیکہ مدعی کا صدق میرے دل کو لگ جائے۔ خواہ حسبۃً للہ معاف فرمادیں۔ میں دونوں حالتوں میں ان کا شکر گذار رہوں گا کہ مجھ کو آخرت کے محاسبہ سے بری فرمایا اور معافی کی صورت میں دعا کرتا رہوں گا کہ میرے ساتھ مزید احسان فرمایا۔

جن مسائل میں احقر کو دوسرے علمی، نظریاتی یا سیاسی اختلاف رہا ہے ان میں اپنے شیخ مربی، سیدی وسندی حکیم الامت حضرت تھانوی قدس اللہ سرہ کے مزاج کے مطابق احقر کا معمول یہ رہا ہے کہ میں نے اختلاف کو نظریہ، اصول اور مسلک کی حد تک محدود رکھنے کی کوشش کی ہے اور اشخاص و ذوات کو اس کا ہدف بنانے سے حتی الوسع پرہیز کیا ہے تاہم مسائل میں حدود کی رعایت آسان نہیں ہوتی اس لیے ممکن ہے کہ کوشش کے باوجود کہیں حدود سے تجاوز ہو گیا ہو اور میرا قلم یا زبان کسی کی ناحق دل شکنی کا سبب بنی ہو۔ اس لیے جن حضرات سے میرا علمی، نظریاتی یا سیاسی اختلاف رہا ہے ان سے بھی میری یہی درخواست ہے۔

حدیث میں کسی مسلمان بھائی کی معذرت قبول کر لینے اور اسے معاف کرنے کے بڑے فضائل آئے ہیں بلکہ ایک حدیث میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد بھی مروی ہے کہ جو شخص اپنے مسلمان بھائی سے معذرت کرے اور وہ اس کو قبول نہ کرے اس پر ایسا گناہ ہو گا جیسا ظلماً محصول وصول کرنے والے پر ہوتا ہے ابن ماجہ اور ایک دوسری حدیث میں ہے کہ جس شخص سے اس کا بھائی معذرت کرے اور وہ اس کو قبول نہ کرے وہ میرے پاس حوض کوثر پر نہ آنے پائے گا ترغیب و ترہیب منقول العذر و النذر۔

لہٰذا امید ہے کہ جن حضرات کے ایسے حقوق مجھ پر واجب ہیں وہ ان احادیث کے پیش نظر انشاء اللہ مجھے ضرور معاف کر دیں گے یہاں یہ بھی واضح رہے کہ کسی شخص کی غلطی معاف کرنے یا معذرت قبول کرنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس سے دوستانہ اور خصوصی تعلقات بھی ضرور رکھیں جائیں۔ کیوں کہ ایسا کرنا بعض اوقات مشکل اور بعض اوقات خلافِ مصلحت ہوتا ہے۔

لہٰذا معافی کی اس درخواست کا مطلب دوستی، بے تکلفی اور خصوصی مراسم کی درخواست نہیں صرف حقوق شرعیہ سے سبکدوش کرنے کی درخواست ہے

اور جس طرح میں دوسروں سے معافی کا طالب گار ہوں اسی طرح حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے بموجب اللہ تعالیٰ سے عفو درگذر کی امید کرتے ہوئے اپنے وہ تمام غیر مالی حقوق بلا استثناء سب معاف کرتا ہوں جو کسی دوسرے مسلمان پر ہوں اور میرے جو مالی حقوق دوسروں پر واجب ہیں ان کے بارے میں یہ گذارش ہے کہ جن حضرات کو ادائیگی پر قدرت نہ ہو وہ مجھ سے خاص طور پر گفتگو کرلیں۔ انشاء اللہ ان کیلئے کوئی آسان راستہ نکال دوں گا خواہ معافی خواہ تخفیف، خواہ مہلت، خواہ اور کچھ۔

آخیر میں اپنے تمام اعزّہ احباب اور متعلقین سے درخواست ہے کہ وہ احقر کو حتی الامکان دعاؤں میں یاد رکھیں۔

جزاھم اللہ تعالیٰ خیر الجزاء

احقر
بندہ محمد شفیع عفا اللہ عنہ
۱۴ر جمادی الاولیٰ ۱۳۹۲ھ

حضرت مولانا
محمد منظور نعمانی "مدیر الفرقان" لکھنؤ کی وصایا

آج ان سطروں کا لکھنے والا بھی یقیناً ایک دن مرنے والا ہے وہ دن وہ گھڑی بس اللہ ہی کو معلوم ہے جب بھی وہ وقت آئے گا تو اپنے بارے میں نہ کچھ لکھا جا سکے گا نہ کہا جا سکے گا شاید دوسرے ہی لوگ کچھ کہیں یا لکھیں گے جو

میرے حال سے پورے واقف بھی نہ ہوں گے اس لیئے میں نے مناسب سمجھا اس وفیات نمبر الفرقان ۱۹۷۷ء میں خود ہی اپنے بارہ میں کچھ لکھدوں۔

بل الانسانُ علی نفسہٖ بصیرۃ

قمری حساب سے میری عمر کا ۷۴ واں سال ہے اور شمسی حساب سے ۷۲ واں سال چل رہا ہے۔ اس لیئے بظاہر بہت وقت باقی نہیں ہے تاہم جو کچھ باقی ہے اللہ تعالیٰ اس میں توبہ انابت اور تلافی مافات کی توفیق عطا فرمائے

وصیّت

جیسا کہ عرض کیا گیا قمری حساب سے میری عمر کا ۷۴ واں سال چل رہا ہے۔ اللہ ہی جانتا ہے کہ زندگی کے کے دن باقی ہیں۔ حدیث شریف میں وصیت کرنے کا سنت تاکیدی حکم ہے اس عاجز نے اپنے خانگی اور مالی معاملات سے متعلق ایک یادداشت وصیت نامہ ہی کے طور سے گذشتہ رمضان المبارک میں شدید بیماری کی حالت میں جب کہ اسپتال میں داخل تھا لکھائی تھی لیکن وہ ناتمام اور نامکمل تھی اب اس پر نظرِ ثانی اور ممکن حد تک اس کی تکمیل کر کے گھر والوں کیلئے محفوظ کر دینے کا ارادہ ہے اللہ تعالیٰ اس کی توفیق عطا فرمائے

اس کے علاوہ کچھ باتیں عام دینی نصیحت اور خیر خواہی کی عرض کرنا بھی اپنا فرض سمجھ کر عمومی وصیت کے طور پر یہاں لکھتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ کے فرمان قُوْا اَنْفُسَکُمْ وَاَھْلِیْکُمْ نَاراً اور وانذر عشیرتک الاقربین۔ کی تعمیل کرتے ہوئے سب سے پہلے اپنے نفس اور اپنی ذات کو اس کے بعد اپنی اولاد اپنے عزیزوں، دوستوں اور درجہ بدرجہ سب اہل التعلق کو اور اس کے بعد ان سب اہل ایمان کو جن تک میری بات پہنچ سکے۔ میری وصیت ہے کہ قرآن مجید اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم و ہدایت کے مطابق خالص توحید پر مضبوطی کے ساتھ قائم رہیں اور اس یقین و دھیان کے

ساتھ شریعت کے مطابق زندگی گذارنے کی کوشش کریں کہ اللہ تعالیٰ حاضر و ناظر ہے ہمارا ظاہر و باطن ہر لمحہ اس کے سامنے ہے اور مرنے کے بعد اس کے سامنے پیش ہونا اور پوری زندگی کا حساب دینا ہے۔

اہتمام کے ساتھ شریعت کے عائد کیے ہوئے فرائض کو ادا کریں خصوصاً نماز باجماعت کی پابندی کا زیادہ سے زیادہ اہتمام کریں اگر نماز نہیں تو گویا ایمان نہیں جن چیزوں کو اللہ و رسول نے ناجائز و حرام قرار دیا اور منع فرمایا ہے ان سب سے خاص کر کبائر اور فواحش سے اپنے کو بچانے کی ہمیشہ کوشش کرتے رہیں۔

اگر اغوار شیطانی یا اپنے شریر نفس کے تقاضے سے گناہ ہو جائے تو سچے دل سے توبہ و استغفار کریں۔ اللہ تعالیٰ ضرور مغفرت فرما دے گا۔ اس کا ارشاد ہے ومن یعمل سوءًا اَوْ یَظلِم نَفسَہٗ ثُمَّ یستغفر اللہ یجد اللہَ غفورًا رّحیمًا۔ (ترجمہ) جو کوئی بندہ برا کام کرے اللہ کی نافرمانی کر کے اپنے نفس پر ظلم کرے پھر اللہ تعالیٰ سے معافی مانگے وہ اللہ تعالیٰ کو بہت بخشنے والا اور مہربان پائے گا۔

اگر خدا نہ خواستہ توبہ و استغفار کے بعد پھر گناہ ہو جائے اور بدبختی سے بار بار ہو جائے تب بھی اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہوں اگر ہزار بار گناہ کر کے بھی بندہ سچے دل سے توبہ کرے گا اور اللہ سے معافی مانگے گا تو وہ رحیم و کریم معاف فرما دے گا۔

کیں درگہ ما درگہ نومیدی نیست ۔ گر ہزار بار توبہ شکستی باز آ

عمر کا بڑا حصّہ غفلت اور گناہوں میں گزارنے کے بعد بھی اگر توبہ و استغفار اور اصلاح حال کی توفیق ملے تو کچھ نہیں گیا۔ اولیاء اللہ میں ہزاروں وہ ہیں جن کی زندگی کا بڑا حصّہ غفلت بلکہ فسق و فجور میں گزرا پھر جب ان کے اندر ایمانی احساس جاگا اور انہوں نے اپنے کو شیطان کے پنجہ سے نکال کر خدا کے راستے پر ڈال دیا

تو اللہ تعالیٰ نے ان کو مقام ولایت تک پہنچا دیا۔ ایسے لوگوں کیلئے پہلا قدم یہ ہے کہ وہ نماز باجماعت کی پابندی کرنے لگیں اور اللہ کے ایسے بندوں سے قریب ہوں جو اللہ کا خوف اور آخرت کی فکر رکھتے ہیں۔ انسان کی زندگی پر سب سے زیادہ اچھا یا برا اثر ڈالنے والی چیز صحبت ہے۔

صحبتِ صالح ترا صالح کند ۔ صحبتِ طالح ترا طالح کند

جن لوگوں نے بظاہر خدا سے بے تعلقی اور آخرت کی طرف سے بے فکری والی زندگی کو اپنالیا ہے اور اسی میں مست و مگن ہیں۔ بخدا وہ بدترین قسم کی خودکشی کر رہے ہیں۔ اگر وہ میرے قریبی عزیز بھی ہیں تو میں ان سے بری ہوں ان کو بہت ڈرنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ توبہ واصلاح کی توفیق سے بلکہ ایمان سے بھی نہ ان کو محروم نہ کردے۔ اس کو کسی کی پرواہ نہیں وہ غنی عن العالمین ہے اس کی بندگی اور فرمانبرداری خود ہماری ضرورت ہے۔

ابوطالب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شفیق اور محسن چچا تھے لیکن جب انہوں نے اپنے لیئے ایمان کو پسند نہیں کیا تو اللہ تعالیٰ نے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خواہش کے باوجود ان کیلئے ایمان کو پسند نہیں فرمایا اور یہ آیت نازل فرمائی۔ اِنَّکَ لَا تَھْدِیْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ یَھْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ۔

حقوق العباد

یہاں تک جو کچھ عرض کیا گیا اس کا تعلق حقوق اللہ سے تھا۔ حقوق العباد کا معاملہ اس حیثیت سے زیادہ اہم اور قابل فکر ہے کہ اس میں اگر تقصیر اور کوتاہی ہو جائے یعنی کسی بندہ کی ہم سے حق تلفی یا اس پر ظلم و زیادتی ہو جائے تو اس سے نجات کا اور سبکدوشی کا معاملہ اللہ تعالیٰ نے (جو رحیم و کریم ہے) اپنے ہاتھ میں نہیں رکھا بلکہ اس کی صورت صرف یہی ہے کہ یا تو اس مظلوم بندہ کو اسی دنیا میں اس ظلم و زیادتی کا بدلہ اور معاوضہ دے کر سبکدوشی حاصل کی جائے یا معاف کرا لیا

جائے اگر ان دونوں میں سے کوئی بات بھی نہ ہوسکی تو آخرت میں خدا نکردہ سخت عذاب بھگتنا ہوگا۔ صحیح بخاری شریف میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک ارشاد مروی ہے جس کا حاصل ترجمہ یہ ہے۔ (جس کسی نے کسی دوسرے بندہ پر ظلم و زیادتی کی ہو اس کی آبرو ریزی کی ہو یا اس کا کوئی حق مار لیا ہو اور دبالیا ہو تو اس کو چاہیے کہ اس زندگی ہی میں اُس سے معاملہ صاف کرلے قیامت کے اس دن کے آنے سے پہلے جب اس کے پاس ادا کرنے کے لیئے روپیہ پیسہ کچھ نہ ہوگا۔ اگر اس کے پاس اعمال صالح ہوں گے تو اس کے ظلم اور حق ماری کے بقدر اس مظلوم کو دلوا دیئے جائیں گے اور اگر وہ اعمال صالحہ سے بھی خالی ہاتھ ہوگا تو مظلوم بندہ کے گناہ اس پر لاد دیئے جائیں گے اور وہ جہنم میں سب کی سزا بھگتے گا) الغرض حقوق العباد کا معاملہ بہت زیادہ قابل فکر ہے لیکن زندگی اور معاشرت بگڑ جانے کی بنا پر فی زمانہ بہت سے دیندار عبادت گزار بھی حقوق العباد کے معاملے میں بہت کوتاہیاں کرتے ہیں۔ پہلے اپنے نفس اپنی اولاد اپنے عزیزوں، دوستوں اور اہل تعلق کو اور سب اہل ایمان کو اس بارہ میں خصوصیت سے وصیت اور تاکید کرتا ہوں اگر کسی بندہ کا کوئی مالی یا غیر مالی حق ہمارے ذمہ ہے تو اس کو ادا کرنے یا معافی حاصل کرنے کی کوشش نہ کرنا اپنے پر عظیم ظلم اور اپنے ساتھ شدید دشمنی ہے۔

اس عاجز سیاہ کار کا زندگی میں جن حضرات سے تعلق اور واسطہ رہا ہے ان میں سے بہت سوں کی میری کسی بات یا کسی عمل سے دلآزاری ہوئی ہوگی بہت سوں کی غیبت کی ہوگی۔ دل نے بہت سوں کے بارے میں بدگمانی کی ہوگی یا اس طرح کی کوئی اور کوتاہی ان کے بارے میں مجھ سے ہوئی ہوگی تو جن حضرات تک میری یہ گذارش پہنچ جائے۔ اپنی اس تحریر کے ذریعہ میں ان سب سے اللہ کیلئے معاف کردینے کی استدعا کرتا ہوں وہ اللہ کے واسطے معاف فرمادیں۔ مجھ پر ان کا یہ بہت بڑا احسان ہوگا اور وہ اجر عظیم کے مستحق ہوں گے اِنَّ اللّٰہَ

لَا یُضِیعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِیْنَ۔ اور اگر اس طرح کے حقوق کسی مسلمان بھائی پر بالفرض میرے ہوں تو میں نے اللہ سے اجر کی امید رکھتے ہوئے ان کو بالکل سبکدوش کر دیا۔

جہاں تک مجھے یاد ہے کسی عزیز یا دوست کا مجھ پر قرض یا کوئی اس طرح کا مالی حق باقی نہیں ہے اگر بالفرض کسی صاحب کا ہو تو وہ مجھے بتلادیں اور یاد دلادیں اگر اطمینان ہو گیا تو انشاء اللہ ضرور ادا کر دیا جائے گا اور میں ان کا ممنون ہوں گا اور جن حضرات کے ذمہ میرا کوئی مالی حق باقی ہے اگر ان کیلئے ادائیگی مشکل ہو تو مجھ سے گفتگو یا خط وکتابت کریں انشاء اللہ ان کے لیئے سہولت کی کوئی صورت نکل آئے گی۔

الفرقان اور کتب خانہ الفرقان کے سلسلہ کے حقوق

قریباً ۴۵ سال سے الفرقان جاری ہے اور اس کے ساتھ کسی نہ کسی پیمانے پر کتابوں کی فروخت کا سلسلہ بھی رہا ہے اور بہت مدت سے ان دونوں سلسلوں کے معاملات سے خود تعلق نہیں رکھتا۔ لین دین کے سارے معاملات دوسرے ہی کارکن کرتے رہے ہیں لیکن بلاشبہہ مالکانا حیثیت سے ذمہ داری میری رہی ہے قریباً نصف صدی کی اس طویل مدت میں یقیناً ہزاروں بندگان خدا الفرقان یا کتابوں کے خریدار رہے ہوں گے اگرچہ میں کارکنوں کا ہمیشہ تاکید کرتا رہا ہوں کہ کسی کا حق ہمارے ذمہ باقی نہ رہ جائے۔ لیکن غالب گمان یہی ہے کہ کم از کم نادانستہ یا غفلت ولاپرواہی سے بہت سے بندگانِ خدا کے ساتھ معاملہ میں کوتاہی یا ان کی حق تلفی ہوئی ہوگی اور ان کا کوئی حق رسالہ یا کتب خانہ کے سلسلے میں باقی رہ گیا ہوگا۔ اس لیے میں ایسے سب حضرات سے جن کا کوئی حق دفتر الفرقان یا کتب خانہ الفرقان کے ذمہ باقی رہ گیا ہو۔ گذارش کرتا ہوں

کہ وہ مجھے مطلع فرماکر اپنا حق وصول کرلیں۔ یہ ان کا مجھ پر احسان ہوگا۔ اور اگر شرافت و مروت کی وجہ سے اس میں ان کو تکلف ہو تو ارادہ کے ساتھ لوجہ اللہ معاف فرمادیں اور آخرت کے مواخذہ سے مجھے سبکدوش کردیں
میری ایک وصیت یا گذارش یہ ہے کہ میرے انتقال کے بعد میرے نجی خطوط شائع نہ کیئے جائیں۔ اگر کسی خط کی اشاعت میں کوئی خاص افادیت سمجھی جائے تو میرے بڑے لڑکے مولوی عتیق الرحمٰن کو خط دکھاکر اُن کی اجازت سے شائع کیا جائے۔

دعائے مغفرت کی التجا

عزیزوں، دوستوں اور سب مسلمان بھائیوں سے جن تک میری بات پہنچ سکے آخری گذارش اور التجا یہ ہے کہ دعائے مغفرت کا مجھے انتہائی درجہ میں حاجت مند سمجھ کر جب بھی توفیق ہو میرے لیئے مغفرت و رحمت کی دعا کریں گے۔

حدیث شریف میں ہے کہ جب کوئی بندہ اپنے کسی مسلمان بھائی کیلئے غائبانہ کوئی دعا کرتا ہے تو فرشتے آمین کہتے ہیں اور اسی کے ساتھ کہتے ہیں کہ "وَلَكَ مِثْلُ ذٰلِكَ"، یعنی تجھے بھی اللہ تعالیٰ وہ عطا فرمائے جو تو اپنے مومن بھائی کیلئے مانگ رہا ہے۔ والسّلام علیکم ورحمۃ اللہ

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ والسلام علی المرسلین

محمد منظور نعمانی عفا اللہ عنہ
۲۲ ؍ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۷ھ ۱۲ مئی ۱۹۷۷ء

خادم الفقرا افتخار فریدی کی وصایا

حضرت محمد رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ جو زندگی ملی ہے وہ تمام زمانوں اور حالتوں پر اثر انداز ہے۔ وصیت انسانی زندگی کے موڑوں کے واسطے سب سے زیادہ مفید بات ہے۔ اور انسانوں کو ہر قسم کے انتشار سے بچانے آخرت یاد دلانے کا ذریعہ ہے۔ اسی لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وصیت کے بغیر دو شب گزارنے کو بھی منع فرمایا ہے۔ اور سرہانے رکھ کر سونے کی تاکید فرمائی ہے۔

۱۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ وحدہٗ لاشریک کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں۔ جنہیں اللہ تعالیٰ نے ہدایت و دین حق دے کر مبعوث فرمایا تاکہ انہیں تمام ادیان پر فتح دے چاہے اس بات سے مشرکین کو دلی رنج ہی کیوں نہ ہو۔

۲۔ توحید کو لازم پکڑو۔ اس پر سب کا اجماع ہے۔

۳۔ شریعت ظاہری کی پابندی اور عملی شکل سلسلہ بہ سلسلہ تواتر کے ساتھ پانے والے اہل حق کی صحبت کے ذریعہ ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم والی زندگی مبارک کو حاصل کیا جا سکتا ہے۔ یعنی سلسلۂ اہل حق میں داخل ہونا۔

۴۔ اپنے تمام تعلق والوں کو وصیت کرتا ہوں۔ خدا کی عبادت کرنے والوں کے ساتھ مل کر خدا کی عبادت کیا کریں۔ حمد وثنا کرنے والوں کے ساتھ مل کر ان کی حمد وثنا کریں (ذکر اللہ) جن حضرات نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک زندگی سلسلہ بہ سلسلہ تواتر کے ساتھ صحابہ کرام تابعین، تبع تابعین،

ائمہ محدثین، مشائخ اہلِ حق سے حاصل کی ہو ان کی صحبت وخدمت سے دین آئے گا اور عمل پر پڑ سکو گے۔

میں اعلان کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت۔ اسلام کے حق ہونے سے راضی ہوں۔

۵۔ میں وصیت کرتا ہوں تمام عالم کے مسلمانوں کو خصوصاً ہند وپاک میں رہنے والے اتباع کریں۔ حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانی سرہندیؒ، حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ اور سید احمد شہید رائے بریلوی اور سلسلۂ دیوبند خصوصاً شیخین تبلیغ و دعوت مولانا شاہ محمد الیاسؒ، مولانا محمد یوسف کاندھلویؒ کے طریق کار اور دعوت دین کا۔

۶۔ خادم وصیت کرتا ہے۔ مدارس عربیہ میں علم دین حاصل کریں۔ خانقاہوں سے سلوک و تزکیۂ قلب ملے گا، تبلیغی جماعت میں وقت ۴ ماہ لگا کر کلمہ نماز علم و ذکر، اکرام و اخلاق، تصحیح نیت، مسلمانوں کو دین پر عمل کرانے کی خوشامد کی مشق کرنے کیلئے جماعتوں کے ساتھ جتنا گھر سے دور جا کر پھر سکیں پھریں۔

۷۔ تمام وصایا کی روح وجان اور تمام عالم کی بقاء حیات اور تمام انسانیت کے چین وسکون کیلئے مسجد، مدرسہ، خانقاہ اور جماعت کی تعلیم وتربیت سے جو نعمت علم وعمل، ایمان ویقین کی حاصل ہوا ہے اس کے اصل محل۔ یعنی امتِ دعوت میں اسلام کا پیغام پہنچانے کو مقصدِ زندگی بنائیں۔ جس کے لیئے تمام انبیاء علیہم السلام بھیجے گئے جس کیلئے انسان پیدا کیا گیا۔

ہر مسلمان اپنی اہلیت وصلاحیت کے بقدر ایمانی دعوت کے کام کا ذمہ دار ہے کم از کم اتنا تو ہر مسلم عورت، مرد، بچے، بوڑھے، جوان، تندرست وبیمار حتیٰ کہ کنواری دلہن بیاہی) پر بھی لازم ہے کہ جن غیر مسلم عورت ومرد سے اپنی اغراضِ دنیاوی کیلئے ملنا جلنا پڑتا ہے۔ ان کو اسلام پہنچانا ان کی

ذمہ داری ہے ورنہ ختم نبوت والا ایمان صرف قولی رہے گا اور کذابوں، دجالوں کے دعویٰ نبوت کا عذاب جھیلنا پڑے گا۔ دعوت ہی کے نہ ہونے کا ادبار کمیونزم ہے۔ جس کی کامیابی مذہب کا خاتمہ ہی ہے۔

دعوت کی نیت کے بغیر غیر مسلموں سے اختلاط جو وبائے عام کیطرح عالم اسلام پر چھایا ہوا ہے اس نے مسلمانوں کے قلوب کو اتنا سخت بنا دیا ہے کہ ہر خطے کے رہنے والے مسلمان اپنوں کی گردنیں کاٹ رہے ہیں۔ جس کے سبب حق تعالیٰ نے کہیں کفار کہیں یہود و نصاریٰ کہیں کمیونسٹ اقوام کو مسلمان آبادیوں پر (شامت اعمالِ ماصورت نادر گرفت) بہ شکل عذاب مسلط کر دیا ہے۔ دعوت کا کام ہی اس ملت کی فلاح کیلئے سب سے بڑا وظیفہ عمل ہے۔

۸۔ اس ملت کو دو طبقوں سے واسطہ پڑتا ہے۔ ایک بیرونی دوسرا اندرونی کفار، یہود و نصاریٰ، کمیونسٹ۔ ان کیلئے دعوت کی وصیت کرتا ہوں۔ دوسرا اندرونی معتزلی، قرامطی، قادیانی، روافض، بریلوی، چکڑالوی، منکرین حدیث و تصوف یہ سب باطل فرقے ہیں۔ ان میں شر کے سوا کوئی خیر نہیں ہے ان سے بچنے اور مسلمانوں کو بچانے کی وصیت کرتا ہوں۔

۹۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد گرامی وصیت فرمائی کہ عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کو جو پائے وہ میرا سلام پہنچائے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت کی تعمیل میں اپنے تعلق والوں کو وصیت کرتا ہوں کہ سلام پہنچانے میں سبقت کریں۔

۱۰۔ میرے بھائی قیصر فریدی، ہمشیرگان زہرہ فریدی، شاہ زمانی بیگم، ڈاکٹر خورشید جبین اور تمام رشتہ داروں۔ میرے سے تعلق رکھنے والے تمام دوست احباب خصوصاً میری اولاد محمد اسامہ کو وصیت کرتا ہوں کہ مندرجہ بالا وصایا کو اختیار کریں اور ان دس نمبروں کی وصایا پر عمل کرنا اور دوسروں کو پہنچانا بہت لازمی و ضروری ہے حتی الوسع قرآن پاک علم دین، عربی زبان کو حاصل کرنے اور

اپنی نسلوں کو اس کے حصول اور اس کی وصیت کرتے رہنے کی وصیت کریں، اللہ والوں کی صحبت کو ضروری جانیں (ٹ کی روشنی میں) اس کے بغیر عمل و اخلاص مشکل ہے۔

میرا تعلق بہت سے انسانوں سے رہا ہے جن کو مجھ سے تکلیف پہنچی ہو ان سے معافی اور تلافی کی کوشش کریں۔ معافی اللہ کو پسند ہے جن سے مجھے کوئی تکلیف پہنچی یا پہنچے میں معاف کرتا ہوں۔

میرے قول و فعل میں جو صاحب عمل و نقل میرے حوالے سے کرتے ہوں ان کو یہ پہنچا دو کہ میری وہی بات صحیح سمجھی جائے جو اہل حق مسلک اہل سنت علمائے دیوبند کے مطابق ہو گی۔ میں بے نوا انسان ہوں کچھ زر و مال نہیں رکھتا جو کچھ بھی میری ذاتی ملکیت میں ہے یا ہو اس میں سے بہ اجازت شریعت پلہ مال تمام مخلوق و انسانوں کی خیر خواہی یعنی تبلیغ و دعوت اور امت دعوت میں اسلام پہنچانے میں صرف ہو اس کو کر رہا ہوں اور آئندہ کیلئے اس کی تفصیل تحریر کر کے اس وصیت کی نقول انشاء اللہ سب تعلق والوں کو پہنچا دوں گا۔

وصیت کرتا ہوں کہ جہاں میری موت آئے وہاں کے عام گورغریباں (جو کسی شاہ راہ پر ہو اور کسی اللہ والے کی قبر کے نزدیک ہو تو اچھا ہے) دفن کیا جائے اگر مراد آباد میں مروں تو میرے والدین کی پائنتی تدفین کی جائے۔ تمنا، آرزو، دعائیں تو عمر بھر اپنے جد اعلیٰ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ والی دعا کی رہی ہے

اللھم ارزقنی شھادۃ فی سبیلک واجعل موتی ببلد رسولک

جو تعلق والے اس وقت موجود ہوں وہ دفن کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد پاک کے بموجب مردے کی قبر سے مناسبت قائم ہونے، منکر نکیر کے سوال و جواب ہونے تک بقدر اتنے وقت کے جتنے وقت میں اونٹ ذبح کیا جاتا ہے قبر کے پاس تشریف رکھیں۔ سورہ بقرہ، یٰس شریف یا جو قرآن میں سے یاد ہو ہلکی جہری آواز سے تلاوت کرتے رہیں اور سب دفن میں شریک ہونے والے

دعا کریں کہ یہ سیاہ کار اے خدا حاضر ہے تو اس پر بے استحقاق کے محتاج و معذور بوڑھے پر رحم و فضل کا معاملہ فرمادے۔

میری یہ وصیت پہنچائیں جہاں تک ہوسکے میرے مرنے پر دعائے مغفرت کریں۔ تلاوت کرکے ثواب پہنچائیں۔ غیر مسلموں میں اسلام پہنچانے میں کچھ خرچ کرکے جیسے تالیفِ قلوب۔ دعوتی لٹریچر تیار کرانا۔ دعوت کے کام کرنے والوں اور تبلیغ و دعوت کی تربیت پانے والے تبلیغی جماعت کے ساتھ سفروں میں نکل کر وقت لگاکر ایصال ثواب کریں اور جس کو جب یاد آجاؤں تو اتنا ضرور خدا سے مانگ دیا کریں کہ افتخار فریدی۔ اس کے والدین، استاد، مشائخ، محسنین، احباب اعزہ، تمام مسلمان جانے والے اور آنے والوں کی مغفرت فرمادے۔

دعاؤں کی خصوصی وصیّت

ملّت کے اجتماعی اور بنیادی مسائل ہماری دعاؤں میں سب سے زیادہ ضروری ہیں۔ ان ہی کے صدقے میں ہماری تمام دعائیں قبول ہوں گی۔ انشاء اللہ۔

عالم اسلام اور ملت ہندیہ کے دینی کاموں کی حفاظت و بقا اور ان کا نفع تام جاری رہے۔

تمام مسلمان غیر مسلموں کو اسلام کا پیغام پہنچاتے رہیں اور سننے والوں کو ہدایت ملتی رہے۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب اقدس کو ٹھنڈک پہنچانے والا بنادے مجھے نہیں معلوم کس وقت کس امر کا مطالبہ ہے تو ہی مجھے سوجھادے اور عمل کرادے۔

حرمین شریفین، جزیرۃ العرب، عالم اسلام اور مسلمانوں کے قلوب سے یہودیت، نصرانیت، دہریت، اور کفر کے اثرات کو خارج و زائل فرمادے۔

بیت المقدس کی بازیابی کیلئے سلطان صلاح الدین ایوبیؒ جیسے ہاتھ مہیا فرمادے۔

ہماری بداعمالیوں کی بنا پر جو اقوام مثلِ اسرائیل عذاب بنا کر ہم پر مسلط کر دی گئیں ہیں موجبات عذاب کو دور فرما کر اے خدا ان سے نجات عطا فرما دے۔

دینی عزت، ملی حمیت کا انحطاط تمام مسلمانوں پر چھا گیا ہے اس بے حسی کے دور ہونے کو مانگا جائے۔

اجابت وقبولیت کے مواقع

اذان ہونے کے بعد، فرض نمازوں کی جماعت کھڑے ہونے کے وقت جمعہ کی نماز سے قبل خطبہ کی اذان کے وقت، خطبہ کے درمیان امام کے بیٹھنے کے وقت، جمعہ کے روز مابین عصر و مغرب، افطار کے وقت، تہجد کے وقت، تبلیغ ودعوت کے اسفار میں۔ غم وصدمے کے وقت خصوصاً ٹوٹے ہوئے دل کی۔ بیماری کی حالت میں۔ رقتِ قلب کے وقت، مقامات حج اور حج سے واپسی میں گھر پہنچنے سے قبل۔ جہاد کے میدانوں میں۔ ان میں سے جو بھی حاصل ہوں ان میں خوب گڑگڑا کر بلبلا کر جیسے دریا میں ڈوبتا ہوا انسان مانگے۔ مانگی جائیں۔

کمیونزم کا عذاب مسلط نہ ہو۔ اس کی روک کیلئے غیر مسلموں میں دعوت کا کام تریاق ہے۔

دعا فرمائیں کہ اللہ جل شانہ ان محسنین کرام کو ان کی شایانِ شان جزائے خیر عطا فرمائیں اور ہمیں ان کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق اور آنے والی نسلوں کو توحید اور سنت والے راستے پر گامزن فرمائیں۔

اس ادارے کو جس خلوص نیت سے قائم کیا گیا ہے خدا اس پر قائم و دائم رکھتے ہوئے ترقی عطا فرمائے اور زیادہ سے زیادہ اسلام کی خدمت کا موقع عطا فرمائے نیز اسلاف کی حیات طیبہ اور ان کے کارناموں کی اشاعت و تبلیغ کیلئے ہمت وصلاحیت عطا فرمائے۔ (آمین)

احقر اپنے والد بزرگوار کی مغفرت اور ترقی درجات کیلئے خصوصی دعاء کی درخواست کرتا ہے۔
خادم — اظہر دہلوی

کتابت:۔ قمر علی خان موشی نوشنولیس ملتان ۱۹۸۲ء

حضرت مولانا مفتی محمد حسنؒ امرتسریؒ

کی وصایا
(بانی جامعہ اشرفیہ لاہور)

منجملہ اور شعب دینیہ ضروریہ کے ایک امر وصیّت بھی ہے۔ جس کے بارہ میں حضور سرورِ عالم ہادیٔ اعظم رسُول اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے یہاں تک تاکید فرمائی ہے کہ جس مسلمان کو اپنی کسی چیز کے متعلّق وصیّت کرنا ہو تو وہ دو رات بھی اس حالت میں نہ گزارے کہ وصیّت اس کے پاس لکھی ہوئی نہ رکھی ہو۔

چنانچہ

حضرت مفتی صاحبؒ نے بھی حضور اقدس صلّی اللہ علیہ وسلّم کے اس ارشاد وسراپا رشد وہدایت کے امتثال میں ایک وصیّت نامہ تیار کیا۔ ہم اس کو رفاہِ عام کے لئے شائع کرتے ہیں ـــــــ اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو عموماً اور حضرت مفتی صاحب کے متوسلین کو خصوصاً حضرت کی تقلید کی توفیق بخشے۔ آمین ثم آمین وہو ہذا:

بقلم احقر محمد حسن۔ مورخہ ۱۰ صفر ۱۳۷۶ھ مطابق ۱۶ ر دسمبر۔

چونکہ وصیّت لکھنے اور کرنے کا حکم ہے۔ اس واسطے ذیل کا مضمون تجویز کرتا ہوں

(۱) میری ملکیت میں کچھ دینی کتابیں ہیں یا گھر کا معمولی سامان، وہ شریعت کے مطابق تقسیم کی جاویں ـــــــ

(۲) میری کتابوں میں اگر جامعہ اشرفیہ کی کتاب ہو اس کو واپس مدرسہ میں داخل کیا جاوے ـــــــ

(جس جگہ موت واقع ہو وہاں ہی مجھ کو دفن کیا جائے۔ کوئی رسم بعد موت کے نہ کی

جاوے۔ قبر میں رکھ کر منھ خوب قبلہ کی طرف کیا جاوے۔ قبر کی مشرقی دیوار کا سہارا دیکر منہ قبلہ کی طرف کیا جاوے۔

(۴) میرے لئے ایصالِ ثواب حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی تجویز کے مطابق کیا جاوے۔ بطریقِ رسم جمع ہو کر نہ کیا جاوے۔ اگر تنہا بیٹھ کر تلاوت کر کے ثواب پہنچا جاوے تو بہت احسان ہوگا۔

(۵) روزمرہ سورہ لیٰسین شریف) اگر پڑھ کر مجھ کو ثواب پہنچایا جاوے تو احسان ہوگا اگر یہ نہ ہو سکے تو ہر روز تین بار قل شریف پڑھ کر ثواب پہنچایا جاوے۔

(۶) میری اولاد کو لازم ہے کہ حضرت (حکیم الامّتہ) تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی کتابوں کا مطالعہ حرزِ جاں سمجھ کر کریں ـــــ خصوصاً بہشتی زیور، جزاء الاعمال، تعلیمُ الدّین، مواعظ و ملفوظات کو ہر روز دیکھا کریں۔

(۷) مدرسہ جامعہ اشرفیہ کو حضرت تھانویؒ کے مسلک پر چلایا جاوے۔

(۸) اگر کسی وقت امداد کم ہو تو کام بھی کم کیا جاوے۔

(۹) مکرر عرض ہے کہ حضرت تھانویؒ کی کتابوں کا مطالعہ ضروری بنائیں۔

(۱۰) مدرسہ کی آمدن میں بھی شریعت کے قوانین کی خوب رعایت کریں۔

(۱۱) مدرسین وہ ہوں جو حضرت تھانویؒ کے خوب مطیع اور معتقد ہوں۔

(۱۲) اتباع احکام شرعیہ کو سنگ پارس کا پتھر یقین کریں۔

(۱۳) میرے دو بھائی اس وقت زندہ ہیں۔ ان کا ادب باپ کی طرح کریں۔ آپس میں اتفاق سے رہیں۔

(۱۴) برخوردار حافظ عبدالرحمٰن مدرسہ کی خدمت ارکان مدرسہ اور خصوصاً برخوردار حافظ عبیدُ اللہ کے مشورہ سے کیا کریں۔

مدرسہ کی رقم کی حفاظت جزوِ ایمان سمجھیں۔ فقط

حضرت مولانا حاجی محمد شریف صاحب دامت برکاتہ کی وصایا

(۱) میں اپنے احباب سے استدعا کرتا ہوں کہ میرے سب معاصی صغیرہ وکبیرہ عمداً وخطاً کے لئے مجموعی طور پر استغفار فرماویں اور جو میرے اندر عادات بد اور اخلاق ذمیمہ ورذیلہ ہیں ان کے ازالہ کی دعا فرماویں۔

(۲) میرے اخلاق سیئہ کے باعث بہت بندگان خدا کو حاضرانہ وغائبانہ میری زبان اور ہاتھ سے تکالیف وایذائیں پہنچی ہیں۔ خصوصاً اسکول کے زمانہ تعلیم میں سینکڑوں طلبار کو میں نے جسمانی سزائیں دیں۔ جو حضرات مجھ سے دینی تعلق رکھتے ہیں اُن کو بھی زبانی طور پر سختی سے متنبہ کرنے کی نوبت آئی۔ سخت گیری اور مواخذہ بھی کرتا رہا۔ علاوہ ازیں بعضوں کی غیبتیں بھی ہوئیں۔ ایسے مواقع پر ضرورت سے زیادہ شدت یا نفس کی آمیزش کا احتمال ہے۔ میں نہایت عاجزی سے چھوٹے بڑوں سے باادب استدعا کرتا ہوں کہ للہ دل سے معاف فرمادیویں۔ اللہ تعالیٰ اُن کی بھی تقصیرات سے درگذر فرماویں گے اور ان کے درجات بھی بلند ہوں گے۔ میں بھی ان کے لئے دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کو دارین میں عفو وعافیت عطا فرماویں۔ معذرت کرنے والے کی تقصیر سے درگذر کرنے والے کی بڑی فضیلت آئی ہے۔

(۳) میرے حق میں جو دوسروں سے کوتاہیاں ہوگئی ہیں میں بطیب خاطر گذشتہ اور آئندہ کے لئے محض خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے اور اپنی معافی کی توقع پر سب معاف کرتا ہوں

(۴) خدا تعالیٰ کے فضل وکرم سے اس وقت میرے ذمہ کسی کا قرض نہیں اور حق تعالیٰ شانہٗ کا جو معاملۂ فضل اس ناکارۂ خلائق کے ساتھ ہے۔ اس سے امید ہے کہ

انشاء اللہ آئندہ بھی اس سے محفوظ رہوں گا۔ اگر اتفاق ایسا ہو یا کسی کی امانت میرے پاس ہوئی اسکی یاد داشت زبانی یا تحریری کر دی جائے گی۔

(۵) اہلیہ کا مہر میں ادا کر چکا ہوں ۔ مکان مسکونہ ۷۰۹ نواں شہر ملتان میں اہلیہ کو کو ہبہ کر چکا ہوں۔ اس میں جتنی چیزیں پیوست (گڑی ہوئی) ہیں۔ مثلاً برقی پنکھے نلکہ وغیرہ دیگر اشیاء یہ سب مکان ہی کا حصہ ہیں۔ دوسری چیزیں اکثر میری ملک ہیں۔ ان میں جو چیز اہلیہ اپنی ملک بتائے اس کا قول قابل قبول و تصدیق ہے۔

(۶) میں اپنے احباب کو وصیت کرتا ہوں کہ حتی الامکان دُنیا و مافیہا سے دل نہ لگائیں اور کسی وقت فکرِ آخرت سے غافل نہ ہوں۔ ہمیشہ ایسی حالت میں رہیں کہ اگر اسی وقت پیغامِ اجل آجائے تو جانا ناگوار نہ ہو۔ ہر وقت یہ سمجھیں۔ ع

شاید ہمیں نفس نفسِ واپسیں بود

اصلاح نفس کی فکر رکھیں ۔ نفس کو کبھی ڈھیل نہ دیں۔ صحبتِ اہل اللہ کا التزام رکھیں۔ مسائل کے لئے ہمیشہ بہشتی زیور مطالعہ میں رکھیں۔ مرشد تھانوی علیہ الرحمہ کے مواعظ کے مطالعہ کی پابندی رکھیں۔ حُسنِ خاتمہ کو تمام نعمتوں سے افضل و اکمل اعتقاد رکھیں اور الحاح و تضرع سے اس کی دعائیں کرتے رہیں۔ ایمان حاصل پر شکرِ خدا بجا لاتے رہیں۔ خود اپنے لئے بھی دعاء کی درخواست و التجا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ میرا بھی خاتمہ ایمان پر فرما دیں۔

(۷) میری رقم کا چوتھائی حصہ بہ نیت حقوق العباد و فدیہ و زکوٰۃ فقراء و مساکین کو دے دیئے جائیں کہ شاید کچھ ذمہ باقی ہوں۔

(۸) میرے ایصالِ ثواب کے لئے کبھی جمع نہ ہوں۔ نہ اہتمام سے نہ بلا اہتمام ہر شخص منفرداً خود جس کا دل چاہے دُعاء و صدقہ اور عبادتِ نافلہ سے نفع پہنچائے کم از کم تین بار سورۂ اخلاص ہی بخش دیا کریں۔ انشاء اللہ یہ عمل خود ان کے حق میں بھی بہت

نافع ہوگا۔

(۹) جس شہر یا گاؤں میں میرا انتقال ہو مجھے وہیں کے عام قبرستان میں دفن کیا جائے۔ کسی دوسری جگہ منتقل نہ کیا جائے اور نہ ہی میرے لئے عام قبرستان سے الگ کوئی جگہ منتخب کی جائے اگر ملتان میں انتقال ہو تو ہماری مسجد کے ساتھ جو قبور کے لئے جگہ ہے وہاں دفن نہ کیا جائے۔

(۱۰) میرے جنازہ میں شرکت کے لئے کسی رشتہ دار یا کسی بزرگ کا انتظار نہ کیا جائے۔ وقت پر جتنے افراد موجود ہوں نمازِ جنازہ پڑھ کر جلد از جلد قبرستان پہنچانے کی کوشش کریں۔ بے تکلف مخلص احباب جو فوراً پہنچ سکیں ان کو اطلاع کا مضائقہ نہیں۔

(۱۱) مجھے قبر میں سنّت کے مطابق ٹھیک داہنی کروٹ پر قبلہ رُخ لٹایا جائے۔ میّت کو سیدھا لٹا کر صرف چہرے کا رُخ قبلہ کی طرف کر دینے کا دستور غلط اور خلافِ سنّت ہے۔

(۱۲) میّت کو غسل دیتے وقت جو کپڑا ناف سے زانو تک ڈالا جاتا ہے وہ تر ہونے کے بعد جسم کے ساتھ چپک جاتا ہے۔ جس سے جسم کی رنگت اور حجم نظر آنے لگتا ہے۔ ازراہِ کرم مجھے غسل دیتے وقت ناف سے زانو تک کے حصّہ پر کسی چادر کو دونوں طرف سے دو آدمی پکڑ کر جسم سے ذرا اونچا کھینچ کر رکھیں۔ اس بات کا خاص اہتمام کیا جائے۔ عنایت ہوگی۔

(۱۳) آخر میں ناظرین کرام سے اس دعا کی درخواست کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ سفرِ آخرت سے قبل تمام حقوق اور میرے مظالم سے سبکدوش فرمادے اور آخرت میں ہر طرح کے مواخذہ سے محفوظ رکھے۔

(۱۴) گھر میں حضرت والا نور اللہ مرقدہٗ کا عطا فرمودہ ایک رومال ہے۔ اس کا نصف میرے کفن میں رکھ دیا جائے۔ باقی نصف اہلیہ کے کفن میں رکھنے کے لئے محفوظ رکھ لیا جائے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا ایک خط جو علیحدہ کرکے رکھ لیا گیا ہے اس کو جلا کر اس کی

راکھ حضرت والا علیہ الرحمہ کے رُومال میں باندھ کر میرے کفن میں رکھ دی جائے۔

(۱۵) مرض الوفات میں اگر کوئی نماز رہ جائے اس کا فدیہ بھی اہتمام سے ادا کر دیا جائے۔ ویسے اللہ کی ذاتِ عالی سے اُمّید ہے کہ وہ اپنے فضل وکرم سے تادمِ آخر نمازیں ادا کرنے کی توفیق و ہمّت عطا فرما دیں گے۔

(۱۶) میرے داماد ڈاکٹر احسان الحق مرحوم کی معرفت میری اور میری اہلیہ کی کچھ رقم لاہور میں سیّد نذیر احمد صاحب کے پاس تجارت میں لگی ہوئی ہے جس میں کمی بیشی ہوتی رہتی ہے اس کمی بیشی کا حساب مَیں اپنی لاہور والی بیٹی کو بتلاتا رہتا ہوں۔ جو حساب میری بیٹی بتلائے اُسے ٹھیک سمجھا جائے۔ سیّد نذیر احمد صاحب بھی معتمد انسان ہیں۔ اس سلسلے میں اُن کی ایک تحریر بھی میرے پاس موجود ہے۔ یہ تحریر بھی میری بیٹی کے پاس رہے گی۔

آخر میں اپنے تمام اعزہ، احباب اور متعلقین سے درخواست ہے کہ وہ احقر کو حتی الامکان دعاؤں میں یاد رکھیں۔

جزاہم اللہ تعالیٰ خیر الجزآء

احقر محمد شریف - نواں شہر ملتان

۲۱ رجمادی الثانی ۱۴۰۰ھ

مکان : ۹۰۷

ہوس

کل ہوس اس طرح سے ترغیب دیتی تھی مجھے
خوب ملکِ روس اور کیا سرزمینِ طوس ہے
گر میسر ہو تو کیا عشرت سے کیجے زندگی،
اس طرف آوازِ طبل اودھر صدائے کوس ہے
صبح سے تا شام چلتا ہو مئے گلگوں کا دور،
شب ہوئی تو ماہرویوں سے کنار و بوس ہے

عبرت

سنتے ہی عبرت یہ بولی اک تماشا میں تجھے،
چل دکھاؤں تو تو قیدِ آز کا محبوس ہے
لے گئی یکبارگی گورِ غریباں کی طرف
جس جگہ جانِ تمنا سو طرح مایوس ہے
مرقدیں دو تین دکھلا کر لگی کہنے مجھے،
یہ سکندر ہے یہ دارا ہے یہ کیکاؤس ہے
پوچھ تو ان سے کہ جاہ و حشمتِ دنیا سے آج
کچھ بھی ان کے ساتھ غیر از حسرت و افسوس ہے

حضرت مولانا مفتی رشید احمد صاحب دامت برکاتہم

مہتمم دار الافتاء والارشاد کراچی کی وصایا،

(۱) عزیزہ اسماء سلمہا اللہ تعالیٰ کی تکمیلِ حفظِ قرآن کے موقع پر یہ وصیتیں کی گئیں۔

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَوَصّٰی بِهَآ اِبْرٰهِیْمُ بَنِیْهِ وَیَعْقُوْبُ یٰبَنِیَّ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰی لَكُمُ الدِّیْنَ فَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۝

اَمْ كُنْتُمْ شُهَدَآءَ اِذْ حَضَرَ یَعْقُوْبَ الْمَوْتُ اِذْ قَالَ لِبَنِیْهِ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ بَعْدِیْ قَالُوْا نَعْبُدُ اِلٰهَكَ وَاِلٰهَ اٰبَآئِكَ اِبْرٰهٖمَ وَ اِسْمٰعِیْلَ وَاِسْحٰقَ اِلٰهًا وَّاحِدًا وَّنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ۝

پہلی آیت میں اس کا بیان ہے کہ حضرت ابراہیم اور حضرت یعقوب علیٰ نبینا و علیہما الصلوٰۃ والسلام نے اپنی اولاد کو مرتے دم تک اسلام پر قائم رہنے کی وصیت فرمائی تھی۔

اور دوسری آیت میں اس کا ذکر ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے بوقت رحلت اپنی اولاد سے یہ عہد اور اقرار لیا تھا کہ میرے بعد صرف اللہ تعالیٰ ہی کی عبادت کرتے رہو گے اور صرف اسی کے سامنے جھکو گے۔

یہ خوب سمجھ لیں کہ اسلام یا اللہ تعالیٰ کی عبادت صرف کلمہ طیبہ پڑھ لینے یا نماز روزہ وغیرہ چند عبادات ادا کر لینے کا نام نہیں، بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ پوری زندگی

شریعت کے مطابق ہو اور بندہ اپنی سب خواہشات کو اللہ تعالیٰ کی رضا میں فنا کر دے۔
پس میں بھی تمہیں اس کی وصیت کرتا ہوں کہ دین کی حفاظت کے لئے اُمورِ ذیل کا بہت اہتمام رکھیں۔

(۱) اپنی اولاد کو اسکول اور کالج کی تعلیم سے اس طرح بچائیں جس طرح شیر یا بھیڑیئے سے بچایا جاتا ہے۔ اس ماحول میں بچوں کو بھیجنا ان کو اپنے ہاتھوں سے جہنم میں جھونکنا ہے وہاں جاکر لاکھوں میں سے کسی ایک کا دین محفوظ رہ جائے تو یہ بطورِ خرقِ عادت ہوگا جو محض اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہے، جیسے کسی کو خونخوار شیر کے منہ سے یا دہکتی ہوئی آگ سے اگر اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے بچا لیا تو اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ عمداً شیر کے منہ میں جانے یا آگ میں کودنے کا کوئی جواز ہے۔

(۲) اپنی زندگی خدمتِ دین کے لئے وقف کریں۔ دین کا جو کام بھی اللہ تعالیٰ لے لیں اسے بہت بڑا انعام سمجھیں اگرچہ لوگوں کی نظر میں وہ کام ذلت و حقارت ہی کا کیوں نہ ہو۔ عزت و ذلت صرف وہ معتبر ہے جو مالک کی نظر میں ہو ؎

اگر اک تو نہیں میرا تو کوئی شے نہیں میری
جو تو میرا تو سب میرا فلک میرا زمیں میری

خدمتِ دین کی صلاحیت رکھتے ہوئے اس سے کام نہ لینا نعمتِ الٰہیہ کی بے قدری و ناشکری ہے۔ غرضیکہ دُنیوی کام کا مشغلہ نہ بنائیں، اس کی وجہ سے تم خدمتِ دین سے محروم ہو جانے کے علاوہ بہت سے گناہوں میں بھی مبتلا ہو جاؤ گے، خدمتِ دین میں مشغول رہنا گناہوں سے حفاظت کے لئے مضبوط قلعہ ہے۔

(۳) روزانہ بلاناغہ تلاوت کی پابندی رکھیں۔

(۴) مندرجہ ذیل گناہوں سے بچنے کا اہتمام رکھنے کی بتاکید وصیت کرتا ہوں۔

(۱) کسی ایسی مجلس میں بیٹھنا جہاں کسی جاندار کی تصویر ہو یا تصویر لے جا رہی ہو،

(ب) کسی کا کوئی حق دبانا
(ج) بلا اجازت کسی کی کوئی چیز استعمال کرنا۔
(د) کسی کو تکلیف پہنچانا۔
(ھ) کسی پر بہتان لگانا
(و) کسی کی غیبت کرنا
(ز) غیبت سُننا
(ح) شرعی پردہ کا اہتمام نہ کرنا۔

(۵) یہ بھی وصیت کرتا ہوں کہ تم اپنی اولاد کو بھی ان سب اُمور کی وصیت کرکے مرنا میں مسجد میں بیٹھ کر اللہ تعالیٰ کو گواہ بنا کر تمہیں اُمورِ بالا کی وصیت کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں دیتا ہوں، اَللّٰھُمَّ بَلَّغْتُ، اَللّٰھُمَّ بَلَّغْتُ، اَللّٰھُمَّ بَلَّغْتُ، اَللّٰھُمَّ وَاقِیَۃً کَوَاقِیَۃِ الْوَلِیْد

فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَنْتَ وَلِیّٖ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ تَوَفَّنِیْ مُسْلِمًا وَّاَلْحِقْنِیْ بِالصّٰلِحِیْنَ ۝ وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰٓی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ، اٰمِیْنَ بِرَحْمَتِكَ یَآ اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ ۝

رشید احمد عفا اللہ عنہ
اشرف المدارس ناظم آباد، کراچی
۳ جمادی الاخری ۱۳۸۷ھ عشیۃ الجمعہ

(۲)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ایک اہم وصیت

اولاد اور ان کی ازواج کے نام

میرے عزیزو! چند روز سے تمہارے مستقبل کے بارے میں ایک اہم فکر میرے دماغ پر مسلط ہے آج بتاریخ ۱۳ رمضان المبارک ۱۳۹۳ھ بروز جمعرات فجر کی نماز کے بعد جب میں قبلہ رُو ہو کر اپنے معمولات میں مشغول ہوا تو اللہ تعالیٰ نے قلب میں بڑی قوت کے ساتھ یہ القاء فرمایا کہ اس بارے میں ایک وصیت لکھوں،

رمضان المبارک میں اشراق سے فارغ ہو کر دو گھنٹے سونے کا معمول ہے خیال تھا کہ اس معمول سے فارغ ہو کر وصیت لکھوں گا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے اس خیال کو اس حد تک مسلط فرما دیا کہ میں بمشکل آدھا گھنٹہ سو سکا، اس کے بعد ہر چند سونے کی کوشش کی مگر نیند نہ آئی اور اُٹھ کر اس تحریر میں مشغول ہو گیا۔

میرے عزیز بیٹو اور بیٹیو! بچپن میں تمہارا آپس میں تعلق اور محبت میری نظر میں بڑی حد تک قابلِ اطمینان اور موجبِ مسرت رہی ہے اور دوسروں کی نظر میں تو بہت ہی باعثِ رشک ولائقِ ستائش وتحسین اور قابلِ مبارک باد اور عام زبان زد، اب ماشاء اللہ تم سب جوان ہو گئے ہو بعض کی شادی ہو گئی اور بعض کی ہونے والی ہے اب تمہارے تعلقاتِ محبت پر بہت بڑے ابتلاء وامتحان کا وقت آ رہا ہے۔ بیوی بچوں اور مال ومنصب کی غلط محبت میں پھنس کر بڑے بڑے عقلاء اور شہسوار

بھی اوندھے گر جاتے ہیں اور گردنیں تڑوا بیٹھتے ہیں۔ علاوہ ازیں ایک جگہ قیام، طعام اور ان سے متعلق کام کاج بھی بسا اوقات اختلاف کا سبب بن جاتا ہے اس لئے میں تمہیں بتاکید وصیت کرتا ہوں کہ آپس میں محبت کے نازک رشتے کو کسی قیمت پر بھی ٹوٹنے نہ دیں، اس نازک ترین رشتے اور بہت قیمتی سرمایہ کی حفاظت کے لئے نفسانی خواہشات اور مال و منصب بھی قربان کرنا پڑے تو اس سے بھی ہرگز ہرگز دریغ نہ کریں آپس میں اتفاق اور محبت سے اللہ تعالیٰ کی رضا اور آخرت کی نعمتوں کے علاوہ دنیا میں بھی راحت، سکون، مسرت، برکت اور عزت و مال میں ترقی ہوتی ہے۔ اس کے برعکس اختلاف، خالق کی ناراضگی اور آخرت کی بربادی کے علاوہ دنیا میں بھی پریشانی، ذلت فقر و فاقہ اور تباہی کا باعث بنتا ہے۔ اب میں مختصراً اسباب اختلاف و اسباب محبت بیان کرتا ہوں تاکہ اول سے اجتناب اور دوم سے اقتراب کا اہتمام کیا جائے۔

اسباب اختلاف

(۱) گناہوں سے نہ بچنا اور گناہ ہو جائے تو فوراً توبہ نہ کرنا، اس سے اللہ تعالیٰ ناراض ہو جاتے ہیں اور ایسے لوگوں پر اختلاف کا عذاب مسلط فرما دیتے ہیں۔ (۲) حب مال (۳) حب جاہ۔ ان دونوں کی وجہ سے آپس میں اختلاف، فتنہ و فساد، قتل و غارت تباہی و بربادی کا ہم شب و روز مشاہدہ کر رہے ہیں۔

(۴) غیبت، عیب جوئی اور مذاق اڑانا (۵) روکھا پن، ترش روئی اور زبان درازی

(۶) مشترک کام کاج سے جی چرانا۔ (۷) کھانے پینے، پہننے اور آرام و راحت میں اپنے نفس کو ترجیح دینا۔

اسباب محبت

(۱) تقویٰ، یعنی گنا [redacted] سے بچنے کا اہتمام کرنا اور کوئی گناہ ہو جائے تو فوراً توبہ کر لینا

اس سے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل ہوتی ہے اور ان کی رحمت آپس میں محبّت اور پُر کیف زندگی کی صورت میں نمودار ہوتی ہے۔ (۲) حُبِّ مال کا علاج (۳) حُبِّ جاہ کا علاج ان دونوں خطرناک اور دنیا و آخرت دونوں کے لئے تباہ کُن امراض کا علاج اہل اللہ کی صحبت، اور یہ میسّر نہ ہو تو ان کے ملفوظات اور مراقبۂ موت سے کیا جائے (۴) ایک دوسرے کے قول اور فعل اور اشیاء کی تحسین اور غائبانہ تعریف کی جائے۔ (۵) آپس میں تبکلف محبّت کا اظہار کیا جائے اور بتایا جائے کہ مجھے آپ کیساتھ محبّت ہے یہ محبّت بڑھانے کا بہت ہی اکسیر نسخہ ہے (۶) مشترک کام میں سب سے زیادہ حصّہ لینے اور دوسروں کی خدمت کرنے کی کوشش کی جائے (۷) کھانے، پینے، پہننے اور آرام وراحت میں ایثار سے کام لیا جائے۔ یعنی دوسروں کو اپنے نفس پر ترجیح دی جائے (۸) اگر کسی سے کوئی شکایت ہو تو اسے دل میں نہ رکھیں بلکہ نرمی اور محبّت کے ساتھ اس سے کہہ دیں (۹) ایک دوسرے کے لئے دُعاء کی جائے (۱۰) اللہ تعالیٰ سے آپس میں محبّت کی دعاء اور اختلاف کے عذاب سے پناہ مانگتے رہیں۔ فقط

واللہ المستعان وعلیہ التکلان

رشید احمد عفا اللہ عنہ
مقیم اشرف المدارس ناظم آباد کراچی
۱۳ رمضان المبارک ۱۳۹۳ھ

(۳) بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

وَصِیّت نامہ

عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ماحق امرأ مسلم لہٗ شئ یرید ان یوصی فیہ یبیت لیلتین الّا ووصیّتہٗ مکتوبۃ عندہ (متفق علیہ)

کسی مسلمان کو یہ حق نہیں کہ کسی چیز کی وصیت کرنا اس پر ضروری ہو پھر وہ دو راتیں بھی اس طرح گزارے کہ اس کی وصیّت اس کے پاس لکھی ہوئی نہ ہو۔

عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من مات علیٰ وصیۃ مات علیٰ سبیل وسنۃ ومات علیٰ تقی وشہادۃ ومات مغفوراً لہ۔ (ابن ماجہ)

جو شخص وصیّت کرکے مَرا وہ صراطِ مستقیم اور طریقِ سُنّت پر مَرا، اور تقویٰ وشہادت پر مرا اور مغفرت کی حالت میں مرا۔

ان احادیث سے ثابت ہوا کہ اگر کسی کے ذمّہ کوئی حق واجب ہے، تو اس پر اس کی وصیّت لکھنا ضروری ہے۔ اور اگر کوئی حق اس کے ذمّہ نہیں تو بھی وصیت کرنا مغفرت اور بڑے اجر وثواب کا باعث ہے لہٰذا میں امور ذیل کی وصیّت کرتا ہوں۔

(۱) اوصی نفسی وایاکم بتقوی اللہ، میں اپنے نفس کو اور تمہیں بھی اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنے کی وصیت کرتا ہوں، یہ دولت کسی اللہ والے کی صحبت کے سوا حاصل نہیں ہوتی، لہٰذا کسی ایسی شخصیّت کی صحبت کو لازم پکڑیں جس کے پاس

بیٹھنے سے دنیا سے بے رغبتی اور آخرت کی فکر پیدا ہو اگر ایسی مجلس میسر نہ آئے تو اہل اللہ کی کتابوں کے مطالعہ کا روزانہ بلاناغہ معمول بنالیں۔

(۲) اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا استحضار کر کے شکر اُدا کرنے کا معمول بنالیں۔ اس عاجز کو جو کچھ حاصل ہوا شکرِ نعمت کی بدولت ہوا۔

(۳) اللہ تعالیٰ کا اس عاجز بندے پر یہ بہت بڑا کرم ہے کہ کسی کا کوئی مالی حق اس احقر کے ذمّہ واجب نہیں ہے۔ آئندہ کے لئے بھی ربّ کریم سے حفاظت کی امید ہے البتہ جسمانی حقوق میں ابتلاء کے مواقع پیش آتے رہے ہیں، اپنی اولاد اور طلبہ کو بغرضِ اصلاح اور بعض غیر متعلّق لوگوں کو بھی حمیتِ دینی کے باعث زجر و توبیخ اور بعض مرتبہ جسمانی سزا کی بھی نوبت آئی، چونکہ ان مواقع میں ضرورت سے زیادہ شدّت یا نفس کی آمیزش کا احتمال ہے اس لئے میں ان سب حضرات سے نہایت عاجزی اور لجاجت سے درخواست کرتا ہوں کہ للہ مجھے دل سے معاف فرمادیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی خطاؤں اور گناہوں سے درگزر فرمائیں گے۔ یہ معاف کرنا انشاء اللہ تعالیٰ اُن کے لئے بھی مفید اور بڑے اجر و ثواب کا باعث ہوگا۔ درگزر اور معاف کرنے کے بڑے فضائل آئے ہیں اور معذرت کرنے والے کو معاف نہ کرنے پر سخت وعیدیں آئی ہیں۔ محسنِ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے "جس شخص سے اس کا بھائی معذرت کرے اور وہ اس کو قبول نہ کرے وہ میرے پاس حوضِ کوثر پر نہ آنے پائیگا" (ترغیب و ترہیب)

ایک حدیث میں ہے کہ "جو شخص اپنے مسلمان بھائی سے معذرت کرے اور وہ اس کو قبول نہ کرے اس پر ایسا گناہ ہوگا جیسا ظلماً محصول وصول کرنے والے پر ہوتا ہے" (ابنِ ماجہ)

اور ظلماً محصول لینے والے کے بارے میں وعید ہے کہ "اللہ تعالیٰ (بروزِ قیامت)

اپنی مخلوق سے (بلحاظ رحمت و مغفرت) قریب ہوں گے پس رنڈی اور (ظلماً) محصول لینے والے کے سوا جس کی چاہیں گے مغفرت فرمائیں گے (طبرانی) دوسری روایت میں ہے کہ "(ظلماً) محصول وصول کرنیوالا جنت میں داخل نہ ہوگا۔"

(ابوداؤد، ابن خزیمہ، حاکم)

میرا کئی سالوں سے یہ معمول ہے کہ ہر اس شخص کے لئے جس کو مجھ سے کبھی کسی قسم کی کوئی تکلیف پہنچی ہو روزانہ بلا ناغہ دعائے مغفرت کرتا ہوں اور اپنے تمام نیک اعمال کا ثواب بخشتا ہوں اور مزید بریں تین بار سورۂ اخلاص پڑھ کر بھی ایصالِ ثواب کرتا ہوں، مجھ پر ظلم کرنے والوں کے بارے میں بھی میرا یہی معمول ہے۔

(۴) وصیّت کے باب میں میرے نزدیک اشرف المدارس[1] کا معاملہ بہت اہم ہے میں اب تک یہ فیصلہ نہیں کر سکا کہ اپنے انتقال کے بعد اشرف المدارس کا نظم کس کے سپرد کردوں، اگر آئندہ کوئی قابلِ اطمینان صورت ظاہر ہوئی تو اس کے مطابق وصیّت کر دوں گا ورنہ اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتا ہوں وھو حسبی و نعم الوکیل،

(۵) میں اپنے تمام متعلقین کو، اور بالخصوص اولاد کو اس کی وصیت کرتا ہوں کہ کبھی بھی قرض کا لین دین ہرگز نہ کریں۔ نہ اپنی ذات کے لئے اور نہ ہی کسی دینی کام کے لئے اپنی تمام ترحاجات کو صرف اپنے مالک کے سامنے پیش کیا کریں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قرض سے پناہ مانگی ہے اور استعاذہ (پناہ مانگنے) میں مغرم و مأثم (قرض اور گناہ) کو ایک ساتھ ذکر فرمایا ہے۔ قرض لینے میں عزت اور دین دونوں کا نقصان ہے، قرض دینا اگرچہ بہت بڑا ثواب ہے مگر اس زمانے میں لوگوں کی بدمعاملگی کی وجہ سے آپس میں عداوت اور منافرت کا باعث بن جاتا ہے۔ اس لئے اس سے بھی احتراز لازم ہے۔ بحمد اللہ تعالیٰ میں نے آج تک کبھی کسی سے اپنی ذات کے لئے یا کسی دینی کام

[1] اب اس کا نام دار الافتاء والارشاد رکھا گیا ہے۔

کے لئے قرض نہیں لیا ۔ بجز اس کے کہ دارالعلوم کورنگی میں تدریس کے زمانے میں ایک بار عمرہ کے لئے زرداتی کے وقت دارالعلوم سے کچھ تنخواہ پیشگی لی تھی یا کبھی ایسا اتفاق ہوا کہ سفر کے مشترکہ مصارف پر کوئی صاحب اپنے پاس سے خرچ کرتے گئے اور سفر ختم ہونے پر حساب کر کے ان کو رقم ادا کر دی البتہ کئی لوگوں کو قرض دیا ان میں سے کسی نے بھی بطیبِ خاطر واپس نہیں کیا، اکثر کو تو معاف ہی کرنا پڑا اور ہمیشہ آپس میں ناگواری کا سبب بنا ۔

(۶) کچھ امانت رکھنے کا معاملہ کریں تو اشیاء کی پوری تفصیل اور رقم کی مقدار لکھ کر اس پر مالک دستخط کرے محض حافظے پر اعتماد کرنا بسا اوقات غلط فہمی اور بدگمانی کا باعث بن جاتا ہے ۔

(۷) کوئی رقم کسی خاص مدّ کی ہو تو جتنی جلدی ہوسکے اس پر یادداشت لکھ دیں ۔ اسی طرح کوئی صاحب آپ کو کوئی چیز یا کچھ رقم بطور امانت دیں اگرچہ تھوڑی دیر ہی کے لئے ہو اس پر بھی جتنی جلدی ممکن ہو مالک کا نام اور رقم کی مقدار لکھ لیں نہ معلوم کب وقت آجائے ، موت کے لئے ہر وقت سب معاملات سے فارغ رہنا لازم ہے ۔

(۸) میں نے قبل ازیں ایک وصیت نامہ ۱۳ جمادی الاخریٰ ۱۳۸۷ھ میں عزیزہ اسماء کے حفظِ قرآن کی تکمیل کے موقع پر اہتمام اعمال سے متعلق لکھا تھا ۔ پھر ۱۳ رمضان المبارک ۱۳۹۳ھ میں آپس میں محبت اور اسباب اختلاف و اسباب محبت پر مشتمل دوسرا وصیت نامہ لکھا ۔ ان دونوں وصیت ناموں کے مطابق عمل کرنے کی اب پھر وصیت کرتا ہوں ۔

(۹) مجھے کسی حال میں بھی ہسپتال میں ہرگز داخل نہ کریں اور اتنا مشورہ تو سب کو دیتا ہوں کہ جب مریض کی حالت مایوس کن ہو تو اسے ہسپتال نہ لے جائیں ۔

(۱۰) جس شہر یا گاؤں میں میرا انتقال ہو مجھے وہیں کے عام قبرستان میں دفن کیا جائے کسی دوسرے مقام کی طرف منتقل نہ کیا جائے اور نہ ہی میرے لئے عام قبرستان سے الگ کوئی جگہ منتخب کی جائے۔

(۱۱) میّت کو غسل دیتے وقت جو کپڑا ناف سے زانو تک ڈالا جاتا ہے وہ تر ہونے کے بعد جسم کے ساتھ چپک جاتا ہے جس سے جسم کی رنگت اور حجم نظر آنے لگتا ہے اس لئے مجھے غسل دیتے وقت ناف سے زانو تک کے حصّہ پر کوئی چارپائی وغیرہ رکھ کر اس کے اُوپر چادر ڈال دی جائے یا چارپائی کے بجائے چادر کو دونوں طرف سے دو آدمی پکڑ کر جسم سے ذرا سا اُونچا کھینچ کر رکھیں،

(۱۲) میرے جنازے میں شرکت کے لئے کسی قریب سے قریب رشتہ دار یا کسی بڑے سے بڑے بزرگ یا زیادہ لوگوں کے اجتماع کا انتظار نہ کیا جائے بلکہ وقت پر جتنے افراد بھی موجود ہوں وہ نماز جنازہ پڑھ کر جلد از جلد قبرستان پہنچانے کی کوشش کریں، سُنّت کے مطابق چند افراد کے نماز جنازہ پڑھنے پر اللہ تعالیٰ کی جو رحمت متوجّہ ہوتی ہے وہ خلافِ سُنّت ہزاروں کے مجمع پر بھی نہیں ہوتی۔

(۱۳) مُنہ دکھانے کی رسم بہت بُری ہے اس میں شرعاً بھی کئی قباحتیں ہیں۔ اس لئے اس رسم سے احتراز کی تاکید کرتا ہوں۔

(۱۴) مجھے قبر میں سُنّت کے مطابق ٹھیک داہنی کروٹ پر قبلہ رُخ لٹایا جائے میت کو سیدھا لِٹا کر صرف چہرے کا رُخ قبلہ کی طرف کر دینے کا دستور غلط ہے۔

(۱۵) میرے ایصالِ ثواب کے لئے اجتماع نہ کیا جائے ہر شخص اپنے اپنے مقام پر حسبِ توفیق ایصالِ ثواب کرتا رہے۔ مالی عبادت کا ثواب پہنچانا چاہے تو حسبِ توفیق رقم کسی کارِ خیر میں لگا دے یا کسی مسکین کی مدد کر دے۔ اللہ تعالیٰ کے

ہاں سُنّت کے مطابق تھوڑا سا عمل بھی خلافِ سُنّت بہت بڑے اعمال سے بدرجہا بہتر ہے۔

(۱۶) میرے لئے ابھی سے روزانہ مغفرت اور رضائے الٰہی کی دعا اور ایصالِ ثواب کا معمول بنالیں، کم از کم تین بار قل ہو اللہ ہی پڑھ کر بخش دیا کریں، انشاء اللہ تعالیٰ یہ عمل خود پڑھنے والوں کے لئے بھی بہت نافع ہوگا۔

اللہ تعالیٰ ہماری حیات اور موت، تجہیز و تکفین، نمازِ جنازہ، تدفین، تعزیت اور ایصالِ ثواب وغیرہ سب معاملات اپنی مرضی کے مطابق اور اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی سُنّت کے مطابق مقدر فرمائیں، آمین۔

اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ ۝ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُكِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ لَاشَرِیْكَ لَهٗ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ۝

رشید احمد عفا اللہ عنہٗ
مقیم[1] اشرف المدارس ناظم آباد کراچی
۱۹ رمضان المبارک سنہ ۱۳۹۵ھ بروز جمعہ

[1] "مقیم اشرف المدارس" لکھنے کا معمول اسلئے ہے کہ دُنیا میں جہاں بھی رہیں بہرحال عارضی قیام ہی ہے وطن تو آخرت ہے اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کا استحضار اور وطن کا شوق عطا فرمائیں۔

سلسلہ مواعظ اشرفیہ جلد نمبر ۱۲

محاسنِ اسلام

سلسلہ مواعظ اشرفیہ کی گیارہ ۱۱ جلدیں محترمی منشی عبدالرحمٰن خان صاحب، مکتبہ اشرف المعارف چہلیک ملتان سے شائع ہو چکی ہیں ۔ یہ اسی سلسلہ کی بارہویں جلد ہے۔

اسلام کی حقانیت، فضائل و کمالات اور محاسن و آداب کے جملہ پہلوؤں پر آیاتِ قرآنیہ و احادیث نبویہ سے عجیب و غریب طریق سے روشنی ڈالی گئی ہے۔

سائز ۲۲ × ۱۸ / ۸ ۔ صفحات ۔ ۵۶۰

قیمت ۔/۴۸ روپے ۔ جلد خوبصورت ڈائی دار

سلسلہ مواعظ اشرفیہ جلد نمبر ۱۳

دعوۃ و تبلیغ

جس میں

ضرورت دعوۃ، آدابِ دعوۃ، طریق دعوت اور جملہ متعلقاتِ دعوۃ کے بارے میں مواعظ کا انتخاب کر کے انہیں جدید ترتیب کے ساتھ شائع کیا جا رہا ہے۔

اور جلد ۱۴ آداب حج و قربانی زیرِ ترتیب ہے۔

شریعت و تصوّف

از

مسیح الامّت حضرت مولانا شاہ محمد مسیح اللہ صاحب مدظلہم

خلیفہ ارشد حکیم الامت مجدد الملّت حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب تھانوی رح قدس سرہ، اس کتاب میں "تصوف کی حقیقت اور اس کی ضرورت و اہمیت" اور "شریعت وطریقت کا اتحاد" در تہذیبِ اخلاق، ضرورتِ شیخ، اخلاقِ رذیلہ واخلاقِ حمیدہ، نیز تصوّف کے بنیادی اور اہم مسائل کو نہایت صراحت کے ساتھ بیان فرمایا گیا ہے۔

زیرِ طبع

ہماری دوسری مطبوعات

حسن العزیز (ملفوظات اشرفیہ) مرتبہ خواجہ عزیز الحسن مجذوب رح

مکتوباتِ اشرفیہ ۔ از حضرت اقدس مولانا حاجی محمد شریف صاحب مدظلہم

اصلاحی نصاب ۔ حضرت حکیم الامت تھانوی رح کی نو ۹ کتب کا مجموعہ ۔

ماہنابِ عرب صلی اللہ علیہ وسلم ۔ حضرت مولانا عاشق الٰہی صاحب میرٹھی رح

تقاریر محمود بر ترمذی وابوداؤد ۔ حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن صاحب رح ۔

نظر کی پاکیزگی (بدنظری کا علاج) مولانا محمد ہاشم صاحب بانی دار العلوم برطانیہ

مکمل تعلیم الاسلام (بہترین جلد) حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب رح ۔

ملنے کا پتہ

ادارہ تالیفاتِ اشرفیہ محلہ نیچ۔ ریلوے روڈ ملتان (پاکستان)

وَوَصّٰی بِهَآ اِبْرٰهٖمُ بَنِیْهِ وَیَعْقُوْبُ

وصایا

حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم؛ خلفاءِ راشدینؓ؛
حضرات صحابہ کرامؓ؛ ائمہ مجتہدین اور دیگر علماءِ حق کی نصیحت آموز
وصیتوں کا مجموعہ

مُرتّب
اِفتخار فریدی

ادارۂ تالیفاتِ اشرفیہ
محلہ بچ ○ ریلوے روڈ ○ ملتان